Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

PakDigestNovels.Com

اشتیاق احمد

جن باس

PakDigestNovels
www.PakDigestNovels.com
Free PDF Books & Novels Online Library
پاک ڈائجسٹ ناولز

PakDigestNovels.Com

میڈیم خاص نمبر

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میڈیم خاص نمبر

PkPdf.Blogspot.Com

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید، افتاب،
آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا اور
شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

ناول نمبر ۵۸۳

جن باس

اشتیاق احمد

PkPdf.Blogspot.Com
PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جملہ حقوق بحقِ پبلشرز محفوظ ہیں

نام ناول ——— جن باس

طابع ——— اشتیاق احمد

طبع اوّل ——— اکتوبر ۱۹۹۴ء

کتابت ——— سعید نامدار

سرورق ——— طاہر ایس ملک

قانونی مشیر ——— ملک محمد اکرم

مطبع ——— عظیم علیم پرنٹرز

قیمت ——— ساٹھ روپے

اشتیاق پبلی کیشنز

۹/۱۲ نصیر آباد ——— مسلم پورہ ——— سانده کلاں ——— لاہور

فون: 7246356

حدیث شریف

حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو اللہ کی حمد اور تعریف کی، پھر فرمایا: اے لوگو! تم ان دو درختوں کو کھاتے ہو اور میں تو ان کو خبیث سمجھتا ہوں۔ ایک تو لہسن، دوسرے پیاز۔ اور میں نے دیکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہ کسی شخص کے منہ سے ان کی بُو آتی تو اس کا ہاتھ پکڑ کر بقیع کو نکال دیتے۔ اب اگر کوئی ان کو کھائے تو پکا کر ان کو مار ڈالے۔

سنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم

صفحہ نمبر ۷۷، حدیث نمبر ۲۴۸

(یعنی کچا نہ کھائے۔ کیونکہ کچے میں بُو ہوتی ہے اور پکانے سے بُو کم ہو جاتی ہے۔ ہر چند لہسن اور پیاز حرام نہیں ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بُرا جانتے تھے اور نہیں کھاتے تھے اس وجہ سے کہ آپ پر وحی آتی اور فرشتوں کو اس کی بُو ناگوار ہوتی۔ دوسرے لوگوں کے لیے حکم ہے کہ ان کو کچا کھا کر مسجد میں نہ آئیں)

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آنسو رو رہے ہیں یا نہیں؟

رو رہے ہیں یا نہیں؟ اس سوال کا آپ کیا جواب دیں گے۔ یقیناً سب یہی کہیں گے۔ یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔

لیکن میں اور زیادہ اخبار کی ایک خبر پڑھ کر رو دیا اور آپ کو بھی رونے کی دعوت دیتا ہوں۔ مہربانی فرما کر آپ بھی تھوڑا سا رو ہی لیجیے۔ اس خون کے آنسوؤں کی لاج رہ جائے گی۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو کشمیر کا نام لیتے نہیں تھکتے۔ وہ بھی یہ خبر پڑھ لیں۔ لیکن اس کے پاس خون کے آنسو کہاں۔ اس کے پاس تو صرف فرضی آنسو ہیں۔ فرضی۔ خبر یہ ہے:

"وزیر اعظم پاکستان بے نظیر صاحبہ نے آمدہ کی چالیس پیشیاں بھارتی لیڈروں کو بھجوائیں۔"

نیاز

یکم ستمبر ۱۹۹۴ء

جن

PkPdf.Blogspot.Com

خان رحمان کے فون کی گھنٹی بجی۔ ظہور نے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہانڈی بھوننے لگا۔ ادھر گھنٹی تھی کہ بجتی ہی چلی جا رہی تھی۔

شام کے چھے بجے تھے۔ خان رحمان اور بیگم خان رحمان بچوں سمیت کسی عزیز سے ملنے کے لیے گئے ہوئے تھے۔ ظہور کی بیگم دوسرے کمرے میں گھر کے کچھ دوسرے کاموں میں مصروف تھی، آخر اسے ہی تلملا کر باہر نکلنا پڑا:

"آپ بہرے ہو گئے ہیں کیا؟"

"نہیں۔ میرے کان بخیر و عافیت ہیں۔ تم اپنے کانوں کی خیر مناؤ۔"

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔ اگر آپ کے کان خیریت سے ہیں تو فون کی گھنٹی مسلسل کیوں بج رہی ہے؟"

"اس لیے کہ کوئی آج مجھے تنگ کرنے پر تلا ہوا ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اور تنگ کرنے پر تُلنا کوئی اچھی بات نہیں — آدمی کسی اچھی بات پر تو تُلے کم از کم۔" ظہور نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"ہو سکتا ہے، اس بار کوئی اور ہو — یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فون خود خان صاحب کا ہو۔"

"نہیں! اسی خبیث کا ہے۔" ظہور نے جھلا کر کہا۔

"آخر وہ کہتا کیا ہے؟"

"جواب میں وہ صرف ایک لفظ کہتا ہے — بہتر ہو گا کہ تم خود فون سُن لو — تاکہ تمہارے چودہ طبق روشن ہو جائیں۔"

"کیا روشن ہو جائیں؟" بیگم ظہور نے خوش ہو کر کہا۔

"روشن ہونے کے نام پر ہی خوش ہو گئیں — میں چودہ طبق کی بات کر رہا تھا۔" ظہور نے تلملاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"وہ کیا ہوتے ہیں؟"

"بس ہوتے ہیں — اب تم سے کون مغز مارے — تم فون سُن لو — اطمینان ہو جائے گا۔"

"اچھی بات ہے۔" یہ کہہ کر بیگم ظہور نے فون کا ریسیور اُٹھا لیا:

"جی فرمائیے — کون صاحب ہیں؟"

"جن۔" دوسری طرف سے بھاری بھرکم آواز سُنائی دی۔

"جی جی — فرمائیے — کون صاحب بات کر رہے ہیں؟"

"جن۔" دُوسری طرف سے کہا گیا۔

"جن کیا — کچھ آگے بھی تو بات کریں۔"

"کہہ تو رہا ہوں — جن بات کر رہا ہوں۔"

"کون جن — ہم کسی جن ون کو نہیں جانتے — کیوں ظہور صاحب — ہم کسی جن نامی آدمی کو نہیں جانتے نا؟"

ظہور نے انکار میں سر ہلا دیا — ساتھ میں بُرا سا منہ بھی بنایا۔

"دیکھیں! وہ کہہ رہے ہیں — ہم کسی جن نامی آدمی کو نہیں جانتے۔"

PkPdf.Blogspot.Com

"جن — آدمی نہیں ہوتے۔"

"کیا کہا — جن آدمی نہیں ہوتے؟" ملکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! جن آدمی نہیں ہوتے اور نہ آدمی جن ہوتے ہیں، جن جن ہوتے ہیں اور آدمی آدمی ہوتے ہیں۔"

بات اب بھی سمجھ میں نہیں آئی۔

"کبھی جنوں اور بھوتوں کی کہانیاں نہیں سُنیں اپنی دادی اماں سے؟"

"نہیں! میری دادی اماں میرے فوت ہونے سے پہلے پیدا ہو گئی تھیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا کہہ رہی ہیں — میں نے کہہ رہی ہیں، ٹھیک کہا ہے نا — آواز آپ کی زنانہ سی ہے — اگرچہ لہجہ مردانہ سا ہے۔"

"ٹھیک ہے — میں عورت ذات ہوں — شاید میں اُلٹ بول گئی — میرا مطلب ہے — میں اپنی دادی کے فوت ہونے سے پہلے — جی نہیں — فوت ہونے کے ہونے کے بعد اس دُنیا میں آئی تھی، لہٰذا دادی جان مجھے کہانی سُنائے بغیر ہی فوت ہو گئیں۔"

"دادا جان نے بھی جنّوں بھوتوں کی کوئی کہانی نہیں سُنائی تھی کبھی؟"

"نہیں — دادا جان شکاری آدمی تھے — صرف شکار کی کہانیاں سُناتے رہے۔"

"ارے تو کیا کبھی کسی جن اور بھوت کی کہانی سُنی نہ پڑھی؟" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ تو بچپن میں اَن گنت پڑھی ہیں۔"

"بس تو پھر — اب تو سمجھ جائیں — میں وہ والا جن ہوں۔"

"لیکن کون سے والا جن؟"

"اوہو — اب ہیں — ارے ہاں! یاد آیا — میں الہ دین کے جن والا چراغ ہوں۔" اس نے جلدی سے کہا۔

"آپ چراغ ہیں — اب چراغ بھی بولنے لگے — ارے مگر

آج کل چراغوں کا زمانہ کہاں ہے بھئی۔"

"اب کی بار میں اُلٹ بول گیا — میں الہ دین کے چراغ والا جن ہوں۔"

"اب میں سمجھ گئی۔"

"سمجھ گئیں نا — چلو کوئی بات تو ہوئی نا۔"

"لیکن یہ تو پوچھ لیں کہ میں کیا سمجھ گئی۔"

"بتائیں — کیا سمجھ گئیں آپ؟"

"یہ کہ آپ بالکل فضول آدمی ہیں، دوسروں کا وقت ضائع کرنے کے ماہر ہیں — بلکہ آپ کو دوسروں کے کان کھانے میں بھی مہارت حاصل ہے — لہٰذا بھاڑ میں جائیں — آپ کے لیے بس وہی ایک اچھا ٹھکانا ہے۔"

"اگر آپ نے فون بند کیا تو پچھتانا پڑے گا — میں پہلے ہی کافی دیر سے کوشش کر رہا ہوں — پہلے کوئی بھونڈی سی آواز والا آدمی فون کا ریسیور اُٹھاتا رہا ہے — اب ذرا سُریلی سی آواز والی نے ریسیور اُٹھایا تو بات پوری تو سُن لی جائے۔" اس نے کہا۔

"کیا کہا — بھونڈی سی آواز والا؟"

"کیا کیا — کیا کر رہا ہے یہ شخص؟"

"آپ کو بھونڈی سی آواز والا کہہ رہا ہے۔" سلمیٰ نے ہنس

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کر کہا۔

"کیا میں بھونڈی سی آواز والا آدمی ہوں؟"

"میں نے آج تک اس پر غور نہیں کیا۔"

"تو پھر تم اسے منہ توڑ جواب دو نا۔"

"منہ توڑ جواب تو صرف اس وقت دیا جا سکتا ہے — جب سننے والا سامنے ہو — اس طرح منہ کس طرح ٹوٹے گا؟" بیگم ظہور نے کہا۔

"حد ہو گئی — لاؤ بیگم — ب ذرا اس سے میں ہی دو دو باتیں کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ظہور نے فون کا ریسیور چھین لیا — اور پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا!

"کیا بکواس کر رہے تھے تم — میں بھونڈی آواز والا ہوں اور تم بہت سریلی آواز والے ہو — پھٹے بانس کہیں کے۔"

"بانس تو بریلی کے ہوتے ہیں — کہیں کے نہیں ہوتے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"فون کا ریسیور خان رحمان کو دو۔" دوسری طرف سے سرد آواز میں کہا گیا۔

"وہ گھر میں نہیں ہیں۔"

"اچھا وہ آئیں تو ان سے کہہ دینا — الہ دین کے چراغ کے جن نے فون کیا تھا۔"

"یار کیوں ہمارا دماغ خراب کرنے پر تل گئے ہو — اب الہ دین کے چراغ کہاں رہے — اور جب چراغ ہی نہیں رہے تو جن کہاں سے آ جائیں گے — معاف کر دو بابا۔"

"معافی تو تم لوگ مجھ سے مانگو گے — اب تم نے جن کا جن پتا نہیں دیکھا۔"

"جن پتا — وہ کیا ہوتا ہے؟"

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا — صبح جب تم سو کر اٹھو گے نا — اس وقت معلوم ہو گا کہ فون کس نے کیا تھا — اور کیوں کیا تھا — اس وقت خان رحمان زندگی بھر کے لیے تمہیں مرغا نہ بنا دیں تو میرا نام جن کی بجائے چوہا رکھ دینا۔"

PkPdf.Blogspot.Com

"میں تو تمہارا نام اسی وقت چوہا رکھنے کے لیے تیار ہوں، مسٹر چوہے — اب مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

"اچھا! اپنا کام کرو — اب صبح جب فون کی گھنٹی بجے گی — اس وقت تم لوگوں کی آوازیں سننے میں مزا آئے گا لیکن میں ایک کوشش اور کروں گا — ایک گھنٹے بعد۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا — ظہور سر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پکڑ کر بیٹھ گیا، پھر اس نے جھلّا کر کہا:

"ہُنہ — الہ دین کے جن کا چراغ۔"

"پھر اُلٹ کر گئے آپ — الہ دین کے چراغ کا جن"۔ سلمٰی نے ہنس کر کہا۔

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی:

"اب میں ریسیور نہیں اُٹھاؤں گا — بجتی رہے گھنٹی۔"

"اوہو — یہ گھنٹی وہ گھنٹی نہیں — دروازے کی گھنٹی ہے۔"

"کیا کہا — ارے باپ رے — یہ انداز تو خان رحمان کا ہے — ارے ہاں! ان کے آنے کا وقت بھی تو ہو گیا ہے۔"

یہ کہہ کر ظہور نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی — اتنی دیر میں گھنٹی چوتھی مرتبہ بجائی جا چکی تھی — اور چوتھی مرتبہ کا مطلب تھا — ظہور کی شامت آ گئی — جونہی اس نے دروازہ کھولا، خان رحمان کی دھاڑ سنائی دی:

"اُلّو کہیں کے — فوراً دروازہ نہیں کھول سکتے تھے — چلو پکڑو کان۔"

"جج — جی — وُہ جن۔"

"ہاں! جن کیا؟"

"جن — میرا مطلب ہے جن۔"

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا — جملہ پورا کرو۔"

"جن کا فون آیا تھا۔"

"جن کا فون آیا تھا — بھئی کن کا فون آیا تھا؟" خان رحمان نے بھنّا کر کہا۔

"آپ سمجھے نہیں — لیکن اس میں آپ کا بھی کیا قصور — میں خود بھی نہیں سمجھا تھا — اس جن کی بات کر رہا ہوں جو کہانیوں میں جن بھوت ہوتے ہیں۔"

"ہائیں — کہانیوں کے جن بھوت بھی فون کرنے لگے، خیر ہو گا — سائنس کا دور ہے — کر دیا ہو گا کسی جن بھوت نے فون۔"

"اوہو — آپ سمجھنے کی کوشش کریں۔"

"اچھا چلو — تم سمجھانے کی کوشش کرو۔"

"وہ — وُہ کہہ رہا تھا — میں جن کا الہ دین والا چراغ ہوں" ظہور نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا کہہ رہا تھا وُہ — جن کا الہ دین والا چراغ۔" خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"گڑبڑ ہو گئی — مطلب یہ کہہ رہا تھا — میں الہ دین کے چراغ کا جن ہوں۔"

"تمھارا دماغ تو نہیں چل گیا۔"

"لیجیے — آپ میرے دماغ کی بات کر رہے ہیں — فون

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کرنے والے کے دماغ کی بات کریں نا۔" ظہور نے منہ بنا کر کہا۔

"یار تم کان نہ پکڑنے کے لیے اِدھر اُدھر کی چھوڑ رہے ہو، لیکن اس طرح جان نہیں چھوٹے گی — چلو صرف ایک منٹ کے لیے کان پکڑ لو۔"

ظہور فوراً جھکا اور کان پکڑ کر کھڑا ہو گیا — وہ جانتا تھا کہ اس وقت تو یہ سزا صرف ایک منٹ کی ہے، لیکن دائیں بائیں شائیں کرنے کی صورت میں یہ ایک گھنٹے کی سزا بھی بن سکتی ہے۔

خان رحمان آگے بڑھ گئے — ظہور ایک منٹ پورا کرنے کے بعد ہی سیدھا ہوا — اور اندر کی طرف بڑھا — اس وقت خان رحمان کی دھاڑ سنائی دی:

"ظہور کے بچے — یہ گھر میں ہانڈی جلنے کی بُو کیوں آ رہی ہے؟"

"آپ نے دروازے کی گھنٹی بجائی تو ہانڈی بھننے کے قریب تھی — کچھ منٹ آپ سے بات کرنے میں لگ گئے، پھر ایک منٹ سزا کاٹنے میں لگ گیا — ہانڈی نہ جلے گی تو اور کیا جلے گا۔"

"ارے تو اس وقت کیوں نہ بتایا کہ ہانڈی جلنے والی

ہے۔" انھوں نے کہا۔

"آپ سزا میں اضافہ کر دیتے۔"

"اور اب ہانڈی جلنے پر سزا نہیں ملے گی کیا؟" خان رحمان نے آنکھیں نکالیں۔

"چلیے — وہ ایک منٹ کی سزا تو ایک گھنٹے میں نہیں تبدیل ہوئی نا۔"

"کان بعد میں پکڑواؤں گا — وہ جن کا بچہ کیا کر رہا تھا؟"

"وہ جن کا بچہ نہیں — خود جن تھا۔"

"ہو گا — مذاق کر رہا ہو گا — ضرور کوئی دوست ہو گا — ہاں کیا کر رہا تھا وہ؟"

"کہہ رہا تھا — اگر فون پر اس کی بات نہ سنی گئی تو اگلے دن آپ پچھتائیں گے۔"

"کیا کہا — میں پچھتاؤں گا — اس کی یہ جرأت۔"

"پتا نہیں — اس کی یہ جرأت ہے یا نہیں — کہ وہ یہی رہا تھا۔"

"خیر — فون آیا تو میں اس سے نبٹ لوں گا — تم جاؤ اور بازار سے کھانا لے آؤ — اور ہاں: جب تمھارا پروگرام ہانڈی جلانے کا ہو تو بازار سے کھانا پہلے ہی

PkPdf.Blogspot.Com

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

لا کر رکھ لیا کرو — تاکہ وقت پر کمی نا تو مل جائے۔"

"جی بہتر! آیندہ ایسا ہی کروں گا۔"

"شکریہ — بہت وفادار ملازم ہو — ایسے ملازم تو چراغ لے کر ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتے۔"

"ارے باپ رے — چراغ — آج چراغ ہی چراغ کی بات کیوں ہو رہی ہے اس گھر میں۔"

"جاؤ — کھانا لے آؤ۔" وہ چلائے۔

ظہور نے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی — ایک گھنٹے بعد پھر فون کی گھنٹی بجی — اس بار خان رحمان نے ریسیور اُٹھایا اور بولے:

"خان رحمان بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں ہوں جن۔"

"آہا — تو یہ آپ ہیں — مجھے آپ کے فون کا انتظار تھا — آخر آپ کو تکلیف کیا ہے؟"

"آپ کو ایک عدد اِطلاع دینا تھی۔"

"دیجیے — میں اطلاع وصول کرنے کے لیے تیار ہوں، لیکن یہ بھی سُن لیں — دوسروں کو تنگ کرنے والے خود بھی تنگ ہوتے ہیں اور میں آپ کو تنگ کر کے رہوں گا۔"

"آپ کے دل سے مجھے تنگ کرنے کا خیال تک نکل جائے گا۔" بھاری بھرکم آواز نے ہنس کر کہا۔

"اچھا — کیا واقعی — خیر کیسے کیا تکلیف ہے آپ کو۔"

"تکلیف مجھے نہیں — آپ کو شروع ہونے والی ہے — صبح جب آپ سو کر اُٹھیں گے نا تو آپ کی کوٹھی غائب ہو گی — میں اس کو اُٹھا کر لے جاؤں گا — اس لیے کہ میرے آقا الہ دین کو یہ کوٹھی پسند آ گئی ہے۔"

"کیا تم کوئی پاگل آدمی ہو — اور تمھارے پاس علاج کے لیے پیسے نہیں ہیں — اگر ایسی بات ہے تو تم نے غلط طریقہ اختیار کیا ہے — سیدھے میرے پاس چلے آؤ — میں تمھارا علاج اپنی جیب سے کرا دوں گا۔"

"میں نہیں — آپ پاگل ہونے والے ہیں۔" جن کی آواز سُنائی دی۔

"اچھی بات ہے — جب میں پاگل ہو جاؤں — تو تم مجھے فون کر دینا۔"

"فون کس طرح کروں گا — وہ تو کوٹھی کے ساتھ ہی غائب ہو چکا ہو گا — خیر — پڑوسی کے ہاں فون کر دوں گا — آپ کے پڑوسی کا فون نمبر کیا ہے؟"

انھوں نے جلدی جلدی پڑوسی کا فون نمبر بتایا اور

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جھلا کر ریسیور رکھ دیا — وہ یہی خیال کرتے رہے کہ فون کسی پاگل نے کیا ہے — رات کا کھانا کھا کر وہ سونے کے لیے لیٹ گئے — کسی قسم کا کوئی خیال اس فون کے بارے میں نہیں تھا — پورے اطمینان اور سکون سے سوئے — ان کی عادت صبح سویرے نماز کے وقت اُٹھنے کی تھی — ان کے ساتھ باقی گھر والے بھی اُٹھ کر نماز ادا کرتے تھے — خود خان رحمان، حامد، سرور اور ظہور محلے کی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے — لہٰذا سب سے پہلے خان رحمان کی آنکھ کھلی — سردیوں کے دن تھے — وہ اپنے کمروں میں سوئے تھے — خان رحمان نے لحاف سے منہ نکال کر کہا:

"حامد — سرور — اُٹھو — ظہور کو بھی اٹھاؤ — نماز کا وقت ہو گیا ہے۔"

یہ کہہ کر وہ اُٹھ بیٹھے — اچانک انھیں ایک جھٹکا سا لگا — انھوں نے سر کو دو تین زور دار جھٹکے دیے، پھر خود سے کہا:

"شش — شاید میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔"

"کک — کیا بات ہے خان صاحب؟" شہناز بیگم نے بوکھلا کر کہا۔

"مم — میں خواب دیکھ رہا ہوں۔"

"ارے — ابا جان! یہ کیا — ہماری کوٹھی کہاں گئی — ہم — ہم تو کھلے میدان میں سوئے ہوئے ہیں۔"

"ارے باپ رے۔" انھوں نے ظہور کی کانپتی آواز سُنی۔

اب سب نے آنکھیں مل مل کر دیکھا — کوٹھی واقعی غائب تھی — وہ چارپائیوں پر کھلے میدان میں سوئے پڑے تھے، کوٹھی کے ساتھ کوٹھی کا لان بھی غائب تھا —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

مکان غائب

" حامد — سرور — نازنین — بیگم ، آنکھیں بند کر لو" خان رحمان نے چلّا کر کہا۔

" جج — جی — آنکھیں بند کر لیں ، بھلا آنکھیں بند کرنے سے کیا ہو گا؟" حامد نے حیران ہو کر کہا۔

" بھئی یہ ایک خواب ہے — ہم سب خواب دیکھ رہے ہیں" انھوں نے کہا۔

" لیکن آنکھیں کیوں بند کریں؟" سرور نے پوچھا۔

" تاکہ یہ خوف ناک خواب ختم ہو جائے"

" نہیں ہو گا اس طرح" ظہور کی آواز اُبھری۔

" خبردار ! جو تم نے میری بات میں ٹانگ اڑائی — تم بھی آنکھیں بند کر لو"

" کئی بار بند کر چکا ہوں — پھر کھول چکا ہوں — آپ کہتے ہیں تو پھر بند کر لیتا ہوں — یہ لیجیے" یہ کہ کر ظہور

نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔

" دیکھا — خواب نظر آنا بند ہو گیا نا" خان رحمان خوش ہو کر بولے۔

" ہاں ! نظر آنا بند ہو گیا — لیکن کب تک" ظہور نے بُرا سا منہ بنایا۔

" لیکن کب تک کیا — تم بات کو درمیان میں کیوں چھوڑ دیتے ہو اُلّو کہیں کے"

" آپ کم از کم میری بیگم کے سامنے تو مجھے اُلّو نہ کہا کریں، یہ کیا سوچے گی — میں کسی اُلّو کی بیوی ہوں" ظہور نے بُرا مان کر کہا۔

" اوہ اچھا — معافی چاہتا ہوں — آیندہ سلمٰی کی موجودگی میں تمھیں اُلّو نہیں کہوں گا" انھوں نے فوراً کہا۔

" شکریہ ! آپ بہت اچھے ہیں"

" ہاں ! تو تم کیا کر رہے تھے — آخر کب تک"

" آخر کب تک آنکھیں بند کیے رکھیں گے ، جب بھی کھولیں گے — یہی منظر نظر آئے گا — اور ابھی تک تو بہت سویرا ہے ، لوگ بیدار نہیں ہونے شروع ہوئے — جُوں جُوں دن نکلے گا — لوگ بھی جمع ہوں گے — آپ یہ خیال نہ کریں کہ یہ کوئی خواب ہے"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اچھا تو پھر — کیا خیال کروں؟" انھوں نے پہلے آنکھیں کھولیں اور پھر ظہور پر نکالیں۔

"یہ خیال کریں کہ آپ کو ایک جن نے کل کئی بار فون کیا تھا — اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہے اور یہ کہ وہ آپ کی کوٹھی کو اٹھا کر لے جائے گا، لہٰذا وہ لے گیا۔"

"لل — لیکن — کوٹھی کے ساتھ ہم کیوں نہیں گئے؟"

"ہمیں لے جا کر وہ کیا کرتا۔" ظہور نے جل کر کہا۔

"کیوں — کیا ہم اتنے گئے گزرے ہیں۔"

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں — اس وقت تو ہم گئے گزرے ہی لگ رہے ہیں، تھوڑی دیر بعد بالکل ہی گئے گزرے لگیں گے، جب لوگ جمع ہونے لگیں گے — میں تو کہتا ہوں نکل چلیں — اور کچھ نہیں تو ہم انسپکٹر صاحب کے ہاں جا سکتے ہیں — پروفیسر صاحب کے ہاں جا سکتے ہیں — اس طرح مذاق کا نشانہ تو نہیں بنیں گے — آخر تو چارپائیوں پر بیگم صاحبہ بھی ہیں، میری بیگم صاحبہ بھی ہیں۔"

"خبردار! تم اپنی بیگم کو صاحبہ نہیں کہہ سکتے۔" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

"چلیے نہیں کہتا۔" اس نے بُرا مان کر کہا۔

"ظہور ٹھیک کہہ رہا ہے۔" شہناز بیگم جلدی سے بولیں۔

"کیا ٹھیک کہہ رہا ہے — بیگم صاحبہ؟" خان رحمان بولے۔

"اوہو نہیں — یہاں سے چل دینے کی۔"

"اچھا تو پھر آؤ — جلدی کرو۔" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

گیراج غائب تھا — تو گاڑی بھی غائب تھی — لہٰذا وہ سڑک پر نکل آئے — چارپائیاں انھوں نے جوں کی توں چھوڑ دی تھیں — فوراً ہی انھیں دو ٹیکسیاں مل گئیں۔

"ان حالات میں انسپکٹر جمشید کا گھر ٹھیک رہے گا۔"

"جی — کن حالات میں؟"

"تم سے نہیں کہا — گرین روڈ چلو۔"

"او کے سر۔" اس نے کہا اور دونوں ٹیکسیاں چل پڑیں۔

جس وقت وہ انسپکٹر جمشید کے گھر کے سامنے ٹیکسیوں سے اُترے، انسپکٹر جمشید، محمود اور فاروق گھر سے نماز کے لیے نکل رہے تھے:

"ہائیں — خان رحمان — یہ تم ہو — ارے ارے — بھابھی صاحبہ اور بچے بھی ہیں۔"

"جی نہیں — بلکہ ہم دونوں بھی ہیں۔"

"آہا — ظہور صاحب — اور سلمیٰ صاحبہ — لیکن اتنی صبح؟"

"یار وہ ناشتا۔" خان رحمان نے جلدی سے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا مطلب — آج ناشتا ہمارے ہاں کرنے کا پروگرام ہے، لیکن اس کے لیے بھی اس قدر جلد آنے کی ضرورت نہیں تھی، میرا خیال ہے، آپ لوگوں نے ابھی نماز بھی نہیں پڑھی۔"

"ہاں! نہیں پڑھی۔"

"مرد حضرات ہمارے ساتھ چلیں — خواتین اندر نماز پڑھیں، ہم ابھی آتے ہیں — پھر ناشتے کی بات کریں گے۔"

"بالکل ٹھیک۔" خان رحمان مسکرائے۔

تینوں خواتین اندر چلی گئیں — انھوں نے مسجد کا رُخ کیا۔

"لل — لیکن خان صاحب — آپ بتا کیوں نہیں دیتے۔" ظہور بول اُٹھا۔

"کک — کیا بتا کیوں نہیں دیتے۔" انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"یار یہ تو بس یونہی — اِدھر اُدھر کی ہانکتا رہتا ہے — ہر وقت خواب دیکھنے لگا ہے۔"

"میں یا آپ؟" ظہور نے ٹکڑا لگایا۔

"خاموش — پہلے ہم نماز پڑھیں گے۔" خان رحمان بولے۔

"اس کا مطلب ہے — کوئی پریشانی مول لے بیٹھے ہو۔"

"نہیں جمشید — خدا کی قسم — مول نہیں لی۔"

"اچھا اچھا — تو مفت مل گئی ہے۔"

"ہاں! یہ کہہ سکتے ہیں کہ مفت مل گئی ہے۔"

"اچھا آؤ۔"

اور وہ مسجد میں داخل ہو گئے — نماز سے فارغ ہو کر گھر پہنچے — صحن میں اطمینان سے بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے:

"ہاں! اب بتاؤ۔"

"میں بتاتی ہوں — میں ان سے کہانی سُن چکی ہوں۔" بیگم جمشید مسکرائیں۔

"کہانی سننے کے چکر میں نماز تو گول نہیں کر دی۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں — نماز گول ہو سکتی ہے بھلا۔"

"تب تو ٹھیک ہے — ہاں بتاؤ — کہانی کیا ہے؟"

"کہانی صرف یہ ہے کہ ان کی کوٹھی کو الہ دین کے جن کا چراغ لے گیا ہے۔"

"تو رپورٹ درج کروانا تھی — ہائیں کیا کہا — کون لے گیا ہے؟" انھوں نے پہلے بے خیالی کے عالم میں اور پھر بوکھلا کر کہا۔

"ان کی کوٹھی کو الہ دین کے جن کا چراغ اٹھا لے گیا ہے۔"

"اب بات سمجھ میں آئی — مگر نہیں — چراغ کس طرح کسی کوٹھی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے؟" انسپکٹر جمشید نے انھیں گھور کر دیکھا۔

"م — میں اُلٹ پلٹ کر گئی — ان کے چراغ کو جن کا الہ دین لے گیا ہے۔"

"ان کے — چراغ کو جن کا الہ دین لے گیا ہے — بھئی واہ — کیا خوب بتا رہی ہو بیگم — میرا خیال ہے — تم رہنے دو — انھیں بتانے دو۔"

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں — آپ اس بات کو مذاق نہ خیال کریں۔" بیگم خان رحمان بولیں۔

"لیکن کس بات کو؟"

"الہ دین کے جن والی بات کو — اس کا ایک چراغ بھی تھا نا۔" بیگم جمشید جلدی سے بولیں۔

"پتا نہیں، اس کا ایک چراغ تھا یا چراغ کا ایک جن تھا، مجھے ایسی کہانیوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم اس وقت اس جن کی زد میں آ گئے ہیں۔"

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"وہ ہماری کوٹھی اٹھا لے گیا ہے۔"

"بھئی کیوں مذاق کرتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"میرا خیال ہے — انھوں نے کوئی خواب دیکھا ہے۔" بیگم

جمشید نے کہا۔

"خواب کیا ہے؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ خواب ظہور سے شروع ہوا تھا — خواب میں ظہور نے دیکھا کہ فون کی گھنٹی بجی ہے — انھوں نے فون کا ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے کوئی جن صاحب بات کر رہے تھے — وہ خان رحمان سے بات کرنا چاہتا تھا۔ خان صاحب اس وقت گھر میں نہیں تھے — جب یہ آئے تو پھر فون آیا، اس جن نامی شخص نے فون پر انھیں کہا کہ وہ صبح ان کی کوٹھی اٹھا لے جائے گا — انھوں نے اس بات کو مذاق خیال کیا اور سو گئے — یعنی یہ سب باتیں یہ لوگ خواب میں دیکھ رہے ہیں — صبح اُٹھنے پر انھوں نے کوٹھی کو غائب پایا — اور یہ گھبرا کر یہاں چلے آئے — بس یہ ہے خواب۔"

"لیکن ان میں سے کس نے دیکھا؟"

"سب نے۔" وہ بولیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے — ایک خواب یہ سب کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے نفی میں سر ہلایا۔

"یہ مجھے نہیں معلوم — کس طرح ایک خواب یہ سب لوگ دیکھ سکتے ہیں۔" انھوں نے منہ بنایا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"چھوڑو یار — میں سمجھ گیا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"چلو خدا کا شکر ہے کہ تم سمجھ تو گئے۔"

"لیکن تم نے یہ نہیں پوچھا کہ کیا سمجھ گیا۔"

"چلو بتا دو۔"

"آج تمھارا موڈ ہمارے گھر ناشتا کرنے کا تھا — بس تم صبح سویرے آ گئے۔"

"ہائیں! یہ تم نے کیا کہا — یعنی ناشتا تو ہم اعلان کر کے بھی کرنے کے لیے آ سکتے تھے، اس کے لیے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی — اور جمشید — کیا تم نے مجھے کبھی جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟" انھوں نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

"نن — نہیں — میں معافی چاہتا ہوں۔"

"تب پھر — اس بات پر یقین کر لو کہ جن میری کوٹھی کو اٹھا لے گیا ہے — اگر یقین نہیں آ رہا تو چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — محمود نے ریسیور اٹھایا تو ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی:

"ہیلو — کون صاحب بات کر رہے ہیں — کیا یہ انسپکٹر جمشید کا گھر ہے؟"

"ہاں جناب! فرمائیے آپ کو کس سے بات کرنا ہے؟"

"یہاں خان رحمان ہوں گے؟"

"جی ہاں ہیں — انکل آپ کا فون ہے۔"

خان رحمان نے ریسیور لے لیا۔

"خان رحمان بات کر رہا ہوں۔"

"آپ کے پڑوس میں فون کیا تھا — وہاں سے پتا چلا کہ آپ بھی کوٹھی کے ساتھ غائب ہیں — لہٰذا میں نے سوچا، آپ ضرور اپنے کسی دوست کے گھر گئے ہوں گے — اور دوست آپ کے انسپکٹر جمشید اور پروفیسر داؤد ہیں — اگر آپ یہاں نہ ملتے تو میں پروفیسر صاحب کے نمبر ڈائل کرتا۔"

"آپ ہیں کون، پہلے اپنا تعارف تو کرائیں نا۔"

"ارے آپ بھول گئے — میری آواز بھی نہیں پہچانی۔"

اچانک خان رحمان کی آنکھیں پھیل گئیں — انھیں یاد آ گیا، یہ تو انہی جن کی آواز تھی —

"اوہو — جن صاحب — یہ آپ ہیں!"

انسپکٹر جمشید نے فوراً فون پر دو بٹن دبا دیے — اب گفتگو سب سننے لگے اور ادھر ٹیلی فون ایکس چینج میں وہ نمبر درج ہو گئے — جس سے فون کیا جا رہا تھا —

"ہاں! یہ میں ہوں — دیکھ لیا میری بات نہ سننے کا انجام۔"

"تو میری کوٹھی آپ کے پاس ہے؟" خان رحمان بولے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اور انھیں ہنسی آ گئی۔

"جو میری بات نہیں سُنے گا — اس کی کوٹھی اسی طرح غائب ہو جائے گی — کہو تو صبح انسپکٹر جمشید کا گھر غائب کر دوں — یا پروفیسر داؤد کی پوری تجربہ گاہ غائب کر دوں۔"

"آپ چاہتے کیا ہیں؟" انسپکٹر جمشید بول اُٹھے۔

"ہاہاہا۔" جن نے قہقہہ لگایا۔

"ارے! یہ تو واقعی جن کا قہقہہ ہے۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"اور تم کیا سمجھ رہے ہو — میں کوئی نقلی جن ہوں — میں ہوں الہ دین کے چراغ کا جن۔"

"لیکن اب وہ چراغ کس کے پاس ہے؟"

"الہ دین کے پاس ہی ہے۔"

"لیکن الہ دین تو مر کھپ گیا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"نہیں — اس نے جنوں کے شہنشاہ کی مدد سے اپنے اُوپر سکتہ طاری کروا لیا تھا — آج کے دور میں پھر سے زندہ ہونے کے لیے — لہٰذا وہ زندہ ہو گئے ہیں اور میں بھی اس دوران سویا رہا ہوں — جونہی وہ زندہ ہوتے، انھوں نے چراغ کو رگڑ دیا — اور میری آنکھ کھل گئی — میں سمجھ گیا کہ آقا زندہ ہو گئے ہیں، لہٰذا میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔"

"تو کیا میری کوٹھی تم نے ان کے حکم سے اُٹھائی ہے؟"

"ہاں! یہی سمجھ لیں۔"

"گویا یہ حکم انھوں نے نہیں دیا تھا؟"

"ہاں! بس — یہ میں نے شرارت کی ہے — انھوں نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا — میرا موڈ ان دنوں شرارتوں کا ہے — انھیں تو میری اس شرارت کا پتا بھی نہیں ہے۔"

"اچھا کمال ہے — اچھا وہ الہ دین کی بیوی — یعنی بادشاہ کی بیٹی کا کیا حال ہے — کیا نام تھا بھلا اس کا؟"

"وہ ٹھیک ٹھاک ہے — اپنے بچوں کے ساتھ بہت خوش ہے۔" اس نے بتایا۔

"نام کیا تھا اس کا؟"

"آپ کو اس کے نام کی کیا پڑ گئی — آپ آم کھائیں، پیڑ گن کر کیا کریں گے۔"

"ارے تو کھلائیں نا آم — ہم تو آپ کو جن اس وقت مانیں گے۔" انسپکٹر جمشید ہنس کر بولے۔

"مجھے اپنے آپ کو منوانے کی ضرورت نہیں — لوگ خود بخود مانیں گے مجھے — آپ بھی مانیں گے — میرا خیال ہے — میں کل آپ کا گھر ہی اڑا لوں۔"

"جیسے آپ کی مرضی — ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تو پھر تیار رہیے گا۔ اپنا مکان غائب ہونے سے بچا سکتے ہیں تو بچا لیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا۔

"آؤ خان رحمان۔ ذرا تمھارے گھر کے آس پاس ہو آئیں، دیکھیں تو سہی۔ وہاں کیا ہو رہا ہے۔"

"پہلے ناشتا کیوں نہ کر لیا جائے۔" خان رحمان مسکرائے۔

"بالکل ٹھیک۔ میں کب تک ناشتا لیے بیٹھی رہوں گی۔" بیگم جمشید فوراً بولیں۔

اور وہ مسکرا دیے۔ ناشتے کے بعد وہ خواتین کو گھر میں چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ نزدیک پہنچے تو لوگوں کا ایک اژدھام چاروں طرف کھڑا نظر آیا۔ سب لوگ کھسر پھسر کر رہے تھے۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

"کیوں بھئی۔ یہاں کیا ہوا ہے؟"

"دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو گیا ہے۔" ایک نے کہا۔ لیکن کوئی ان کی طرف نہیں مڑا تھا، ان کی نظریں اس جگہ پر لگی تھیں، جہاں رات تک خان رحمان کی کوٹھی موجود تھی۔

"کیا مطلب۔ آٹھواں عجوبہ؟"

"ہاں! یہاں کل تک ایک بڑی کوٹھی موجود تھی۔ اب وہ نہیں ہے۔ بالکل غائب ہے۔"

"لیکن کیسے؟" انھوں نے پوچھا۔

"یہی بات تو کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اور کوٹھی میں رہنے والے بھی غائب ہیں۔ یہ تو ایسے لگتا ہے، جیسے الہ دین کا جن کوٹھی کو اٹھا لے گیا ہو۔"

"پولیس ابھی تک پہنچی یا نہیں؟"

"جی نہیں۔ ابھی تو شاید پولیس کو کسی نے فون کیا بھی نہیں۔"

اب انھوں نے آگے بڑھ کر اس جگہ کو دیکھا۔ دائیں بائیں اور پیچھے تمام کوٹھیاں بالکل محفوظ تھیں۔ صرف خان رحمان کی کوٹھی بالکل غائب تھی۔ البتہ مسہریاں اور چارپائیاں ابھی تک وہیں پڑی تھیں۔ جن پر وہ سوتے ہوئے تھے۔

"خان رحمان۔ کیا تمھاری کوٹھی کی دیواریں ان کوٹھیوں سے بالکل ملی ہوئی تھیں یا قدرے الگ تھیں؟"

"الگ تھیں۔ ملی ہوئی نہیں تھیں۔" وہ بولے۔

"ہوں! اگر ملی ہوئی ہوتیں تو ان کوٹھیوں کو بھی نقصان ضرور پہنچتا۔ اور ہو سکتا ہے، اس طرح اس جن کو بھی زیادہ زور لگانا پڑتا۔" انھوں نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو جمشید۔ جن کو اور زیادہ زور لگانا پڑتا۔"

"ہاں بھئی اور کیا کر سکتے ہیں ہم۔ اب ذرا میں پولیس کو فون کر دوں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

انھوں نے اکرام کے نمبر ڈائل کیے۔

"ہیلو اکرام! السلام علیکم — بھئی آج صبح صبح میں تمھیں کسی قتل کی اطلاع نہیں دے رہا — نہ کسی چوری کی — بلکہ اطلاع یہ ہے کہ خان رحمان کا گھر ایک جن اٹھا کر لے گیا ہے۔"

"جی کیا فرمایا آپ نے — میں سمجھ نہیں سکا۔" اکرام بولا۔

"پھر سن لو — خان رحمان کا گھر ایک جن اٹھا کر لے گیا ہے۔"

"یہ — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"بہت جلد یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیلنے والی ہے — اس سے پہلے یہاں پہنچ جاؤ۔"

"آپ کا مطلب ہے — خان صاحب کی کوٹھی پر۔"

"کوٹھی اب یہاں کہاں ہے۔" وہ مسکرائے۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا —

"ارے! کوٹھی کے مالک آگئے۔" کسی نے خان رحمان کو پہچان کر بلند آواز میں کہا۔

اب لوگ ان کی طرف گھوم گئے — وہ گھبرا گئے — اتنی

بہت سی نظریں جو ان پر جم گئی تھیں —

"یہ — یہ آپ کی کوٹھی کے ساتھ کیا ہوا ہے؟"

"شاید ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔" خان رحمان بڑبڑائے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اتنے بہت سے آدمی ایک ہی خواب دیکھیں۔"

"لیکن یہ بھی کیسے ہو سکتا ہے کہ پوری کوٹھی غائب ہو جائے — ایسی باتیں جادو کی کہانیوں میں تو ضرور سنی تھیں، مثلاً الہ دین کے چراغ کے جن والی کہانی۔"

"اوہ ہاں — واقعی — یہ تو بالکل ویسی ہی بات ہے — کہیں الہ دین کا جن ہی تو کوٹھی نہیں اٹھا لے گیا۔"

"شاید یہی بات ہے۔" انھوں نے منہ بنایا۔

اور پھر وہاں پولیس کی گاڑیاں پہنچ گئیں — اکرام تیر کی طرح ان کے پاس آیا اور کوٹھی کی جگہ میدان دیکھ کر چلا اٹھا:

"اُف میرے مالک یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں — کیا یہ کوئی خواب ہے؟"

"بے شمار لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک خواب ہے، لیکن مشکل یہی ہے کہ یہ خواب نہیں ہے۔"

"اگر یہ خواب نہیں ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے سر؟"

"میں نہیں جانتا — یہ کیسے ہو سکتا ہے — لیکن ایسا ہو چکا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہے اکرام — اصل بات یہ ہے۔"

"یس سر — آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"اُف مالک — یہ تو قیامت کے قریب آ جانے کی نشانی ہے۔" ان کے پاس کھڑے کسی آدمی نے کہا۔

"خان رحمان! کیا تم رپورٹ درج کرانا پسند کرو گے؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن — لیکن — میں رپورٹ میں لکھواؤں گا کیا؟"

"یہی کہ تمھاری کوٹھی غائب ہے — اگر کسی کا سامان غائب ہو جاتا ہے — تو پولیس اس کا سامان تلاش کر کے دیتی ہے یا نہیں؟"

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔"

"بس تو پھر — اب پورا مکان غائب ہوا ہے — پولیس کا فرض ہے کہ وہ مکان تلاش کر کے خان رحمان کے حوالے کرے۔"

"ارے باپ رے۔" خان رحمان گھبرا کر بولے۔

عین اس وقت ایک کار وہاں آ کر رُکی —

یہ کیا

انھوں نے دیکھا — پروفیسر داؤد اور شائستہ کار سے اُتر رہے تھے — ان کی آنکھوں میں بے پناہ حیرت تھی — ان کی طرف دیکھنے کے باوجود وہ اس خالی جگہ کو دیکھنے لگے — پروفیسر داؤد بڑبڑائے:

"اُف مالک! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔"

"آپ کو کیسے اطلاع ملی؟"

"یار میں نے صبح خان رحمان کو فون کیا — کسی نے ریسیور نہ اُٹھایا — میں نے سوچا، کہیں تمھاری طرف نہ چلے گئے ہوں — اُدھر فون کیا تو وہاں سے یہ رُوح فرسا خبر سنائی گئی اور میں اِدھر چلا آیا۔"

"آپ نے اچھا کیا — لیکن اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

"ابھی تک تو مجھے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آیا۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا آج کے دور میں ایسا ہو سکتا ہے؟" خان دھمان بولے۔

"کیسا ہو سکتا ہے؟"

"یہ کہ کوئی جن کوٹھی اٹھا لے جائے۔"

"اگر پرانے زمانے میں ایسا ہوتا رہا ہے تو اب بھی ہو سکتا ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"قرآنِ کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعے میں یہ چیز ملتی ہے کہ جن گیا اور ملکہ بلقیس کا تخت اٹھا لایا۔ اور یہ بھی ہے کہ پلک جھپکنے میں اٹھا لایا۔ مطلب یہ کہ شاید جن اتنی بڑی کوٹھی کو بھی اٹھا سکتے ہیں۔ بہر حال اس بارے میں میری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔"

"خیر۔ کل ہم یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔"

"کیا مطلب؟" پروفیسر داؤد چونک کر بولے۔

"جن صاحب نے کل میرے گھر کو اڑا لے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔"

"کیا کہا؟" وہ چلائے۔

"اس نے پوچھا تھا۔ آپ کی تجربہ گاہ غائب کر دے یا میرا مکان..."

"ارے! اس نے میری تجربہ گاہ کا نام بھی لیا تھا؟"

"ہاں!" وہ بولے۔

"آؤ جمشید۔ میرے ساتھ تجربہ گاہ میں چلو۔ یہاں کھڑے رہ کر کیا کریں گے۔"

"ہوں اچھا، لیکن ہم تجربہ گاہ میں جا کر بھی کیا کریں گے۔" وہ بولے۔

"اور یہاں رہ کر تم اس جرم کا سراغ لگا لو گے کیا؟ جن اپنا یہاں کوئی نشان چھوڑ گیا ہو گا۔" پروفیسر داؤد نے آنکھیں نکالیں۔

"ٹھیک ہے، چلیے۔"

اور وہ ان کے ساتھ تجربہ گاہ میں آ گئے۔ تجربہ گاہ میں بیٹھنے کے بعد پروفیسر داؤد بولے:

"تمھارا کیا خیال ہے جمشید۔ کیا یہ کام واقعی کسی جن کا ہے؟"

"اس کے علاوہ ہم کیا کہہ سکتے ہیں، کیا سوچ سکتے ہیں۔"

"لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"تب پھر؟"

"میرا خیال ہے۔ یہ کوئی سائنسی شعبدہ ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے۔ کوٹھی وہیں پر موجود ہے اور سب لوگوں کو نظر نہیں آ رہی۔" فرزانہ بولی۔

"نہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا۔ کوٹھی واقعی غائب ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

لیکن اسے کسی جن نے نہیں ۔ کسی انسان نے غائب کیا ہے"۔

"کیا اس قسم کی کوئی چیز ایجاد ہو چکی ہے؟"

"میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ لیکن ذرا سوچو ۔ سائنس نے آج کل کس قدر ترقی کر لی ہے ۔ جو باتیں عقل میں نہیں آتیں ، وہ بھی ہوتی نظر آتی ہیں"۔

"جی ہاں ! یہ تو ہے ۔ ویسے میں آپ سے پہلے ہی ایک تجربہ کر چکا ہوں"۔ انسپکٹر جمشید مسکراتے ۔

"کیا مطلب؟"

"میں نے اس شخص سے ۔یعنی اس جن سے پوچھا تھا کہ الہ دین کا اب کیا حال ہے اور اس کی بیوی جو بادشاہ کی بیٹی تھی ۔ اس کا کیا حال ہے ۔ بھلا کیا نام تھا اس کا ۔ حال تو اس نے بتا دیا کہ مزے کر رہے ہیں، لیکن بیوی کا نام وہ نہ بتا سکا"۔

"بہت خوب جمشید ۔ یہ اس سے بنیادی غلطی ہوئی ہے ۔ اس نے پوری کہانی کو غور سے نہیں پڑھا ۔ شہزادی کا نام وہ بھول گیا ۔ لیکن اگر وہ واقعی الہ دین کے چراغ کا جن ہوتا تو شہزادی کا نام فوراً بتا دیتا ۔ اور پھر جمشید ، اصل بات تو یہ ہے کہ یہ ایک فرضی کہانی ہے ۔ بالکل جھوٹی کہانی ۔ لہٰذا ہم کسی جن کی بات پر کیسے غور کر سکتے

ہیں ۔ نہیں جمشید ۔ یہ کسی سائنس دان کا کام ہے ۔ میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں"۔

"شروع سے میرا خیال یہی تھا ، لیکن میں آپ کا خیال جاننے کے لیے بے چین تھا ۔ اسی لیے میں نے کہہ دیا تھا کہ یہ جن کے علاوہ اور کسی کا کام ہو سکتا ہے"۔

"چلو ایک بات تو طے ہوئی ۔ لیکن ذرا سوچو ۔ یہ کس قدر خوفناک ہے ۔ لوگوں کے گھر غائب ہو جانا ۔ اور یہ شخص ابھی اور آگے بڑھ سکتا ہے ۔ بڑی بڑی سرکاری عمارات کو غائب کر دینا ۔ یا ۔ پورے شہر کو غائب کر دینا"۔ پروفیسر داؤد نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے باپ رے ! اس قدر خوفناک باتیں تو نہ کریں پروفیسر انکل"۔ فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"لیکن بھئی ۔ ان حالات میں میں ان سے کم خوفناک باتیں کہاں سے لاؤں"۔ انھوں نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

"بالکل ٹھیک انکل ۔ آپ ضرور اس سے بھی بڑھ کر خوفناک باتیں کریں ۔ ہم سن رہے ہیں"۔ محمود بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا"۔ فاروق نے اسے گھورا۔

"ہاں ! چل گیا ہے ۔ ان حالات میں دماغوں کا چل جانا بھی کوئی عجیب بات نہیں"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"پوچھا محمود سے، پٹ سے جواب دیا فرزانہ نے — تم دونوں کو مجھ سے خدا واسطے کا بیر کیوں ہے آخر؟"

"اس سے پہلے بیر کی قسموں پر بات کرنا ہو گی، کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ بیر اور کس کس واسطے کا ہوتا ہے۔" فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"اب تم دونوں سے کون مغز مارے۔"

"اس کا مطلب ہے — ہمیں جلد از جلد اس شخص کا سراغ لگانا ہو گا — ورنہ یہ شخص پورے شہر کو ہلا کر رکھ دے گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہلا کر رکھ نہیں دے گا — اڑا لے جائے گا ابا جان۔" محمود نے کہا۔

"اچھا یار — ٹھیک ہے — تم ذرا خاموش رہو۔"

"اور کل تمھارے گھر کی باری ہے — لیکن یار مزا تو تب ہے کہ وہ میری تجربہ گاہ کو اڑا کر دکھائے۔"

"جی — کیا مطلب — اس میں مزے کی کون سی بات ہے؟"

"میرا خیال ہے — وہ میری تجربہ گاہ کو نہیں اٹھا سکے۔"

"لیکن اگر اس نے غائب کر دیا — ارے باپ رے — میں تو ایسا سوچتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں۔" محمود بولا۔

"اور میں ڈرتے ہوئے بھی سوچتا ہوں۔" فاروق فوراً بولا۔

"تم چپ نہیں رہ سکتے۔"

"بولنے دو یار — ان کے بولنے سے مجھے بہت ڈھارس ہوتی ہے۔"

"بولو بھئی — بولو — خوب بولو۔" انسپکٹر جمشید جل گئے۔

وہ تجربہ گاہ میں آ گئے — پروفیسر داؤد نے لائبریری کا رخ کیا — انھوں نے کئی کتابیں اور رسالے ریکوں میں سے نکال لیے اور ان کی ورق گردانی شروع کر دی —

"تم لوگ آپس میں بات چیت کر سکتے ہو — مجھے ذرا کچھ وقت لگ جائے گا۔"

"کیا ہم آپ کی مدد نہیں کر سکتے؟"

"ڈاکٹر نیلابی نے ایک مضمون لکھا تھا — میں اس کی تلاش میں ہوں — وہ مضمون اس قسم کے کسی امکان پر تھا — اس میں چند لہروں کا ذکر تھا — جو ہر قسم کی چیزوں کو بھاپ بنا کر اڑا دینے کی طاقت رکھتی ہیں — صرف انسان کو بھاپ نہیں بنا سکتیں — یا پھر انسان کے جسم پر جو چیز ہو، اسے بھی نہیں بنا سکتیں — یا انسان جس چیز پر بیٹھا یا لیٹا ہو۔"

"ارے!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"کیوں — کیا بات ہے؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اس کیس میں بھی تو بالکل یہی ہوا ہے — چارپائیاں اور لباس محفوظ رہے ہیں۔"

"ہاں! اس لیے میرا دھیان اس مضمون کی طرف گیا تھا۔"

"تب ہم ضرور کامیاب ہوں گے — اگر وہ مضمون مل گیا — لائیے پھر ہم بھی دیکھتے ہیں۔"

پروفیسر داؤد کے ساتھ انھوں نے بھی کتب اور رسائل کی ورق گردانی شروع کر دی — آخر ایک گھنٹے کی محنت کے بعد پروفیسر داؤد وہ مضمون تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے — اب سب ایک ساتھ جو اس مضمون پر جھکے تو ناریوں کے ٹکرانے کی آواز سنائی دی —

"توبہ ہے — دیکھ کر جھک بھی نہیں سکتے۔" فرزانہ نے جھلا کر کہا۔

"اور تم بھی تو دیکھ کر نہیں جھکیں۔" فاروق نے تلملا کر کہا۔

"میں ساتھ میں خود کو بھی کہہ رہی ہوں۔"

"اچھا! یہ بات محسوس تو نہیں ہوئی تھی۔"

"باقی لوگ ہم سے پہلے پڑھ جائیں گے اور ورق الٹ دیا جائے گا۔" فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"ارے باپ رے۔"

اور انھوں نے بھی مضمون پر نظریں جما دیں — اس مضمون

میں واقعی اس قسم کی لہروں کا ذکر تھا — وہ کسی عمارت کو غائب کر سکتی تھیں — بس صرف انسان یا انسانوں کے جسموں سے جو چیز چھو رہی ہوتی — اس کو غائب نہیں کر سکتی تھیں۔ مضمون پڑھ کر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے جمشید — کسی سائنس دان نے یہ تجربہ کر لیا ہے — اور وہ اس میں پوری طرح کامیاب ہے۔"

"ہاں! اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔" وہ بولے۔

"کیا آپ بھی یہ لہریں ایجاد کر سکتے ہیں انکل؟" فرزانہ بولی۔

"وہ بعد کی بات ہے — پہلے تو شہر کے لوگوں کو اس پریشانی سے نجات دلانا ہے۔"

"ہاں! واقعی۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"اب صبح میرے گھر کی باری ہے — کیوں نہ آپ وہیں اپنا زور لگا دیں۔"

"اس قدر جلد یہ کام نہیں ہو سکتا جمشید — پہلے مجھے یہ لہریں ایجاد کرنا ہوں گی — پھر ان کا توڑ دریافت کرنا ہو گا۔"

"اور اس کام میں کتنا وقت لگ سکتا ہے؟" انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ایک ماہ — ایک سال — دس سال بھی لگ سکتے ہیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ارے باپ رے — یہ تو آپ نے بہت زیادہ مدت بتا دی — ہم تو چاہتے ہیں — ایک دو روز میں ایسا ہو جائے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"انسان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا — ہوتا وہی ہے، جو اللہ کو منظور ہوتا ہے۔"

"ہوں! یہ بھی ٹھیک ہے — خیر — آپ کام تو شروع کریں۔"

"میں یہاں کام شروع کرتا ہوں — تم جلد از جلد اس کا سراغ لگا لو — ویسے جمشید تم میری نسبت جلد کامیاب ہو سکتے ہو۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"میں اپنی — بلکہ ہم اپنی پوری کوشش کریں گے اور یہ کوشش ابھی اور اسی وقت سے شروع کر رہے ہیں — لیجیے — ہمیں اجازت دیجیے۔" انھوں نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — اب یہ کام دو طرفہ شروع ہو گا — اللہ کرے تم اس کا سراغ لگا لو، پھر یہ جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا۔"

"بالکل ٹھیک — آپ ہمارے لیے دُعا کریں، ہم آپ کے لیے دعا کریں گے۔" فرزانہ مسکرائی۔

اور پھر وہ وہاں سے رخصت ہوئے —

"ہم ایک بار پھر وہیں چل رہے ہیں — یعنی تمھاری سابقہ کوٹھی کے پاس۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"جہاں جی چاہے چلو — اب مجھے کیا فرق پڑتا ہے — میری کوٹھی تو ہو گئی غائب — ویسے کیا خیال ہے — اب تم اس کو تلاش تو کر کے دے نہیں سکتے — کیونکہ اس کو لہروں نے غائب کیا ہے — بھاپ بنا کر اڑا دیا ہے — تو کیوں نہ میں وہاں دوسری کوٹھی کی تعمیر شروع کر دوں۔"

"کیا فائدہ — وہ جن کا بچہ ایک ہی رات میں پھر غائب کر دے گا — آخر تم کب تک کوٹھیاں بنواؤ گے — اس طرح تو تمھاری ہیروں کی کانیں تک ختم ہو جائیں گی۔"

"ارے باپ رے — یار سوچو۔" خان رحمان نے کانپ کر کہا۔

"ہاں! سوچ رہا ہوں۔"

"اوہو — میرا مطلب ہے — ذرا سوچو۔" وہ بولے۔

"کیا سجھانا چاہتے ہیں آپ۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"یہ کہ — فرض کیا — وہ میری ہیرے کی کانیں اس طرح غائب کر دے۔"

"آہستہ بولیں انکل — دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" فرزانہ نے بوکھلا کر کہا۔

"لیکن ہم اس وقت کار میں ہیں۔"

"تو کیا ہوا — کیا کار کی دیواریں نہیں ہوتیں؟"

"اچھا بابا ہوتی ہوں گی۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"پتا نہیں — وُہ لہریں پتھر کو بھاپ بنا سکتی ہیں یا نہیں؟"

"ہم — مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے — جیسے — وُہ ہر چیز کو بھاپ بنا کر اڑا دے گا اور خود کھڑا قہقہے لگائے گا۔"

"لیکن ہم بھی اس کا سُراغ لگا کر دم لیں گے۔" محمود بولا۔

"اِن شاء اللہ۔" وُہ ایک ساتھ بولے۔

اور پھر وہ کوٹھی کی جگہ پر پہنچ گئے — یہاں اب پہلے سے بھی زیادہ ہجوم تھا اور بے تحاشا پولیس نظر آ رہی تھی — پولیس نے کوٹھی کی جگہ کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا۔

وہ آگے بڑھتے چلے گئے — پولیس نے ان کے لیے راستا بنا دیا — کوٹھی کی جگہ پر پہنچ کر انھوں نے بغور اس جگہ کا جائزہ لیا — ایسے میں انسپکٹر جمشید نے بھرے مجمعے پر ایک نظر ڈالی، پھر بولے:

"میں ایک بات محسوس کر رہا ہوں۔"

"ان حالات میں صرف ایک بات کے محسوس کرنے سے کام نہیں چلے گا ابّا جان — آپ کو تو چاہیے — بہت سی باتیں بیک وقت محسوس کریں۔" فاروق فوراً بولا۔

"اوہو — پہلے سن تو لو۔" محمود نے تلملا کر کہا۔

"اور وُہ یہ ہے کہ اس بھرے مجمعے میں وُہ جن موجود ہے۔"

"جی — کیا فرمایا۔" وُہ اچھل پڑے۔

"شاید وُہ لطف اندوز ہونے یہاں آیا ہے — یا پھر یہ اندازہ

لگانے کہ اس کے کارنامے کے بارے میں کیا کچھ کارروائی کی جا رہی ہے۔"

"ہوں! لیکن اس مجمعے میں ہم کس طرح جان سکتے ہیں کہ وُہ کون ہے۔"

"یہ ایک بہت مشکل کام ہے — ویسے اگر ہم کسی اونچی جگہ پر چڑھ کر ان لوگوں کا جائزہ لیں تو شاید اسے دیکھ سکیں۔"

"تو پھر ایسا کر لیتے ہیں۔" فرزانہ نے چاروں طرف دیکھا۔

"ارے! یہ کیا؟ ایسے میں فاروق کسی چیز کی طرف لپکا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نن ـ نہیں

انھوں نے دیکھا ـــ فاروق نے کوئی چیز اٹھائی تھی :

" کیا ہے فاروق ؟"

" جی ـ پیتل کی ایک توپ ـ کی رنگ میں لگی ہوتی ہیں ایسی۔"

" ارے ہاں ! وہ میرا چابیوں کا گچھا تھا ـ یہ اس میں لگی ہوئی تھی۔" خان رحمان نے چونک کر کہا۔

" لیکن اب اس میں چابیاں نہیں ہیں ـــ اور نہ چابیوں والا رنگ ہے ـــ صرف پیتل کی یہ توپ بچی ہے۔"

" اس کا مطلب ہے ـــ وہ لڑکی پیتل کو بھاپ نہیں بنا سکتیں۔" رزاق نے پُرجوش انداز میں کہا۔

" میرا خیال ہے ـــ اب ہم اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں ـــ میں تو فوراً اپنے گھر جا کر ضروری کاغذات، زیورات اور ہیرے وغیرہ وہاں سے نکال لینے چاہییں۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

" اوہ ہاں ـــ واقعی ـــ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے ـ کیا خبر

وہ کب اپنا پروگرام شروع کر دے۔"

" وہ شاید رات سے پہلے ایسا نہیں کرے گا ۔ لیکن پھر بھی ہمیں فوری طور پر یہ کام کرنا ہو گا۔"

" لیکن آپ تو مجھے میں سے اس آدمی کو تلاش کرنا چاہتے تھے؟" خان رحمان نے کہا۔

" ایسا معلوم ہوتا ہے ـــ جیسے وہ کھسک لیا ہے ، کیونکہ اب میں وہ بات محسوس نہیں کر رہا۔"

" بہت خوب ! تو پھر چلیے۔"

وہ وہاں سے نکل کر کار کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ایک بوڑھا آدمی ان کے نزدیک آیا ـــ اس کے چہرے پر بے چینی کے آثار تھے ـــ وہ لمبے قد کا دُبلا پتلا آدمی تھا ـــ آنکھیں بالکل سیاہ تھیں ـــ

" اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ انسپکٹر جمشید ہیں۔" اس نے کہا۔

" آپ کا اندازہ بالکل درست ہے ـ آپ کی تعریف ؟"

" مجھے پروفیسر جھاڑ کہتے ہیں۔"

" پروفیسر جھاڑ ـــ وہ جو پلائی جاتی ہے۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

" کیا پلائی جاتی ہے ؟" پروفیسر جھاڑ نے اسے گھورا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"جی جھاڑ پلائی جاتی ہے نا۔"

"آپ میرے نام کا مذاق اڑا رہے ہیں شاید، لیکن میں بُرا نہیں مانوں گا۔"

"فاروق چُپ رہو — ہاں پروفیسر صاحب فرمائیے۔"

"میں اس حادثے کے بارے میں آپ کو مفید معلومات دے سکتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟" وُہ چونک کر بولے۔

"میں ایک چھوٹا موٹا سا سائنس دان ہوں — یہ کسی جن کا کام نہیں — سائنسی شعبدہ ہے — اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ کام کسی سائنس دان کا ہے۔"

"میرا خیال ہے، آپ کا اندازہ بالکل درست ہے، لیکن آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں؟"

"بہت کچھ — میرے پاس اس قسم کے تجربات پر ایک بہت موٹی کتاب ہے — بہت پُرانی۔"

"اوہ — تب پھر آپ پروفیسر داؤد صاحب سے ملاقات کرلیں۔ آپ پسند کریں تو ہم آپ کو ان کے پاس چھوڑ آتے ہیں — کیونکہ وہ کتاب ہماری تو سمجھ میں آئے گی نہیں۔"

"یہ زیادہ مناسب رہے گا۔"

"آپ پہلے اپنے گھر سے وہ کتاب لائیں گے یا پروفیسر داؤد صاحب

کے پاس جانا پسند کریں گے؟"

"مجھے آپ ان کے پاس پہنچا دیں، پھر ہم پروگرام طے کر لیں گے یا اکٹھے جا کر وُہ کتاب لے آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے — آپ پیدل ہیں؟"

"نہیں — میرے پاس میری گاڑی ہے۔"

"تب پھر آپ اس میں بیٹھ کر ہمارے پیچھے آئیں۔"

"جی ضرور — بہت بہت شکریہ۔" پروفیسر جھاڑ نے کہا۔

"لیکن آپ کا نام ابھی تک میرے لیے الجھن کا باعث ہے۔"

"جھاڑ دراصل ذات ہے — میرا پورا نام پروفیسر عبدالقدوس جھاڑ ہے۔"

"اوہ اچھا — شکریہ۔"

تجربہ گاہ پہنچ کر وہ سیدھے پروفیسر داؤد کی طرف آئے — ان سے پروفیسر جھاڑ کا تعارف کرایا — اور انھیں بتایا کہ وُہ کیا کہتے ہیں — پروفیسر داؤد نے بہت خوش دلی سے انھیں بٹھایا اور وہ پھر وہاں سے نکل آئے — اب ان کا رُخ اپنے گھر کی طرف تھا —

"کیا رہا؟" بیگم جمشید انھیں دیکھتے ہوئے بولیں۔

"بھاگ دوڑ شروع کر دی ہے — خطرہ سر پر ہے — اگر ہم نے جلد اس آدمی کا سُراغ نہ لگا لیا — تو پورا شہر پریشانی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

میں مبتلا ہو سکتا ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

"ارے ہاں! وہ پیتل کی توپ والی بات بتانا تو ہم بھول ہی گئے — پروفیسر صاحب کو یہ بات بتانا بہت ضروری ہے — محمود تم ذرا انھیں فون کر دو — میں اپنے کاغذات نکالتا ہوں — اور بیگم — تم اپنے تمام زیورات اور دوسری قیمتی چیزیں نکال لو — یہ سب چیزیں ہمیں تجربہ گاہ میں پہنچانا ہیں۔"

"جی بہتر!"

ادھر محمود نے پروفیسر داؤد کے نمبر ڈائل کیے — دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی، لیکن دوسری طرف کسی نے ریسیور نہ اٹھایا — ان دنوں تجربہ گاہ میں کام بند تھا — ان دنوں میں گرمی کی شدت کے پیش نظر اور کچھ ملازمین کی آسانی کے لیے پندرہ دن کے لیے تجربہ گاہ میں کام بند رہتا تھا — لیکن وہ پروفیسر داؤد اور پروفیسر جھاڑ کو تو ابھی ابھی تجربہ گاہ میں چھوڑ کر آئے تھے —

"ابا جان! تجربہ گاہ میں ریسیور نہیں اٹھایا جا رہا۔"

"تب پھر — پروفیسر داؤد ضرور پروفیسر جھاڑ کے ساتھ وہ کتاب لینے کے لیے چلے گئے ہیں، لیکن انھیں تجربہ گاہ چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا — صرف پروفیسر جھاڑ کو بھیج دیتے۔" وہ بولے۔

"خیر — انھیں کچھ دیر ٹھہر کر فون کریں گے۔"

وہ اپنے کام میں مصروف ہو گئے — تمام ضروری چیزیں نکال لی گئیں —

"اب سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کو رکھا کہاں جائے؟"

"تجربہ گاہ سے زیادہ محفوظ جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے۔" فرزانہ بولی۔

"بالکل ٹھیک۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

وہ تمام چیزیں لے کر تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے — تجربہ گاہ کا دروازہ انھیں کھلا نظر آیا — دروازے پر موجود محافظ بھی موجود نہیں تھا — انھیں حیرت سی ہوئی — جس وقت وہ پروفیسر صاحب کے ساتھ یہاں آئے تھے — محافظ موجود تھے —

وہ پریشانی کے عالم میں اندر داخل ہوئے — پروفیسر داؤد اور پروفیسر جھاڑ اندر نظر نہ آئے — اندر کسی قسم کی گڑبڑ کے آثار بھی نہیں تھے —

"میرا خیال ہے — پروفیسر صاحب محافظوں کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔" محمود بولا۔

"تب پھر دروازے بند ہونا چاہییں تھے۔" انسپکٹر جمشید نے نفی میں سر ہلایا۔

"تب پھر — آپ کے خیال میں کیا بات ہے؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"پروفیسر صاحب کو اغوا کر لیا گیا ہے۔"

"اور ساتھ میں پروفیسر جھاڑ کو بھی۔"

"اس بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا — کہ پروفیسر جھاڑ کو بھی ساتھ ہی اغوا کیا گیا ہے یا اس اغوا میں ہاتھ ہی پروفیسر جھاڑ کا ہے — بہر حال — اگر وہ جلد مل نہ گئے تو پھر تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ پریشانی کس حد تک بڑھ جائے گی۔"

"آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں۔"

"اب مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ پروفیسر صاحب کو اکیلا کیوں چھوڑا — ان کی حفاظت تو بہت ضروری تھی — دوسری بے وقوفی یہ کی کہ پروفیسر جھاڑ کو ان کے پاس چھوڑ دیا — ان کے بارے میں پہلے اطمینان کرنا چاہیے تھا۔" وہ جلدی جلدی کہتے چلے گئے۔

"ارے ہاں! وہ رسالہ جس میں اس ایجاد کے بارے میں شائع ہوا تھا۔" فرزانہ چونک کر بولی۔

وہ فوراً لائبریری میں داخل ہوئے اور اس رسالے کو چھان مارا — باقی کتابیں جوں کی توں موجود تھیں، لیکن وہ رسالہ وہاں نہیں تھا۔

"ہو سکتا ہے، رسالہ بھی پروفیسر صاحب ساتھ لے گئے ہوں۔" خان رحمان نے کہا۔

"پتا نہیں کیوں — مجھے یقین ہو چلا ہے کہ انھیں اغوا کر

لیا گیا ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

اور پھر تین گھنٹے گزر گئے، پروفیسر داؤد واپس نہ لوٹے — اب پولیس کے ذریعے پورے شہر میں اور شہر کے باہر چاروں طرف ان کی تلاش شروع ہوئی — پروفیسر جھاڑ کا حلیہ نشر کیا جانے لگا — خود وہ بھی ان کی تلاش میں نکلے — ہر طرف چھان مارا، لیکن پروفیسر داؤد کا کچھ پتا نہ چلا — اور آخر رات ہو گئی — اب انھیں خیال آیا — آج تو یوں بھی ان کے گھر کی باری ہے — وہ گھر لوٹ آئے — تمام افراد کو گھر سے نکال لیا گیا — انھوں نے بیگم شیرازی کی چھت پر ڈیرا جما لیا — نیچے پولیس اور سادہ لباس والے بھی موجود تھے — چاروں طرف کا جائزہ لینے کے لیے درختوں پر سادہ لباس والے دوربینیں لیے بیٹھے تھے —

"کیا آج ہم اپنے مکان کو آخری بار دیکھ رہے ہیں — اس پیارے مکان کو۔" فرزانہ نے اداس انداز میں کہا۔

"بھئی کوئی بات نہیں — بالکل اسی طرح مکان پھر سے بن جائے گا۔"

"لیکن جن پھر اٹھا لے جائے گا۔" فرزانہ نے کہا۔

"نہیں — جب ہم اس کیس کے مجرم کو پکڑ لیں گے، اس وقت بنوائیں گے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"لیکن اس وقت تک ہم کہاں رہیں گے؟"

"میرے گھر میں" بیگم شیرازی بولیں۔

"اور اگر جن نے آپ کا مکان بھی غائب کر دیا تو؟"

"ارے باپ رے — بھلا میرا مکان لے جا کر جن کیا کرے گا؟" بیگم شیرازی بولیں۔

"یہ تو جن ہی بتا سکتا ہے۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — موبائل فون ان کے پاس ہی رکھا تھا — انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھا لیا اور بولے:

"جی فرمائیے — انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

"اور میں ہوں جن — پروفیسر داؤد اس وقت میری قید میں ہیں اور میں نے انھیں مکھی بنا کر دیوار سے چپکا دیا ہے — ویسے آپ چاہیں تو میں تھوڑی دیر کے لیے انھیں انسان بنا سکتا ہوں — تاکہ آپ ان سے فون پر بات کر سکیں۔"

"ٹھیک ہے — ہم ان سے بات کرنا پسند کریں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

جلد ہی پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی:

"جمشید! یہ میں ہوں — اُف مالک یہ کیا ہو گیا۔"

"کیا آپ کو پروفیسر جھاڑ نے اغوا کیا ہے؟"

"مجھے کچھ پتا نہیں — تم لوگوں کے جانے کے بعد میں اچانک

بے ہوش ہو گیا تھا — ہوش میں آیا تو خود کو ایک کمرے میں قید پایا — میں نہیں جانتا، یہ عمارت کہاں ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں، ہم بہت جلد آپ تک پہنچ جائیں گے۔"

"میں بہت پریشان ہوں — وہ رسالہ بھی اب ان لوگوں کے قبضے میں ہے۔"

"کیا یہ کئی ہیں؟"

"ہاں! ایک ان کا باس ہے — جو الہ دین کہلاتا ہے۔"

"خیر — آپ فکر نہ کریں۔"

"سُن لی آواز اپنے پروفیسر داؤد کی؟" جن کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! سُن لی — آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"بس عیش کرنا چاہتا ہوں — مزے لینا چاہتا ہوں۔"

"کیا دوسروں کو ستا کر تمھیں مزا آتا ہے؟"

"ہاں! اس لیے کہ مجھے بھی ستایا گیا ہے۔"

"اور تمھیں کس نے ستایا ہے؟"

"میں ابھی چھوٹا سا تھا کہ میرے ماں باپ کو ایک غنڈے نے ہلاک کر دیا — غنڈے کو پولیس نے گرفتار تک نہ کیا — میں در در کی ٹھوکریں کھاتا رہا — لیکن میں نے اس غنڈے کو نظروں میں رکھا — اسی حالت میں میں نے تعلیم حاصل کی — ایک غیر ملکی نے میری مدد کی — اس نے اعلیٰ تعلیم دلوائی — میں نے غیر ممالک

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

میں رہ کر اپنی سائنس کی تعلیم کو مکمل کیا ۔ اور یہ تجربہ کرنے میں کامیاب ہو سکا ۔ میں نے ایک فرضی نام پروفیسر نیلابی کے نام سے ایک رسالے میں مضمون بھی لکھا ، لیکن پھر اس کی تمام کاپیاں خرید کر جلا دیں ۔ کیونکہ میرے ذہن میں ایک نیا خیال آیا تھا ۔ میں اب اس معاشرے سے انتقام لے سکتا تھا ۔

جس ادارے نے وہ رسالہ شائع کیا تھا ۔ میں نے اشاعت کے روز ہی تمام کاپیاں خرید لی تھیں ، لیکن ادارے کے مالک نے ایک رسالہ اس سے پہلے ہی پروفیسر داؤد کو بھیج دیا تھا ۔ اس ادارے کو پروفیسر داؤد سے بہت لگاؤ ہے ۔ لیکن آج میں نے وہ رسالہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ سب سے پہلے خان رحمان کے گھر کو اڑا لے جانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اس رسالے تک پہنچ جاؤں ، لیکن میں نے رسالے کے ساتھ پروفیسر داؤد کو بھی اغوا کر لیا ۔ اور اب کسی دن اس غنڈے کا محل بھی غائب ہو جائے گا ۔ وہ غنڈہ اس وقت ملک کا بہت بڑا آدمی ہے۔"

"بہت خوب ! اور اس غنڈے کا نام کیا ہے؟" انسپکٹر جمشید سرسری انداز میں بولے ۔

"میں اتنا بے وقوف نہیں انسپکٹر جمشید ۔ تم میرا سراغ نہیں

لگا سکتے ۔ کسی طرح اس بدمعاش کا نام جان لو تو بھی مجھ تک نہیں پہنچ سکتے ۔ رسالہ شائع کرنے والے ادارے کا سراغ لگا لو ، تب بھی تم مجھ تک نہیں پہنچ سکو گے۔"

"خیر ۔ دیکھا جائے گا ۔ تمھارے حق میں بہتر یہ ہے کہ پروفیسر داؤد کو چھوڑ دو۔"

"اگر انھوں نے وہ رسالہ نہ پڑھ لیا ہوتا تو میں انھیں اغوا ہی نہ کراتا ۔ صرف وہ رسالہ اڑا لیتا ۔ لیکن اب اس حالت میں انھیں نہیں چھوڑ سکتا۔"

"تم کیا سمجھتے ہو ۔ کیا اس طرح تم محفوظ رہو گے ۔ یہ خام خیالی ہے تمھاری ۔ میں تمھارا سراغ بہت جلد لگا لوں گا ۔ لیکن اگر تم اس سارے پروگرام سے باز آ جاؤ تو میں تمھیں انصاف دلانے کا وعدہ کرتا ہوں ۔ اس بدمعاش کو اگر میں نے پھانسی کی سزا نہ دلوائی تو کہنا۔"

"نہیں ! اب نہیں ۔ اب میں اس قابل ہوں کہ خود انتقام لے سکوں۔" اس نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

وہ ان کی طرف دیکھنے لگے ۔ ایسے میں اچانک فرزانہ نے اپنی چھت کی طرف دیکھا ۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں :

"اُف مالک ۔ چھت غائب ہو گئی ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا!!!"

وُہ ایک ساتھ بولے اور پھر چھت کو دیکھا۔ چھت کی جگہ واقعی اب خلا نظر آ رہا تھا۔

"اس۔ اس کا مطلب ہے۔ مکان یک دم غائب نہیں ہو گا۔ آہستہ آہستہ ہو گا۔"

"ہاں! پہلے اُوپر والا حصّہ، پھر اسی طرح آہستہ آہستہ نیچے تک غائب ہو جائے گا۔"

"ایسا حیرت انگیز منظر شاید ہم نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا ہو گا۔"

"ہاں! ہمارا مکان ہماری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہوتا جا رہا ہے۔ اور ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کو غائب ہونے سے نہیں روک سکتے۔"

"افسوس!" وُہ بولے۔

"عجیب لہریں ہیں۔ جن کے سر پیر کا کچھ بھی پتا نہیں چل رہا۔" فاروق بولا۔

"تم تو اس طرح کہہ رہے ہو جس طرح باقی لہروں کے سر پیر کا تمھیں فوراً پتا چل جاتا ہے۔" محمود نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہمیں اس کا سُراغ لگانے کے لیے ایک تو اس بدمعاش

کا پتا کرنا ہو گا۔ جو اب بڑا آدمی بن گیا ہے۔ اور دوسرے اس ادارے کا پتا کرنا ہو گا۔ جس نے وُہ رسالہ شائع کیا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے ان کی بات کی طرف توجہ دیے بغیر کہا۔

"لیکن یہ دونوں کام آسان نہیں ہیں۔ بیس سال پہلے اگر ایک شخص بدمعاش تھا تو ہم کس طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ وہ کون سا بڑا آدمی ہے۔" خان رحمان نے بُرا سا منہ بنایا۔

"بھئی کوشش کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔"

"ہاں! یہ بھی ہے۔ کوشش تو ہم بھرپور کریں گے۔ رہ گیا وُہ پریس۔ تو اس سلسلے میں ہمیں ضرور پریشانی ہو گی۔ کیونکہ وہ غیر مُلکی پریس ہے۔ اور ہر ملک میں اَن گنت پریس ہیں۔ آخر ہم کس کس مُلک کا کون کون سا پریس تلاش کریں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اس پریس کو تلاش کر لیں۔ لیکن اس کے ذریعے اس جن کا پتا نہ چلا سکیں۔" وُہ کہتے چلے گئے۔

"تب پھر وقت ضائع کرنے سے کیا حاصل؟"

"اوہو۔ مکان کی اوپر والی منزل پوری غائب ہو گئی ہے۔ اب دوسری منزل کی باری ہے۔"

"یہ اسی طرح آہستہ آہستہ غائب ہو جائے گی۔ اس کی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

بات چھوڑو — مجرم کی بات کرو — صبح کیا ہونے والا ہے، اس پر غور کرو — ہمارے مکان کے بعد وُہ کیا کرے گا، یہ سوچو۔"

" میرا خیال ہے ابّا جان — وہ دھمکی دے گا لوگوں کو، کہ اتنی رقم ادا کر دو — ورنہ تمھارا مکان غائب ہو جائے گا — اب جو لوگ رقم ادا کر دیں گے — ان کے گھر تو بچ جائیں گے — دوسروں کے غائب ہو جائیں گے — اس طرح پھر ایسا ہو گا کہ ادھر اس کا فون کسی کو ملے گا — ادھر وہ رقم ادا کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔"

" اللہ اپنا رحم فرمائے — یہ شخص تو چند دنوں میں دُنیا کا دولت مند ترین آدمی بن جائے گا۔"

" اور میں کہتا ہوں — اس کے پَر پُرزے ابھی اور نکلیں گے — ہمارے پورے ملک میں اودھم مچانے کے بعد یہ دوسرے ممالک تک بھی اپنا دائرہ بڑھائے گا۔"

" کیا!!!"

وہ ایک ساتھ بولے۔

" ہاں! اس کی ہوس بڑھتی جائے گی — اگر اس کا سُراغ نہ لگایا جا سکا تو وُہ پوری دُنیا کے لیے مصیبت بن جائے گا۔" انھوں نے کہا۔

نن — نہیں۔"

وُہ کانپ اُٹھے —

عین اس وقت ایک سادہ لباس والے کی طرف سے اشارہ موصول ہوا —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پکڑ لو

انھوں نے فوراً وائرلیس پر اس سے رابطہ قائم کیا:

"ہاں بھئی کیا بات ہے؟"

"سر! اس طرف ایک شخص کار میں بیٹھا ہے۔ اس کے ہاتھوں میں دُوربین ہے۔ دُوربین کا رُخ اُسی طرف ہے اور وہ مسلسل آپ کے گھر کی طرف دیکھ رہا ہے۔"

"یعنی غائب ہوتے گھر کی طرف؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہاں!" اس نے کہا۔

"بہت خوب! اس پر نظر رکھو۔ میں محمود اور فاروق کو بھیج رہا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ ان دونوں کی طرف مڑے:

"تمھارے لیے کام نکل آیا ہے۔"

"ہم جا رہے ہیں، آپ فکر نہ کریں۔"

"لیکن کوئی بے وقوفی نہ دکھانا۔ معاملہ بہت سنگین ہے۔"

"ہمیں تو یہ رنگین ہوتا بھی نظر آتا ہے۔ ہم پوری طرح محتاط

رہیں گے۔" فاروق مُسکرایا۔

دونوں نیچے اُترے اور سرسری انداز میں اپنی کار میں بیٹھ کر اس کار والے کے پاس سے آگے گزر گئے۔

"یہ تجربہ اگر ہمارے پروفیسر انکل کہیں کر لیتے تو ہم دشمن ممالک کی خاص عمارات کو اڑا دیا کرتے۔" محمود بڑبڑایا۔

"میرا خیال ہے۔ مجرم کی گرفتاری کے بعد ایسا ہو سکے گا۔ فی الحال تو پروفیسر انکل ہی اس کی قید میں ہیں۔"

"کیا ہم صرف ان حضرت کا تعاقب کریں گے۔ اور بس۔" محمود نے منہ بنایا۔

"احتیاط کا حکم ملا ہے نا۔ اس لیے۔ ویسے مجھے تو یہ کوئی اخباری رپورٹر جان پڑتا ہے۔"

"اخباری رپورٹروں کو پوشیدہ طور پر نگرانی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو اعلانیہ آ کر اپنا کام کر سکتے ہیں۔"

"اوہو۔ وہ جا رہا ہے۔" فاروق نے چونک کر کہا۔

"تو ہم بھی اس کے تعاقب میں جا رہے ہیں۔" محمود بولا۔

انھوں نے دیکھا۔ دوربین والا اب لین روڈ کی طرف جا رہا تھا۔ محمود نے مناسب فاصلے سے تعاقب شروع کر دیا:

"یہ حضرت مجھے تو عقل سے بالکل پیدل لگتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"وہ کیسے؟" محمود نے اس کی طرف دیکھا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"دُوربین پکڑ کر اس طرح دیکھ رہے تھے ۔ جیسے انھیں کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا۔"

"بھئی اب اسے کیا معلوم کہ آس پاس کے درختوں پر سادہ لباس والے دُوربینیں لیے بیٹھے ہیں۔"

"مطلب یہ کہ یہ شخص الہ دین کے جن کا ساتھی ہے ۔ اور یہ دیکھنے آیا ہے کہ مکان غائب ہوتا ہے یا نہیں۔"

"اور جب اس نے دیکھ لیا کہ مکان غائب ہو رہا ہے ۔ اور اب تھوڑا سا ہی باقی رہ گیا ہے تو یہ کھسک لیا، تاکہ اپنے جن باس کو اطلاع دے سکے۔"

"کیا کہا ۔ جن باس ۔ ارے باپ رے ، یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" فاروق نے چونک کر کہا۔

"ایک تو تمھیں ہر وقت ناولوں کے ناموں کی پڑی رہتی ہے ۔ اس سے تو بہتر تھا ، تم مصنف بن جاتے ۔ آرام سے بیٹھ کر جاسوسی ناول لکھا کرتے۔"

"لیکن پھر تم کیا کیا کرتے ۔ تمھیں تو ہر کیس میں مکمل طور پر ناکامی ہوا کرتی۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہمیں جو کامیابیاں بھی ہوتی ہیں ۔ بس تمھاری وجہ سے ہوتی ہیں۔" محمود نے جل کر کہا۔

"پتا نہیں ، میرا کیا مطلب تھا اور کیا نہیں تھا ۔ اب مطلب کے چکر میں کون پڑے ۔ سُنا ہے ، مطلب کا چکر الٹا چکرا کر رکھ دیتا ہے۔"

"لیکن کسے؟" محمود نے اسے گھورا۔

"بھئی مطلب کے چکر میں پڑنے والے کو۔"

"اچھا یار چُپ رہو ۔ تمھاری باتوں سے تو مجھے چکر آنے لگے ہیں۔" محمود نے جھلّا کر کہا۔

"خیر تو ہے ۔ بات بے بات چکر کھا رہے ہو ۔ کہیں گھن چکر نہ بن جانا۔"

"تمھارے ساتھ زیادہ دیر رہنا پڑا تو شاید بن ہی جاؤں گا۔" اس نے منہ بنایا۔

"تو پھر مجھے کار سے اتار دو ۔ یا تم اُتر جاؤ۔"

"اب یہ بھی نہیں کر سکتا ۔ ابّا جان نے ساتھ بھیجا ہے، بے چارہ گھر ۔ مجھے کتنا یاد آ رہا ہے ۔ یار ذرا سوچو ۔ ہم بے گھر ہو گئے۔"

"سوچنے سے مکان تو بننے سے رہا ۔ اب تو ہمیں بنوانا پڑے گا۔"

"یہی تو مصیبت ہے ۔ بنوا بھی تو نہیں سکتے ۔ ادھر ہم بنوا کر فارغ ہوں گے ۔ اور وہ ایک رات میں پھر غائب کر دے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

گا — بنوانے میں چھے ماہ یا سال لگ جائے گا اور غائب ہونے میں صرف ایک رات — اس کا تو صرف ایک ہی حل ہے — اور وہ یہ کہ ہم اس کا سراغ لگا لیں۔"

"ارے ہاں! ابا جان بھی شاید بھول گئے — اس نے ابھی فون کیا تھا نا — ہم نے یہ معلوم نہیں کیا کہ فون کہاں سے کیا گیا ہے — جب کہ ٹیلی فون ایکس چینج میں وہ نمبر نوٹ کیا جا چکا ہو گا۔"

"وہ تو خیر ہم معلوم کر لیں گے۔"

"دوسرے ہمیں اس بدمعاش کا پتا کرنا پڑے گا — جو اس وقت بڑا آدمی بن چکا ہے — اس سے معلوم ہو سکے گا کہ اس نے کن میاں بیوی کو قتل کیا تھا اور کیوں، تیسرے اس ادارے کا پتا کرنا پڑے گا جس نے وہ رسالہ شائع کیا تھا — لیکن بازار میں دینے سے پہلے ہی وہ تمام کا تمام شاک اس نے خرید لیا تھا — فی الحال ہمارے پاس یہ تین باتیں ہیں۔" محمود کہتا چلا گیا۔

"ایک چیز تم بھی بھول گئے — پیتل کی توپ کو۔"

"اس کا تو صرف یہ ہے کہ پیتل کی چیزیں غائب نہیں ہوتیں اور بس۔"

"لیکن اس سے بھی ہم کوئی فائدہ تو اٹھا سکتے ہیں۔"

"ہاں شاید — اوہو — یہ تو شہر کی سب سے دولت مند لوگوں کی آبادی رائے آباد کی طرف مڑ گیا ہے — تو کیا وہ جن رائے آباد میں رہتا ہے؟"

"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

تعاقب جاری رہا اور پھر اگلی کار رائے آباد میں داخل ہو گئی، پھر ایک عالی شان کوٹھی میں داخل ہو گئی — انھوں نے نام کی تختی پڑھی — کوٹھی کے مالک کا نام رانا ظاہر لکھا ہوا تھا —

"رانا ظاہر — یہ تو بہت بڑا آدمی ہے — بہت بڑا سیاسی لیڈر۔" محمود بولا۔

"کہیں یہ وہی بڑا آدمی تو نہیں ہے۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"شش — شاید۔" محمود کے منہ سے نکلا۔

"بے چارے شاید کے دو ٹکڑے کر دیے۔"

"حد ہو گئی — اب لفظ شاید کے ہمدرد بن گئے — اپنے بارے میں سوچو۔"

"اچھی بات ہے — ابھی شروع کرتا ہوں۔" اس نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

"کیا سوچنے لگے؟" محمود نے جل کر کہا۔

"خود ہی تو کہا ہے — اپنے بارے میں سوچو۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"پھر کیا سوچا اب تک؟"

"یہ کہ — میں ایک ناچیز انسان ہوں۔ بے بس — اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں۔"

"بہت اچھی بات سوچی — اب یہ بتاؤ — کیا کریں؟"

"دستک دے دیتے ہیں — رانا ظاہر سے بات کرنا بہتر ہو گا — کہیں یہ رانا غائب نہ ہو جائے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس نے مسکرا کر کہا اور پھر آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی — جلد ہی ایک ملازم نے دروازہ کھولا:

"کیا بات ہے؟" جھنّا کر کہا گیا۔

"ہمیں رانا صاحب سے ملنا ہے۔"

"وہ کوئی بے کار اور فالتو آدمی نہیں ہیں۔"

"تو ہم نے یہ بات کب کہی۔"

"وقت لیے بغیر کسی سے نہیں ملتے۔"

"ٹھیک ہے — یہ ہماری گھڑیاں انھیں دے دیں۔" محمود نے اپنی گھڑی اتار کر اس کی طرف بڑھا دی، فوراً ہی فاروق نے بھی یہی کیا —

"کیا مطلب؟" وہ زور سے بولا۔

"آپ نے فرمایا نا — وہ وقت لیے بغیر کسی سے نہیں ملتے — تو یہ ہم انھیں وقت دے رہے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"تم لوگ بے وقوف تو نہیں ہو؟"

"ہاں! تھوڑے بہت تو ضرور ہیں، کیونکہ تھوڑا بہت تو ہر آدمی بے وقوف ہوتا ہے۔"

"کیا یہ ضروری ہے؟" اس نے جھلا کر کہا۔

"کون سی بات ضروری ہے؟" محمود نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ کہ ہر آدمی تھوڑا بہت بے وقوف ضرور ہو۔"

"نہیں! ضروری بھی نہیں — اور غیر ضروری بھی نہیں — ضروری اور غیر ضروری کے درمیان —— معاملہ سمجھ لیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"تم لوگ چیز کیا ہو۔" اس نے جھنّا کر کہا۔

"اب آپ فوراً ہمارے کارڈ لے کر اندر جائیں — ورنہ آپ کے لیے مشکل ہو جائے گی۔"

"کیا کہا — مشکل اور میرے لیے — دماغ چل گیا ہے کیا۔"

"ایسی کوئی بات ہم نے راستے میں تو محسوس نہیں کی — اور نہ اب محسوس کر رہے ہیں — ویسے ہم کار چلا کر آئے ہیں۔"

"کیا کہا — کار چلا کر آئے ہیں — ارے — تم اس کار میں آئے ہو — نہیں جھوٹ — مجھے تو تم کوئی اٹھائی گیرے نظر آتے ہو۔"

"یہ آپ کی نظر کا قصور ہے — ہمارا نہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اب میں تم دونوں کو مار بیٹھوں گا۔"

"چلیے پھر یہ بھی کر کے دیکھ لیں — کوئی حسرت نہ رہ جائے آپ کی — لیکن ایک بات نوٹ کر لیں — ملاقات تو آپ کو کرانا ہو گی۔"

"ہرگز نہیں۔" یہ کہہ کر اس نے ایک مکا محمود کی ٹھوڑی کی طرف اچھال دیا — محمود پہلے ہی ہوشیار کھڑا تھا، لہٰذا وہ یکدم نیچے بیٹھ گیا — اس کا مکا فضا میں لہرا کر رہ گیا۔ مکا واپس گیا تو محمود پھر اس کے سامنے کھڑا تھا — اب اس نے اس پر چھلانگ لگائی اور منہ کے بل زمین پر آ رہا —

"لڑائی سکھانے والا آپ کا استاد کوئی ماہر آدمی نہیں تھا — دوسرے پر چھلانگ لگانے کے بھی کچھ آداب ہیں۔"

"آداب کی ایسی کی تیسی۔" اس نے جھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہائیں — آپ نے کیا کہا — آپ کی ایسی کی تیسی — بے چارے آداب کا کیا قصور اس میں۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

اس نے اٹھتے ہی ایک دو ہتھڑ چلایا — اس کا خیال تھا کہ اس کا یہ دو ہتھڑ خالی نہیں جائے گا اور محمود کو لے بیٹھے گا، لیکن ہوا یہ کہ جونہی دو ہتھڑ آگے آیا — محمود بائیں طرف ہو گیا اور جونہی اس کا بدن جھکا — محمود نے اس کی کن پٹی پر ایک ہاتھ رسید کر دیا — وہ تیورا کر گرا — اور پھر اٹھ

نہ سکا:

"یہ کیا ہو رہا ہے — کیسی گڑبڑ ہے دروازے پر۔"

انھوں نے ایک اور مسٹنڈے کو باہر آتے دیکھا — شاید اس کوٹھی میں مسٹنڈے ہی پالے جاتے تھے، جونہی دوسرے کی نظر پہلے پر پڑی — وہ بول اٹھا:

"ہائیں — یہ جیکی کو کیا ہوا؟"

"زمین چاٹ رہا ہے بے چارہ۔"

"کک — کیا ہوا — تم کون ہو؟"

"ہم رانا ظاہر صاحب سے ملنے آئے ہیں۔"

"لیکن جیکی کو کیا ہوا؟"

"پکڑ لو — ان دونوں کو — انھوں نے مجھ پر حملہ کیا ہے۔"

"انھوں نے تم پر حملہ کیا ہے — اور تم گر گئے ہو — یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں۔" اس کے لہجے میں زمانے بھر کی حیرت تھی۔

"خواب۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"چپ رہو — جیکی تم تو دس آدمیوں پر بھاری ہو اور ان دو لڑکوں سے مار کھا گئے۔" دوسرے کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"دو سے نہیں — صرف ایک سے — اس سے مقابلہ ہم

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

دونوں نے مل کر نہیں کیا۔ ہم میں سے صرف ایک نے کیا ہے۔" فاروق مسکرایا۔

" یہ ۔ یہ خطرناک ہیں ڈابو۔"

" ان کی خطرناکی کی ایسی کی تیسی۔" اس نے جھلا کر کہا اور فاروق کی طرف لپکا۔

" ارے ارے بھئی ڈابو ۔ تمھارے ساتھی کو میں نے نہیں، اس نے مارا ہے۔" فاروق نے بوکھلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

" میں تم دونوں کی چٹنی بناؤں گا۔"

" اتنا شوق ہے آپ کو چٹنی کا ۔ تو احمد برادرز کی لا دیتے ہیں۔" فاروق نے فوراً کہا۔

" ہاں واقعی ۔ شیزان کی تو ہم لا کر دے نہیں سکتے ۔ وہ تو مرزائیوں کی ہے اور مرزائیوں کی چیز خرید کر ہم انھیں طاقت ور بناتے ہیں ، کیونکہ ان کی آمدنیوں کا دسواں حصہ ان کے گڑھ میں جمع ہوتا ہے ۔ جو مسلمانوں کے خلاف کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

اور ڈابو نے تابڑ توڑ اوپر تلے کئی مکے فاروق کے اوپر برسا دیے ۔ یہ اور بات ہے کہ لگا اس کے ایک بھی نہیں ۔ وہ اس تیزی سے اِدھر اُدھر ہوا کہ ڈابو کا منہ مارے حیرت کے کھل گیا ۔ اور حیرت سے کھلے اس

منہ پر فاروق کا مکا لگا تو اسے رات میں بھی تارے نظر آ گئے ۔ کیونکہ دن کا وقت نہیں تھا ۔

" کیوں ڈابو صاحب ۔ آپ کو کیا ہوا ۔ بڑے تیس مار خان بن رہے تھے اور اپنے ساتھی کو لعنت ملامت کر رہے تھے ۔ اب اپنی سنائیے۔"

" شش ۔ شاید آج اتوار ہے۔" ڈابو بولا۔

" اس سے کیا ہوتا ہے؟"

" اتوار کا دن میرے لیے منحوس ہوتا ہے۔" ڈابو نے منہ بنا کر کہا ۔

" یہ بات بالکل غلط ہے ۔ کوئی دن کسی کے لیے منحوس نہیں ۔ ویسے ہم کل پھر آ کر تمھارا یہ خیال بالکل غلط قرار دے سکتے ہیں ۔ اگر تم ہمیں چیلنج کرو۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

" کیا مطلب؟"

" لڑنے کا موڈ ہو تو ہم سوموار کو آ جائیں گے ۔ سوموار تو تمھارے نزدیک منحوس نہیں ہے نا۔"

" تم ہو کون ۔ اور چاہتے کیا ہو؟" ڈابو نے منہ بنا کر کہا ۔

" ہمیں صرف رانا ظاہر سے ملنا ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ان سے مُلاقات کے لیے پہلے سے وقت لینا پڑتا ہے۔" اس نے جھلّا کر کہا۔

"ہم یہ بات سُن چکے ہیں۔"

عین اس لمحے ان کے چاروں طرف روشنی پھیل گئی اور کسی نے سرد آواز میں کہا:

ان دونوں کو پکڑ لو۔"

دُوربین والا

"آپ نے اب تک جن کا فون نمبر معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی؟"

"اس طرح اس کا سراغ نہیں لگ سکتا۔ اس نے کوئی انتظام تو کیا ہوگا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"پھر بھی۔ آپ معلوم تو کرلیں۔"

"اچھی بات ہے۔" وہ بولے اور ایکس چینج کے نمبر ملائے۔ ان کا نام سُنتے ہی دُوسری طرف سے کہا گیا:

"آپ سے بات موبائل فون سے کی گئی ہے۔ اس کا نمبر ہے۔ ۰۳۰۰۹۷۹۹۷۰۰۹۔ اور یہ فون نمبر لیاقت خان چوڑی فروش کا ہے۔ اس کا پتا ہے، ۹۰۸ روز گارڈن۔"

"شکریہ!" انھوں نے کہا اور ریسیور رکھ دیا، پھر فرزانہ کی طرف مڑے:

"اب کیا کہتی ہو۔ فرض کیا، لیاقت خان چوڑی فروش سے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

یہ فون کسی نے خرید لیا ہو۔ اور نئے مالک کا نام اور پتا اسے معلوم نہ ہو تو؟"

"لیکن ۔۔۔ لیکن آپ اس نمبر پر رنگ تو کر سکتے ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

وہ چونک کر بولے اور پھر فون پر یہ نمبر گھمائے ۔۔۔ فوراً ہی دوسری طرف سے کسی نے کہا:

"جی فرمائیے۔"

"یہ ۹۷۹۷۰۳ ہے؟"

"جی ہاں! آپ نے درست نمبر ڈائل کیا ہے۔"

"اور کیا یہ نمبر لیاقت خان صاحب کا ہے؟"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔"

"آپ خود لیاقت خان بات کر رہے ہیں؟"

"ہاں جناب! آخر بات کیا ہے؟" اب اس نے پریشان ہو کر کہا۔

"ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں ۔۔۔ کیا اس وقت ہم آ سکتے ہیں؟"

"ایسا کیا کام پڑ گیا ۔۔۔ آپ کو ۔۔۔ کہ رات کے وقت آنا چاہتے ہیں؟"

"آپ اس بات کو چھوڑیں۔"

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں؟" دوسری طرف سے حیرت زدہ انداز میں کہا گیا۔

"میں انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں ۔۔۔ میرا تعلق محکمۂ سراغرسانی سے ہے۔"

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ کیا کوئی گڑبڑ ہے ۔۔۔ لیکن ۔۔۔ میرا کسی گڑبڑ سے کیا تعلق؟"

"آپ کا تعلق نہیں ہے، لیکن کوئی آپ کے فون کو استعمال کر رہا ہے ۔۔۔ آپ ہمارا انتظار کریں ۔۔۔ ہم پندرہ بیس منٹ تک آ رہے ہیں۔" یہ کہہ کر انھوں نے ریسیور رکھ دیا اور فرزانہ سے بولے:

"آؤ فرزانہ چلیں۔"

دونوں اس پتے پر پہنچے ۔۔۔ لیاقت خان درمیانے سے قد کا سڈول جسم والا آدمی تھا ۔۔۔ اس کے سر کے بال سیاہ تھے، آنکھیں بھی سیاہ تھیں ۔۔۔ چہرہ گول تھا۔

"فرمائیے جناب! میرا تو مادے پریشانی کے برا حال تھا، میں نے آج تک کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں ۔۔۔ فون کے بل آپ کو ٹھیک آتے ہیں ۔۔۔ غلط تو نہیں آتے؟"

"ہر ماہ شکایت کرتا ہوں، لیکن محکمہ سنتا کب ہے ۔۔۔ بہت زیادہ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

بل آتے ہیں۔"

"آپ کا فون کوئی استعمال کر رہا ہے۔ ایک منٹ ٹھہریں۔"

انھوں نے ایکس چینج کو فون کیا۔ اپنا نام بتایا اور صورتِ حال بتا کر بولے:

"دو تین ماہر اس طرف بھیج دیں، تاکہ معلوم ہو سکے۔ ان کا فون کون چوری کر رہا ہے۔"

"او کے۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور پھر ماہرین آ گئے۔ لیکن وہ موبائل فون تھا۔ تار والا تو تھا نہیں کہ تار کو دیکھتے دیکھتے سُراغ لگایا جا سکتا۔ لیکن سوال تو یہ تھا کہ بغیر تار کا فون کس طرح چرایا جاتا ہے۔ ماہرین کی پیشانی پر پسینہ آ گیا۔

"یہ معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے سر۔ ہمارے ذہن میں ایسا کوئی طریقہ نہیں کہ جس کے ذریعے موبائل فون کو کوئی دوسرا استعمال کر سکے۔"

"تب پھر۔ ہم یہ سُراغ کس طرح لگائیں گے؟" انسپکٹر جمشید نے جھنّا کر کہا۔

"ہم کیا کہ سکتے ہیں۔"

"اپنے سے بڑے ماہرین کو جلد از جلد بھیجیں۔ بہت سنگین معاملہ ہے۔"

"سر! آپ خود جنرل مینجر سے بات کر لیں۔ وُہ ہم پر بگڑیں گے کہ ان کی نیند کیوں خراب کی گئی۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ جائیں۔" یہ کہ کر وُہ فرزانہ کی طرف مُڑے:

"اب کیا کریں؟"

"فون کریں جنرل مینجر کو۔" فرزانہ بولی۔

جنرل مینجر سے بات کی گئی۔ وہ کئی ماہرین کے ساتھ خود دوڑا آیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔

"یہ معاملہ ہماری سمجھ سے باہر ہے جناب۔"

"لیکن ایسا ہو رہا ہے۔ ان صاحب کا فون ایک نامعلوم آدمی استعمال کر رہا ہے، اُس نے خود مجھے اس نمبر سے فون کیا ہے۔ یہ اطلاع بھی آپ کی ایکس چینج کی ہے۔"

"تب پھر اس کا سُراغ صرف اس صورت میں لگ سکتا ہے کہ اب جب اس نامعلوم آدمی کا فون آئے۔ اور ہم اس سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہوں تو شاید کچھ اندازہ لگ سکے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ یہ سیٹ لے جائیں۔ فی الحال انھیں کوئی اور سیٹ دے دیں۔ اور جونہی کوئی بات معلوم ہو۔ مجھے فوراً بتا دیں۔ اور ہاں! فون کرنے والا اپنا نام جن بتاتا ہے۔"

"جی۔ کیا بتاتا ہے؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"جن" وہ بولے۔

"جن ۔ یہ کیا نام ہوا؟"

"جن بھوت نہیں ہوتے؟" وہ بولے۔

"اوہ ۔ وہ والا جن ۔ تو کیا یہ کام کوئی جن کر رہا ہے؟" مینجر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں ۔ لیکن اس نے اپنا نام جن رکھ لیا ہے۔"

"اوہ اچھا۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی ۔ وہ سب چونک اُٹھے۔

"واہ ۔ مسئلہ فوراً ہی حل ہو گیا۔" فرزانہ بولی۔

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ فون اسی کا ہو ۔ یہ فون لیاقت صاحب کے کسی دوست عزیز کا بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"خیر ۔ دیکھتے ہیں۔" یہ کہہ کر مینجر نے بٹن دبا دیا۔

"جن بات کر رہا ہوں۔" دوسری طرف سے ہنس کر کہا گیا۔

"بہت خوب! ہمیں آپ کے فون کا ہی انتظار تھا۔"

"میں نے سوچا ۔ کیوں آپ لوگوں کو انتظار کی زحمت دوں ۔ ماہرین آپ نے بلا لیے ۔ لیجیے میں نے فون بھی کر دیا ۔ اب لگائیے میرا سُراغ۔"

"آخر آپ اس فون کو کس طرح استعمال کر لیتے ہیں؟"

"میں آخر ایک جن ہوں ۔ کیا نہیں کر سکتا ۔ یہ تو بہت معمولی کام ہے۔"

"تو کیا آپ اپنی جنوں والی طاقت سے یہ کام لیتے ہیں؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو اور کیا؟"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"اس وقت تو اس نے بات کسی اور فون سے کی ہے۔" مینجر نے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ آپ کا مطلب ہے ۔ جب وہ اس نمبر کو استعمال کرے گا اور کسی کے نمبر ڈائل کرے گا تو اس وقت آپ کچھ اندازہ کر سکیں گے۔"

"جی ہاں!" اس نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے ۔ آپ سیٹ لے جائیں، لیکن انھیں فوراً ہی دوسرا سیٹ دے دیں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔"

اور وہ وہاں سے لوٹ آئے ۔ اپنے گھر کے پاس آئے تو اب بہت تھوڑا سا مکان باقی رہ گیا تھا ۔ نچلی منزل کی دیواریں چند فٹ رہ گئی تھیں اور آہستہ آہستہ وہ بھی غائب ہوتی جا رہی تھیں۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ارے! یہ دونوں اب تک واپس نہیں آئے۔" انسپکٹر جمشید چونک کر بولے۔

"اس کا مطلب ہے — انھوں نے صرف تعاقب نہیں کیا — ٹانگ بھی اڑا دی ہے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"حالانکہ میں نے منع کیا تھا۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"ہو سکتا ہے — ٹانگ خود بخود اڑ گئی ہو۔"

"ہاں! یہ بھی ہو سکتا ہے — اچھا خیر — فون کے بارے میں تو ہم کوشش کر چکے — اب ذرا اس بدمعاش کا پتا کر لیں — جس نے اس نامعلوم جن کے ماں باپ کو قتل کیا تھا اور اب بہت بڑا آدمی بنا بیٹھا ہے۔"

"اور اس کا سراغ آپ کس طرح لگائیں گے؟"

"یہ میرے لیے ذرا مشکل کام نہیں — آؤ چلیں۔"

وہ کار میں روانہ ہوئے اور جلد ہی ایک پرانے سے مکان کے سامنے رکے — دستک کے جواب میں ایک بوڑھے آدمی نے دروازہ کھولا — پھر چند لمحے تک انسپکٹر جمشید کو گھورتے رہنے کے بعد اس نے کہا:

"اگر میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا رہیں تو آپ انسپکٹر جمشید صاحب ہیں۔"

"آپ نے ٹھیک پہچانا۔"

"کافی مدت بعد دیکھا اور پھر بھی پہچان لیا — ہے نا کمال؟"

"ہاں! واقعی۔" وہ مسکرائے۔

"آئیے اندر — ضرور کوئی خاص بات ہو گی جو آپ کو آنا پڑا — فون میرے ہاں ہے نہیں — ورنہ آپ کو آنے کی زحمت نہ کرنا پڑتی۔"

"ایسی کوئی بات نہیں۔"

وہ انھیں اندر لے آیا — ایک کمرے میں ایک میز اور چار کرسیاں بچھی تھیں — اور بس — اس کمرے میں اور کچھ نہیں تھا —

"فرزانہ یہ امداد بھائی ہیں — اپنے وقت کے مشہور سیاستدان، لیکن انھوں نے کبھی مال اور دولت حاصل کرنے کے لیے سیاست نہیں کی — صرف اور صرف اپنے دین اور ملک کی حفاظت کے نظریے سے سیاست میں رہے — عام طور پر انھوں نے ناکامیاں حاصل کیں، کیونکہ سیاست میں کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے بے تحاشہ دولت کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے — اور وہ ان کے پاس تھی نہیں — لہٰذا یہ ہمیشہ الیکشن ہارتے رہے — کچھ غلط لوگوں نے انھیں الیکشن لڑنے کے لیے دولت دینا چاہی، لیکن انھوں نے کبھی کسی سے کوئی دولت نہ لی — یہاں تک کہ ایک غیر ملک والوں نے بھی انھیں پیش کش

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کی کہ وہ ان کے بل بوتے پر الیکشن لڑیں ، لیکن انھوں نے یہ بھی منظور نہ کیا — ہارنا منظور کیا — اور اب بھی گمنامی کے گوشے میں پڑے ہیں — کسی سے مدد لینا انھیں اب بھی منظور نہیں ، ورنہ میں اور خان رحمان جیسے لوگ ان کی اب بھی مدد کر سکتے ہیں۔"

"شکریہ انسپکٹر صاحب — آپ نے اپنی بچی سے میرا اتنا لمبا چوڑا تعارف کرایا — یہ بتائیں ، آنا کیسے ہوا ہے ؟"

"ایک سیاست دان کے بارے میں معلوم کرنا ہے — کسی زمانے میں وہ بہت بڑا غنڈہ تھا — اس نے ایک مرد اور ایک عورت کو قتل بھی کیا تھا ، لیکن اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر پکڑا نہیں گیا تھا — سنا ہے ، اب وہ بہت بڑا سیاسی لیڈر بن گیا ہے — کیا آپ بتا سکتے ہیں — وہ کون ہے ؟"

"ہاں ! کیوں نہیں — وہ رانا ظاہر ہے۔"

"اوہ !" ان کے منہ سے نکلا۔

"وہ بہت خطرناک ہے — سیاہ ناگ سے زیادہ خطرناک — اس سے بچ کر رہنا انسپکٹر صاحب۔"

"وہ بہت بڑا سیاست دان بن چکا ہے ، یہ بات میں جانتا ہوں ، اس کا تعلق ملک کے بہت بڑے بڑے لوگوں سے ہے ، میں یہ بھی جانتا ہوں — غیر ملکوں سے بھی اس کے تعلقات ہیں ،

لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے ایک مرد اور اس کی بیوی کو کیوں ہلاک کیا ہے ؟"

"اس پر یہ الزام لگایا گیا تھا ، لیکن پولیس نے اسے گرفتار نہیں کیا تھا ، اس لیے کہ اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔"

"اس زمانے میں یہ شخص کہاں رہتا تھا ؟"

"اسی جگہ — جہاں اب رہتا ہے ، لیکن اس وقت وہاں اس کا چھوٹا سا مکان تھا — اب ایک محل ہے۔"

"شکریہ ! آپ سے ہمیں بہت قیمتی معلومات ملیں۔"

"لیکن معاملہ کیا ہے ؟"

"جو مرد اور عورت اس کے ہاتھوں مارے گئے ، ان کا بیٹا اب جوان ہو گیا ہے — وہ رانا ظاہر کی تلاش میں ہے — لیکن ابھی اسے یہ نہیں معلوم کہ وہ رانا ظاہر ہے — صرف یہ معلوم ہے کہ وہ اب ایک بڑا آدمی بن چکا ہے۔"

"میرا خیال ہے ، اسے بھی معلوم ہو چکا ہو گا ، لیکن وہ یہ بات ظاہر نہیں کر رہا ہے ، تاکہ اسے قاتل نہ سمجھا جائے۔"

"کیا مطلب ؟"

"مطلب یہ کہ اگر وہ رانا ظاہر سے انتقام لینے کے لیے اسے مار ڈالے تو کسی کا خیال اس کی طرف نہ جائے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"رانا ظاہر کو ہلاک کرنا اس کے لیے آسان کام نہیں ہو گا — اس کے محل میں غنڈوں کی ایک پوری فوج رہتی ہے۔"

"اچھا شکریہ — آؤ فرزانہ چلیں — ذرا رانا ظاہر سے بھی دو دو باتیں ہو جائیں۔"

"میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا — اس سے نہ ملیں جمشید صاحب۔" امداد بھائی بولے۔

"وہ ہمارے لیے خطرناک ثابت نہیں ہو سکتا، آپ فکر نہ کریں۔"

"نہیں — میرا خیال ہے، وہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

"اللہ مالک ہے۔"

اور پھر وہ وہاں سے رخصت ہوئے — رانا ظاہر کے محل کے بارے میں انھیں معلوم تھا؛ تاہم خطرے کے پیشِ نظر انھوں نے اکرام کو فون کیا، اس کی آواز سنتے ہی بولے:

"میں اور فرزانہ رانا ظاہر کے ہاں جا رہے ہیں۔"

"جی — کیا فرمایا — کس کے ہاں؟" اکرام نے چونک کر کہا۔

"رانا ظاہر کے ہاں۔"

"لیکن کیوں — اس سے آپ کو کیا کام نکل آیا؟"

"کوٹھیوں کے غائب ہونے کے سلسلے میں اس سے کچھ مدد مل سکتی ہے۔"

"میرا مشورہ ہے کہ آپ وہاں نہ جائیں — آئی جی صاحب سے کہہ کر اسے دفتر بلوا لیں۔"

"نہیں بھئی — وہ کوئی ہوّا تو نہیں ہے۔"

"جی ہاں — ہوّا نہیں ہے — لیکن لوگ اسے ہوّا خیال کرتے ہیں۔"

"چھوڑو — ہم جا رہے ہیں — دو گھنٹے تک واپسی نہ ہوئی تو اس کے محل کو گھیر لینا اور پھر کوئی تمھیں کچھ بھی کہے — گھیرا نہ توڑنا — جب تک کہ اسے اُلٹا لٹکا کر ہمارا سُراغ نہ لگا لو۔" انھوں نے کہا۔

"اچھا — آپ اکیلے نہ جائیں — مجھے اور چند ماتحتوں کو ساتھ لے لیں — مان جائیں بات، یہ بہت اہم ہے۔"

"نہیں — میں اور فرزانہ ہی جائیں گے۔"

"کیا مطلب — محمود اور فاروق کا نام نہیں لیا آپ نے؟"

"وہ ایک دوسرے مقام پر کام کر رہے ہیں۔"

"اچھا — آپ کی مرضی — میں جانتا ہوں، اب آپ نہیں رکیں گے — ہم صرف دو گھنٹے تک آپ کا انتظار کریں گے — اس کے بعد محل پر ریڈ کر دیں گے۔"

"بس ٹھیک ہے — میں بھی یہی چاہتا ہوں۔"

"اللہ حافظ۔" اکرام نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

انھوں نے بھی اللہ حافظ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اب ان کا رُخ رانا ظاہر کی کوٹھی کی طرف تھا۔

"ان لوگوں نے ہمیں زیادہ ہی ڈرا دیا۔ تمھیں بھی خوف محسوس ہو رہا ہے نا فرزانہ؟"

"آپ کی موجودگی میں ہم کبھی خوف محسوس نہیں کرتے۔ ہاں جب آپ ساتھ نہ ہوں تو اور بات ہے۔"

"لیکن نہ جانے کیا بات ہے۔ آج میں خوف محسوس کر رہا ہوں۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"نہیں فرزانہ۔ میں مذاق نہیں کر رہا۔"

"تب پھر میرے لیے یہ حد درجے انوکھی خبر ہے۔"

"تم میرے خوف کی کوئی وجہ بتا سکتی ہو؟" وہ بولے۔

"جی۔ کیا مطلب؟" فرزانہ نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ آخر میں خوف زدہ کیوں ہوں؟"

"اوہ ہاں! میں سمجھ گئی۔ آپ رانا ظاہر کے بڑوں سے بھی خوف زدہ نہیں ہو سکتے، آپ شاید اس عمارت کو غائب کر دینے والی ایجاد سے خوف زدہ ہیں۔"

"کچھ کچھ یہ بات بھی ہے فرزانہ۔ لیکن میرا دل کہہ رہا ہے، کوئی اور بات بھی ہے۔"

"تب پھر۔ وہ کوئی اور بات کیا ہو سکتی ہے؟"

"وہ ایک اور بات محمود اور فاروق کے بارے میں ہو سکتی ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اس دوربین والے کا تعلق رانا ظاہر سے تھا اور محمود اور فاروق اس وقت رانا ظاہر کے چنگل میں ہیں۔"

"اوہ نہیں۔" فرزانہ بولی۔

عین اس وقت انسپکٹر جمشید نے بریک لگائے۔ ان کی نظریں سڑک پر پڑی ایک چیز پر جم گئیں۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

گڑیا

محمود اور فاروق نے دیکھا — ان کے چاروں طرف غنڈے ہی غنڈے تھے :

" ہائیں — کیا غنڈوں کی پوری فوج جمع کر رکھی ہے یہاں ۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

غنڈے ان کی طرف بڑھے — یوں وہ خالی ہاتھ تھے — ان میں سے کسی کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار نہیں تھا ۔

" دیکھا بھائی صاحب — بہت نازک ہیں ہم ، کہیں سے ٹوٹ پھوٹ گئے نا تو بُری طرح پیش آئیں گے ۔" فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا ۔

" عجیب احمق ہو — جب ٹوٹ پھوٹ جائیں گے تو بُری طرح کیسے پیش آئیں گے ۔"

" بھئی ہمارے والد پیش آئیں گے بُری طرح — ہم تو انھیں بُری طرح پیش آتے ہوئے صرف دیکھیں گے ، کیونکہ ٹوٹے پھوٹے

پڑے ہوں گے ۔"

غنڈے ان کے نزدیک آ گئے — وہ ایک دائرے کی صورت میں آگے آئے تھے — دونوں نے فوراً ایک ہائی جمپ لگائی اور ان کے دائرے سے باہر نکل آئے :

" ہم اگر چاہیں تو اس وقت یہاں سے نو دو گیارہ ہو سکتے ہیں ، لیکن افسوس ہم ایسا نہیں کر سکتے — اس لیے کہ ہم دانا ظاہر صاحب سے ملاقات کیے بغیر نہیں جائیں گے ۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

غنڈے بھنّا کر ان کی طرف پلٹے :

" یہ اس طرح قابو میں نہیں آئیں گے — ان کی مرمت کرنا ہو گی ۔"

" بالکل ٹھیک — ہم بھی اپنے اندر مرمت کی ضرورت محسوس کر رہے تھے ، آپ کا شکریہ ۔"

" مارو انھیں ۔" کسی نے کہا۔

" آخر ہم نے کیا کیا ہے — ہم تو صرف دانا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتے تھے — ان کے ملازم اڑ گئے ، بدتمیزی پر اتر آئے — حالانکہ اُتر آنے کے لیے صرف ایک بدتمیزی ہی تو نہیں ہوتی — وہ ادھار کھانے پر اُتر آ سکتے تھے — بلکہ اُتر جا سکتے تھے ۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"یار کیا اوٹ پٹانگ باتیں کر رہے ہو تم" محمود نے جھنجھلا کر کہا۔

"ان حالات میں ان سے زیادہ کام کی باتیں میں نہیں
ر سکتا — لہٰذا باتیں کرنے کا چارج تم سنبھالو — مہمت میں کرا
تا ہوں" فاروق نے منہ بنایا۔

اُسی وقت غنڈوں نے ہر طرف سے ان پر حملہ کر دیا — وہ
ے پھدکنے — اُچھلنے — کودنے — اور دائیں بائیں جھکائیاں دینے،
ہیں یہ کہ غنڈے کوشش کے باوجود پندرہ منٹ تک انھیں ہاتھ
ے نہ لگا سکے اور اس دوران واقعی اگر وہ چاہتے تو بھاگ
تے تھے —

"بس کرو نالائقو — دیکھ لیں ہیں نے تمھاری پھرتیاں تمھاری
ں فوج سے تو یہ کہیں بہتر ہے کہ میں ان دونوں کو ملازم
ر لوں — اب انھیں اندر لے آؤ — آج مجھے اپنا اصول توڑنا
ا رہا ہے — میں وقت دیے بغیر ان سے ملوں گا"

انھوں نے ہاتھ پیر ڈھیلے چھوڑ دیے —

"چلو بھائی — تم تو ہمارے بھی گرو نکلے — کیا کھاتے ہو؟"
ے غنڈے نے مسکرا کر کہا۔

"جو مل جائے، کھا لیتے ہیں، ہم نے یہ فکر کبھی نہیں کی کہ
انے کو کیا مل رہا ہے اور کیا نہیں"

"ہو کس کھیت کی مولی؟"

"انسپکٹر جمشید کے کھیت کی مولیاں ہیں" فاروق نے بُرا
مانے بغیر کہا۔

"کک — کیا کہا — انسپکٹر جمشید — ارے باپ رے — ہم
بھی کہیں — آج ہمارا مقابلہ آخر ہو کس سے گیا ہے — اب
سمجھ آئی — آپ محمود اور فاروق ہیں"

"ہم تو اپنے کارڈ پہلے دو ملازمین کو بھی دے رہے تھے،
لیکن وہ کوئی بات سُننے پر تیار ہی نہیں تھے"

"یہ ان کی غلطی تھی — اس کی سزا انھیں رانا صاحب ضرور
دیں گے"

"اب اس کی کیا ضرورت رہ گئی — سزا تو بے چاروں کو
مل گئی ہے"

"بہت خوب! اب ان کے لیے ہمدردی بھی محسوس کر
رہے ہیں"

"کیا کیا جائے — آخر انسان ہیں ہم بھی"

اور پھر انھیں ایک عالی شان کمرے میں لایا گیا — یہاں
رانا ظاہر کسی بادشاہ کی طرح ایک تخت پر بیٹھا تھا —

"بیٹھ جاؤ — اور بتاؤ — کیا چاہتے ہو؟" رانا ظاہر کا لہجہ
خراب تھا —

"جن نے آج ہمارا گھر غائب کر دیا — آپ کا ایک ملازم

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کار میں بیٹھا دُوربین ہاتھ میں لیے اس ساری کارروائی کا جائزہ لے رہا تھا — ہم نے انھیں دیکھ لیا اور تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آ گئے — ہم جاننا چاہتے ہیں — آپ کو ہمارے گھر کی نگرانی کرانے کی کیا ضرورت تھی؟"

" اسے ایسی سزا دوں گا کہ یاد کرے گا۔"

" کس کی بات کر رہے ہیں؟"

" جس کو نگرانی کے لیے بھیجا تھا — کم بخت کا پتا تک نہیں چلا کہ اس کا تعاقب بھی کیا جا رہا ہے۔"

" اس کی وجہ یہ ہے کہ تعاقب کرنے والے ہم تھے۔"

" اچھا خیر — اب آپ کیا چاہتے ہیں؟"

" وجہ بتائیں؟"

" آئیے میں آپ کو وجہ بتاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا —

" کیا مطلب — وجہ بتانے کے لیے کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے، یہیں بتا دیں۔"

" نہیں — ایک چیز دکھانا ہو گی۔"

دونوں نے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا، پھر محمود نے کہا۔

" کوئی چال اگر آپ چلنے کے موڈ میں ہیں — تو اس چال کا نقصان آپ کو ہو گا — پھر نہ کہیے گا۔"

" اچھا نہیں کہوں گا۔" رانا نے منہ بنایا۔

وہ ایک لمبے قد کا بھاری بھر کم آدمی تھا — اور اس کی آواز بھی بہت بھاری تھی — رنگ سیاہ تھا — کوئی حبشی لگتا تھا — وہ انھیں ایک الگ کمرے میں لے آیا —

" میں یہ بات دوسروں کے سامنے نہیں بتا سکتا تھا۔"

" کیا بات؟"

" خان رحمان صاحب کی کوٹھی کل اڑا لی گئی — آج رات آپ کی باری ہے — یہ بات مجھے جن نے بتائی تھی۔"

" کیا کہا — جن آپ کو فون کر چکا ہے۔"

" ہاں! بالکل — اور اس کی تیسری دھمکی میرے بارے میں تھی — یعنی اگلی رات میری کوٹھی اڑا لی جائے گی — میں نے یہ جاننے کے لیے کہ آپ کا مکان غائب ہوتا ہے یا نہیں — اس آدمی کو بھیج دیا تھا — میں نے سوچا تھا — اگر اس جن کے بچے نے آپ جیسوں کا مکان غائب کر دیا تو میں کیا ہوں — لہٰذا اس کا مطالبہ مان لوں گا۔"

" تو کیا اس نے کوئی مطالبہ بھی کیا ہے؟"

" ابھی تک نہیں — لیکن ظاہر ہے — ایسے لوگ کوئی مطالبہ ہی کرتے ہیں۔"

" ہوں! خیر — آپ نے ہمیں اصل بات بتا کر اچھا کیا —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اب ہمیں اجازت دیں — ہمارا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں — شکریہ!"

"ایسی بھی کیا جلدی — آپ کم از کم چائے تو پی کر جائیں۔"

"ہمیں عادت نہیں۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

جونہی وہ باہر نکلے — انسپکٹر جمشید اور فرزانہ پر ان کی نظر پڑی:

"خیر تو ہے — یہاں تمہارا رومال پڑا ملا ہے۔"

"جی بس — ذرا لڑائی بھڑائی پر تل گئے تھے یہ لوگ۔"

"کون رانا ظاہر؟" وہ چونکے۔

"جی ہاں!"

"آؤ — میں اس سے نبٹ لوں گا۔" انھوں نے سرد آواز میں کہا۔

"لیکن اب تو معاملہ ختم ہو گیا ہے — ہم ان سے بات کر چکے ہیں۔"

"کیا کہتا ہے یہ؟"

محمود نے اس کی بتائی ہوئی بات انھیں سنا دی —

"ہوں! لیکن مجھے بھی اس سے چند سوال کرنا ہیں۔"

محمود نے ایک بار پھر دستک دی — ایک بار پھر اسی غنڈے نے دروازہ کھولا اور انھیں دیکھ کر حیران رہ گیا:

"ابھی ابھی تو آپ گئے ہیں۔"

"ہاں! یہ ہمارے والد صاحب ہیں، انھیں بھی ان سے کچھ ضروری بات کرنا ہے — آپ فوراً انھیں اطلاع دیں۔" محمود نے کہا۔

اب اس نے چوں بھی نہ کی اور اندر کی طرف دوڑ گیا — فوراً اس کی واپسی ہوئی:

"چلیے رانا صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔"

وہ اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور اسی کمرے میں آئے، رانا ظاہر تخت کی پشت سے کمر لگائے بیٹھا تھا — اس نے ان پر ایک نظر ڈالی اور بولا:

"آئیے انسپکٹر صاحب، فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں، ویسے یہ آپ کے بچے حیرت انگیز ہیں۔"

"جی ہاں! یہ مجھے بھی حیران کرتے رہتے ہیں۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"واہ! کیا لڑنے کا انداز ہے۔" اس نے اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

محمود نے برا سا منہ بنایا — شاید اس لیے کہ اس نے اس کے انداز میں ران پر ہاتھ مارا تھا —

"ایک نامعلوم شخص — جو خود کو جن کہتا ہے — اور جس نے شہر کی دو کوٹھیوں کو اس طرح غائب کر دیا ہے، جیسے واقعی کوئی جن اٹھا لے گیا ہے — اور اب وہ آپ کے محل پر نظریں جما کے بیٹھا ہے — سنا ہے، آج رات اس کا پروگرام

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آپ کی کوٹھی اڑانے کا ہے۔"

"ہاں! اس نے یہی دھمکی دی ہے۔"

"اس نے آپ سے کوئی مطالبہ تو نہیں کیا؟"

"نہیں، اس کا کہنا ہے۔ چونکہ اسے مجھ سے انتقام لینا ہے، اس لیے وہ کوئی سودے بازی نہیں کرے گا۔ سودے بازی ہوگی دوسروں سے۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"لیکن آپ تو بہت بے فکر بیٹھے ہیں۔"

"اس کوٹھی کی میرے نزدیک کیا اہمیت۔ میں اور کئی کوٹھیوں کا مالک ہوں۔ ان میں سے کسی میں جا کر رہ لوں گا۔"

"وہ ان کوٹھیوں کو بھی غائب کر دے گا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

اس نے ایک قہقہہ لگایا۔

"یہ قہقہہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"وہ کوٹھیاں کہاں ہیں۔ یہ کسی کو نہیں معلوم۔"

"اس کے الزام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

"کیسا الزام؟" اس نے منہ بنایا۔

"اس نے ماں باپ کو قتل کرنے کا الزام۔"

"وہ سامنے آئے اور مجھ پر مقدمہ درج کرائے، عدالت میں مجھ پر جرم ثابت کر دے۔ اور بس۔" اس نے بے فکری کے

"بات تو معقول ہے۔ تو کیا آپ نے اس کے ماں باپ کو قتل نہیں کیا تھا؟"

"ایسی کوئی بات نہیں۔"

"خیر! ہم اسے یہی مشورہ دیں گے۔ جو آپ نے کہا ہے۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

"اس لیے کہ آپ جانتے ہیں۔ اب وہ سامنے نہیں آئے گا، خود جرم کر چکا ہے۔"

"یہ اس کا معاملہ ہے۔ میرا نہیں۔"

"اچھا! اب ہم چلیں گے۔ آج رات سے پہلے اگر ہم نے اسے گرفتار کر لیا تو ٹھیک۔ ورنہ آپ کی کوٹھی بھی گئی کام سے۔"

"آپ تو اپنا مکان نہیں بچا سکے۔ میری کوٹھی کیا بچائیں گے۔"

"خیر۔ آپ کو کون سا اس کی پروا ہے۔"

"وہ اور بات ہے۔" اس نے منہ بنایا۔

"اچھا۔ آپ ان کوٹھیوں کا پتا ہمیں تو دے سکتے ہیں۔"

"تاکہ آپ سے وہ جن معلوم کر لے۔ نہ بابا۔ میں نہیں بتاؤں گا آپ کو۔ ہاں آپ ان کے غائب نہ ہونے کی گارنٹی دے دیں۔ کہ اگر ان میں سے کوئی غائب ہو گئی تو آپ ان کی قیمت مجھے ادا کریں گے تو میں پتے نوٹ کرا دیتا ہوں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"جی نہیں ۔ میں کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔"

"تب پھر میں پتے نہیں دے سکتا۔"

"اوکے ۔ آؤ بھئی چلیں۔"

اور وہ باہر نکل آئے ۔ کار میں بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید نے اکرام کے نمبر ملائے ۔

"اکرام ! یار وہ تو ذرا بھی خطرناک ثابت نہیں ہوا۔"

"آپ کا مطلب ہے ۔ رانا ظاہر۔"

"ہاں !" وہ بولے۔

"اس بات پر مجھے بھی حیرت ہے ۔ خیر ۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟"

"اس کی نگرانی ۔ آج رات جن اس کی کوٹھی کو غائب کرے گا ۔ اور وہ کہیں اور چلا جائے گا ۔ بس میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں جاتا ہے۔"

"یہ کیا مشکل کام ہے ۔ میں اسی وقت سادہ لباس والے مقرر کر دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" وہ بولے۔

اب وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے ، پھر خیال آیا ۔ گھر اب کہاں رہا ۔ باقی لوگ بیگم شیرازی کے ہاں تھے ۔ لہٰذا انھوں نے تجربہ گاہ کا رخ کیا ۔ ابھی تک انھوں نے اغوا

کا سراغ لگانے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی تھی ۔ اب فرصت ملی تو تجربہ گاہ پہنچے ۔ ایک ایک چیز کا بغور جائزہ لیا ، لیکن کوئی ایسی چیز نہ ملی ۔ جس سے اغوا کرنے والے کا سراغ مل سکتا۔

"اس بار کا مجرم بہت زیادہ ہوشیار ہے ۔ کہیں ہمیں ناکوں چنے نہ چبوا دے۔"

"اگر اس نے ہمیں ناکوں چنے چبوائے تو ہم بھی اسے لوہے کے چنے چبوا دیں گے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

عین اس وقت موبائل فون کی گھنٹی بجی ۔ انھوں نے فوراً اسے آن کیا ۔

"جمشید ! تم کہاں ہو ۔ فوراً دفتر پہنچو۔"

"خیر تو ہے سر ۔ ہم اس وقت پروفیسر صاحب کی تجربہ گاہ میں ہیں ۔ آخر ہمیں ان کا بھی تو سراغ لگانا ہو گا۔"

"اوہ ہاں ! لیکن پہلے تم ادھر آ جاؤ۔"

"بات کیا ہے سر؟"

"وزیرِ داخلہ کے سیکرٹری صاحب کو جن کی طرف سے پیغام ملا ہے ۔ آج رات ان کی کوٹھی غائب ہو جائے گی۔"

"نن ۔ نہیں۔" وہ ہکلائے۔

"اور مزے کی بات ۔ وہ کوئی مطالبہ بھی کرنے کو تیار نہیں،

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

یا تو وہ کچھ رقم لے کر ایسا کرنے سے باز آنے کا ارادہ رکھتا ہو۔"

"تب پھر سر! ہم آ کر کیا کریں گے — ہمیں یہیں کام کرنے دیں۔"

"سمجھنے کی کوشش کرو — سیکرٹری صاحب بہت گھبرائے ہوئے ہیں — انھوں نے ابھی ابھی تو اپنی نئی کوٹھی بنوائی ہے۔"

"ہوں! خیر — میں آ رہا ہوں — لیکن پروفیسر داؤد کی گم شدگی کا سُراغ لگانا بھی ضروری ہے — ہم اس جن والے کیس میں ان کی مدد کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔"

"بس تم ایک بار آ کر انھیں تسلّی دے جاؤ۔"

"افسوس! میں کس طرح تسلّی دے سکتا ہوں — میں تو اپنا گھر نہیں بچا سکا۔"

"بھئی میں جو کہہ رہا ہوں کر آ جاؤ۔"

"آپ اس وقت کہاں ہیں؟"

"ان کی کوٹھی میں ہی۔"

"بہت بہتر — ہم آ رہے ہیں۔"

فون بند کر کے وہ ان کی طرف مُڑے:

"اب جانا ہوگا۔"

"چلیے — یہاں پھر آ کر کام شروع کر لیں گے۔"

وہ باہر نکلنے کے لیے مُڑے ہی تھے کہ فرزانہ زور سے چونکی:

"اوہو — یہ کیا!"

"چلو شکر ہے — کوئی اوہو تو سُنائی دیا۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"خاموش! کہیں یہ اوہو اس کے ذہن سے نکل نہ جائے" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"فکر نہ کرو بھئی — اس کا دماغ ہے — کوئی چھلنی نہیں ہے۔"

"جلدی کہو فرزانہ — کیا بات ہے؟"

"ایک عجیب ترین بات۔"

"ارے تو بتاؤ نا — اتنی دیر میں اگر وہ عجیب نہ رہ گئی تو۔" فاروق نے جھلّا کر کہا۔

فرزانہ نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا، پھر آتش دان کی طرف بڑھنے لگی:

"آپ اس گڑیا کو دیکھ رہے ہیں؟"

"ہم آنکھیں گھر رکھ کر نہیں آئے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"شائستہ کبھی بھی گڑیا سے نہیں کھیلتی۔"

"کیا!!!"

"اور نہ پروفیسر انکل شائستہ کو ایسی چیز سے کھیلنے دیتے ہیں، نہ میری اور شائستہ کی عمر ایسی ہے کہ ہم گڑیا سے کھیلیں — نہ ہم نے آج تک تجربہ گاہ میں کبھی کوئی گڑیا دیکھی۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اوہ اوہ!" اُن کے منہ سے نکلا۔

"دو اوہ آپ لوگوں کے منہ سے نکلے ہیں — اس کا مطلب ہے — میری بات میں وزن ہے۔"

"ایسا ویسا وزن — ہزاروں من وزن کہو۔" انسپکٹر جمشید پُرجوش انداز میں بولے۔

"ارے باپ رے — اس قدر وزن سے تو میں بالکل ہی دب کر رہ جاؤں گا۔"

"اب سوال یہ ہے کہ یہ گڑیا یہاں کس نے رکھی اور کیوں؟" محمود بولا۔

"ٹھہرو!" انسپکٹر جمشید نے کہا اور گڑیا کی طرف بڑھنے لگے۔

"ابا جان! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"لیجیے ابا جان — اس کی بہادری ملاحظہ فرمائیے — گڑیا سے ڈر رہی ہے۔"

"ہو سکتا ہے — اس میں کوئی بم ہو۔"

"یا پھر کوئی اور بات ہو۔"

"دیکھا جائے گا۔" انھوں نے منہ بنایا اور آتش دان کے نزدیک پہنچ گئے — جونہی انھوں نے گڑیا کو اُٹھانے کے لیے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا — گڑیا آتش دان کے ایک سرے کی طرف سرک گئی —

وہ دھک سے رہ گئے —

"ارے باپ رے — جج — جادو کی گڑیا۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"جج — جادو کی نہیں — اللہ دین کے جن کی گڑیا۔" فاروق بولا۔

"تم تو خاموش رہو — ذرا چپ نہیں رہ سکتے۔" فرزانہ جل گئی۔

انسپکٹر جمشید ایک قدم آگے بڑھے اور پھر گڑیا کی طرف ہاتھ بڑھایا — اس بار وہ آتش دان سے سرکی تو نیچے جا گری — یہ دیکھ کر فرزانہ فوراً اس کی طرف بڑھی — اور اسی کو اٹھانے کے لیے جھکی، لیکن وہ تیزی سے پھسل کر کمرے کے دوسرے کونے میں چلی گئی —

"یہ — یہ گڑیا ہے یا چھلاوہ۔"

"آؤ — مل کر اسے پکڑتے ہیں۔"

انسپکٹر جمشید نے کہا اور گڑیا کی طرف چھلانگ لگا دی —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

مطالبہ

PkPdf.Blogspot.Com

یہ چھلانگ اگر انھوں نے کسی انسان پر یا تیز ترین کسی جانور پر لگائی ہوتی تو وہ ان کی گرفت میں آنے سے بچ نہیں سکتا تھا ۔ لیکن گڑیا صاف نکل گئی اور کمرے کے دوسرے سرے پر نظر آئی ۔

محمود ، فاروق اور فرزانہ نے ان کی پیشانی پر پسینہ چمکتے دیکھا ۔ ایسے میں انھوں نے کہا :

" محمود ۔ تم اسے پکڑنے کی کوشش کرو ۔ فاروق ۔ فرزانہ تم میرے ساتھ آ کر کھڑے ہو جاؤ ۔"

" جی بہتر !" وہ بولے ۔

وہ دونوں ان کے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے ۔ محمود نے گڑیا کو پکڑنے کے لیے بھاگ دوڑ شروع کی ۔ انسپکٹر جمشید بغور گڑیا کی حرکات کو دیکھتے رہے ۔ پھر وہ خاموشی سے آگے بڑھے ۔ انھوں نے محمود کو اشارہ کیا ۔ کہ کس طرف سے

گڑیا کی طرف آنا ہے ۔ خود وہ اس جگہ کھڑے ہو گئے ۔ جس جگہ گڑیا نے محمود کی حرکت کے نتیجے میں آنا تھا ۔

محمود گڑیا کو پکڑنے کے لیے جونہی آگے بڑھا ، وہ اسے پکڑنے کے لیے تیار ہو گئے ، لیکن یہ دیکھ کر وہ دھک سے رہ گئے ۔ کہ گڑیا نے اس بار اس سمت میں دوڑ نہیں لگائی تھی ۔ اب وہ دوسری طرف چلی گئی تھی ۔

" اُف میرے مالک ۔ یہ کیسی گڑیا ہے ؟"

" جن کی گڑیا ۔" فاروق کے منہ سے نکلا ۔

" اب ہم چاروں مل کر چار سمتوں سے اس کی طرف بڑھیں گے ۔ آؤ ۔" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا ۔

اب وہ چاروں گڑیا کو پکڑنے کے لیے بڑھے ۔ اس بار ان کی حیرت اس قدر بڑھی کہ کیا بتائیں ۔ گڑیا اوپر کی طرف اچھلی اور آتش دان پر جا کر ٹک گئی ۔ انھیں یوں لگا جیسے وہ ان کا مذاق اڑا رہی ہو ۔

" محمود ۔ یہاں سے تیسرے کمرے میں پروفیسر داؤد نے ایک جال رکھا ہوا ہے ۔ جو ان کے مختلف تجربات میں کام آتا ہے ۔ ذرا وہ اٹھا لاؤ ۔"

" جی اچھا ۔"

جلد ہی محمود جال اٹھا لایا ۔ انھوں نے چاروں طرف

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سے جال کو پکڑا اور گڑیا کے نزدیک ہوتے بغیر جال لے کر آگے بڑھے ۔ اس بات کا وہ اندازہ لگا چکے تھے کہ گڑیا صرف اس وقت حرکت کرتی ہے ، جب اس کی طرف بڑھا جائے ۔ آہستہ آہستہ جال اس کے نزدیک آتا چلا گیا ۔ یہاں تک کہ انھوں نے اس پر جال دے مارا ۔ گڑیا جال میں آ گئی ۔

" وہ مارا ۔ آخر ہم نے اس کو پکڑ لیا " فاروق نے خوش ہو کر کہا ۔

" ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا "

یہ کہہ کر انسپکٹر جمشید نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ۔ دوسرا لمحہ حیران کن تھا ۔ گڑیا تیر کی طرح جال سے نکل کر کمرے کے دوسرے سرے کی طرف چلی گئی ۔ انھوں نے دیکھا ۔ جال میں ایک بڑا سوراخ ہو چکا تھا ۔

" دھت تیرے کی " محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا ۔

" اب تو مجھے اس گڑیا سے خوف محسوس ہونے لگا ہے ۔ آؤ چلیں "

" آپ کا مطلب ہے ۔ گڑیا کا خیال دل سے نکال دیں "

" نہیں ۔ فی الحال ہم کمرے کو بند کر کے باہر سے تالا لگا دیتے ہیں ۔ پھر آ کر اس کو پکڑنے کی کوشش کریں گے "

" جی بہتر "

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی ۔

" اوہ ! یہ ضرور آئی جی صاحب کا فون ہو گا " یہ کہہ کر انھوں نے بٹن دبا دیا ۔

" جمشید ۔ ابھی تم یہیں ہو ۔ حیرت ہے ۔ افسوس ہے "

" اوہ ! آپ نہیں جانتے ۔ ہمارے ساتھ ایک انوکھا واقعہ پیش آیا ہے ۔ ہمارے تو ذہنوں سے ہی نکل گیا تھا کہ ہمیں سیکرٹری صاحب کے ہاں پہنچنا ہے ۔ خیر ہم ابھی اور اسی وقت روانہ ہو رہے ہیں ۔ آپ پریشان نہ ہوں "

اور وہ سیکرٹری صاحب کی کوٹھی پہنچ گئے ۔ کوٹھی کیا تھی ، ایک بہت بڑا عالی شان محل تھا ۔ اس محل کو دیکھ کر وہ مسکرا دیے :

" اس کے لیے اگر سیکرٹری صاحب پریشان ہیں تو ٹھیک ہی پریشان ہیں ۔ یہ جن بھی عجیب ستم ظریف واقع ہوا ہے ۔ کوٹھیاں بھی وہ چن رہا ہے ۔ جو شہر میں سب سے زیادہ قیمتی ہیں "

" لیکن خان رحمان کی کوٹھی اور ہمارا گھر تو اتنے قیمتی نہیں تھے " فاروق بولا ۔

" ان پر تو اس نے تجربہ کر کے دیکھا تھا " وہ مسکرائے ۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

وہ اندر داخل ہوئے — سیکرٹری صاحب کا نام جہاں خان تھا، وہ بے چینی کے عالم میں اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ٹہل رہے تھے — انھیں دیکھتے ہی بولے:

"آپ آئے تو — میرا خیال تھا — آپ نہیں آئیں گے۔" انھوں نے غصّے میں آ کر کہا۔

"ایسی بات نہیں سر — ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آ گیا ہے — ورنہ، ہم یہاں آدھ گھنٹا پہلے پہنچ چکے تھے۔"

"خیر — اب سُنیں، اس جن کے بچے نے کہا ہے کہ آج رات میرا یہ محل غائب ہو جائے گا — لیکن میں یہ بات برداشت نہیں کر سکتا — وہ کسی قسم کا سودا کرنے کے لیے بھی تیار نہیں — ورنہ میں تو کوئی بڑی رقم دے کر بھی پیچھا چھڑا لیتا — اب یہ آپ کی ذمے داری ہے — میرے محل کو غائب نہ ہونے دیں۔"

"معاف کیجیے گا جناب — میں تو اپنا مکان نہیں بچا سکا اور نہ اپنے دوست خان رحمان کا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔"

"ہم اپنی کوشش ضرور کریں گے — کامیابی اور ناکامی اللہ کے ہاتھ ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا — میں جب صبح اٹھوں تو میرا محل اسی جگہ پر موجود ہونا چاہیے۔"

"میں کہہ چکا ہوں — اپنی پوری کوشش کریں گے۔" انھوں نے منہ بنا کر کہا۔

"اور یہ آپ نے منہ کیوں بنایا؟" انھوں نے تلملا کر کہا۔

"اس لیے کہ ایک بات میرے بس میں نہیں — اور آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کچھ نہیں جانتے۔"

"ہاں: میں کچھ نہیں جانتا۔"

"بات ہے بھی یہی۔" انھوں نے جل کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چلّائے۔

"یہ کہ آپ کچھ نہیں جانتے۔"

"انسپکٹر جمشید آپ ہوش میں تو ہیں۔"

"بالکل جناب — میں نے تو آپ کے الفاظ دہرائے ہیں۔" وہ بولے —

"جمشید — خدا کے لیے۔" آئی جی بولے۔

"آپ خود غور فرمائیں — شہر میں دو عمارتیں غائب ہو چکی ہیں — آج رات اس نے دو اور غائب کرنے کا دعویٰ کیا ہے — جب تک ہم اس کا سُراغ نہیں لگا لیتے یا اس ایجاد کا توڑ دریافت نہیں کر لیتے — اس وقت تک کیا کیا جا سکتا ہے — ارے ہاں — یاد آیا — ایک ترکیب آپ کا محل بچا سکتی ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا مطلب؟"

"آپ اس پر پیتل کا خول چڑھوا لیں۔"

"کیا مطلب" انھوں نے جل بھن کر کہا۔

"اس کی ایجاد پیتل پر اثر نہیں کرتی۔"

"اوہ! لیکن اتنے بڑے محل پر خول کس طرح چڑھوایا جا سکتا ہے؟"

"یہ بتانا میرا کام نہیں۔"

"ایسا نہیں ہو سکتا — خول نہیں چڑھوایا جا سکتا۔"

"تب پھر ہم اپنی کوشش کریں گے۔"

سیکرٹری صاحب نے منہ پھلا لیا اور وہ باہر نکل آئے — ان کے پیچھے آئی جی صاحب چلے آئے۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا جمشید — انھیں ناراض کر دیا — ان کے تعلقات انشارجہ سے بہت گہرے ہیں — اگر یہ صدر صاحب سے کہہ دیں کہ تمھیں معطل کر دیں، تو صدر صاحب بھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

"پروا نہیں۔" وہ بولے۔

"لیکن مجھے پروا ہے — اس جن والے کیس سے کون نبٹ سکے گا پھر؟"

"ہم ہی نبٹیں گے — معطل ہونے کے باوجود کام جاری رکھیں

گے۔" وہ بولے۔

"لیکن اس صورت میں تمھیں آسانیاں حاصل نہیں ہوں گی۔"

"دیکھا جائے گا۔"

"اب تم کہاں جاؤ گے؟"

"پروفیسر صاحب کی تجربہ گاہ — وہاں بھی ایک مسئلہ درپیش ہے۔"

"اچھا — رپورٹ دیتے رہنا — تاکہ میں خبردار رہوں۔"

"جی بہتر۔"

اور وہ تجربہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے — جونہی انھوں نے کمرے کا دروازہ کھولا — دھک سے رہ گئے —

گڑیا کمرے میں نہیں تھی — جب کہ دروازہ اسی طرح بند تھا اور گڑیا کے نکلنے کا کوئی راستا نہیں تھا — روشن دانوں پر جالیاں لگی تھیں — جالیاں درست حالت میں تھیں — اور دروازہ باہر سے اسی طرح بند ملا تھا —

"حیرت ہے — گڑیا کہاں گئی؟"

"جن نے اس کو واپس بلا لیا۔" فاروق بولا۔

"کیا مطلب؟" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"جن نے اس کو یہاں ہماری نگرانی کے لیے مقرر کیا تھا۔ جب ہم نے اس کی حقیقت جان لی تو اس نے اس کو واپس بلا لیا۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"لیکن کیسے؟"

"بھاپ بنا کر — جو جن عمارات کو بھاپ بنا کر اڑا دیتا ہو، اس کے لیے ایک گڑیا کو اڑا دینا کیا مشکل ہے۔"

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے فاروق کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جی کیا فرمایا — میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"یار کوئی ٹھیک کہنے پر بھی اس طرح بوکھلاتا ہے۔"

"مم — میرا مطلب ہے — میں تو مذاق کر رہا تھا۔"

"اچھا، کر رہے ہوگے مذاق — لیکن بات ہے یہی — گڑیا اڑ گئی۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"چلو چھٹی ہوئی — ہم اس گڑیا کا راز بھی نہ معلوم کر سکے — افسوس۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اور آج رات دو کوٹھیاں غائب ہو جائیں گی۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"دو کون سی — صرف جہاں خان صاحب والی کوٹھی کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔"

"عقل کے ناخن لو — کیا یہ ضروری ہے کہ وہ ایک رات میں صرف ایک کوٹھی ہی غائب کر سکتا ہے — آخر وہ الہ دین

کے جن کا چراغ ہے۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"بس رہنے دو — وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہے۔" محمود نے اسے گھورا۔

خان رحمان ہنس پڑے، پھر بولے:

"ایسا معلوم ہوتا ہے — اس کیس میں ہمیں کسی اور سائنس دان کی مدد لینا پڑے گی۔"

"ارے ہاں! بہت خوب — تو پھر پروفیسر غالب کو بلا لیتے ہیں۔" وہ بولے۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔"

"میں ابھی فون کرتا ہوں — مم — مگر۔" وہ ہکلائے۔

"یہ فون کرنے کے سلسلے میں مگر کہاں سے نکل آیا؟"

"اسے ہمارے ہر پروگرام کا علم ہو جاتا ہے — پہلے اس کا علاج کرنا پڑے گا۔"

"بلائیے پھر کسی ڈاکٹر کو۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا کہہ رہے ہو بھئی؟" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہم نے ابھی لیاقت خان سے ملاقات نہیں کی — آخر اس کا فون یہ جن کس طرح استعمال کر لیتا ہے۔"

"ملاقات کرنے میں کیا خرچ آتا ہے — ابھی کر لیتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پتا انھیں معلوم تھا — لہٰذا وہ آسانی سے لیاقت خان کے گھر تک پہنچ گئے — دستک دی تو لیاقت خان خود باہر نکلا، وہ ایک نوجوان آدمی تھا — اس کے چہرے پر چھوٹی سی ڈاڑھی تھی — بال سیاہ تھے — ناک طوطے جیسی — وہ انھیں کچھ عجیب سا آدمی لگا —

" فرمائیے ! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔

" آپ کے پاس موبائل فون ہے ؟"

" ہاں ہے — تو پھر ؟"

" اس سلسلے میں کچھ بات کرنا ہے ، لیکن باہر کھڑے رہ کر تو ہو نہیں سکتی"۔ انھوں نے جل کر کہا۔

" آئیے"۔ اس نے بھی ناخوش گوار انداز میں کہا۔

اور وہ انھیں اندر ایک کمرے میں لے آیا — اس میں ہر طرف چیزیں بکھری پڑی تھیں — یوں لگتا تھا جیسے — بے ترتیب سا آدمی ہو — اس کمرے میں ایک چارپائی اور دو کرسیاں بھی تھیں — وہ ان پر بیٹھ گئے —

" آپ کیا کام کرتے ہیں ؟"

" آپ کیا چاہتے ہیں — پہلے یہ بتائیں"۔ اس نے بھنّا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید نے اپنا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا — کارڈ پڑھ کر اس کی آنکھوں میں خوف پھیل گیا —

" فرمائیے — کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟" پہلی بار وہ نرم لہجے میں بولا۔

" آپ کے پاس جو موبائل فون ہے — وہ کہاں ہے ؟"

" مجھ سے کسی نے خرید لیا تھا — میں ان دنوں بے کار ہوں — پیسوں کی ضرورت تھی — لہٰذا میں نے وہ بیچ دیا — پہلے میرے حالات بہت اچھے تھے"۔

آپ کیا کرتے ہیں ؟"

" چھوٹا موٹا سائنس دان ہوں"۔

" کیا کہا — آپ سائنس دان ہیں ؟"

ں ! کوئی چھوٹی موٹی چیز اگر ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہوں تو کسی فرم کو وہ ایجاد بیچ دیتا ہوں — اس طرح میرا کام چلتا ہے"۔

" اوہ اچھا — اس کا مطلب ہے — کافی مدّت سے آپ نے کوئی چیز ایجاد نہیں کی"۔ فرزانہ بول اٹھی۔

" جی ہاں ! یہی بات ہے"۔

" اچھا ! آپ نے فون کن صاحب کو فروخت کیا ؟"

" میں نے اخبار میں اشتہار دیا تھا کہ موبائل فون برائے فروخت ہے — لہٰذا ایک صاحب اور خرید کر لے گئے"۔

" ان کا نام پتا — اس طرح آپ کیسے فون فروخت کر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سکتے ہیں"؟

"ہاں! میں نے ان کا نام پتا نوٹ کیا تھا"

وہ اٹھ کر گھر کے اندر چلا گیا۔ واپس لوٹا تو ایک کاغذ پر نام پتا درج تھا۔

"اچھا جناب! شکریہ۔ ضرورت پڑی تو پھر آپ سے بات کریں گے۔ اللہ کرے آپ جلد کوئی چیز ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ویسے آپ کوئی شدید ضرورت محسوس کر رہے ہوں تو ہم کچھ مدد کر سکتے ہیں آپ کی"

"بس، میں بھیک نہیں لیتا۔ کسی سے سوال نہیں کرتا۔ شکریہ!" اس نے کہا۔

وہ وہاں سے نکل کر اس پتے پر پہنچے، لیکن انھیں بتایا گیا کہ اس پتے پر اس نام کا کوئی شخص نہیں رہتا۔

"مطلب یہ کہ ہمارا مجرم فرضی نام سے فون خرید کر لے گیا"۔

"وہ چالاک ہے۔ بہت چالاک۔ لیکن خیر"

دوسری صبح سیکرٹری داخلہ جہاں خان کا عظیم الشان محل غائب تھا۔ دانا ظاہر کی کوٹھی غائب تھی۔ شہر کے لوگ اس منظر کو دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑے۔ جہاں خان اور ان کے گھر والے اسی جگہ بستروں پر سوئے رہ گئے تھے اور ان کے اوپر سے مکان غائب تھا، لیکن پھر فوراً ہی شہر میں

خبر گونج گئی کہ تین اور بڑی کوٹھیاں غائب ہو چکی تھیں۔

ان چار خبروں نے سنسنی دوڑا دی۔ خاص طور پر مال دار لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ مزے کی بات یہ تھی کہ ابھی تک جن نے کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ ایسے میں شہر کے ایک بڑے سیاست دان کو فون موصول ہوا:

"ہیلو سردار گھور صاحب"

"کیا بات ہے۔ کون صاحب ہیں آپ"؟ سردار گھور نے جھلا کر کہا۔

"میں الہ دین کا جن ہوں"۔

"کیا ہو"؟

"الہ دین کے چراغ کا جن"

"میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا" سردار گھور نے بھنا کر کہا۔

"میں آدمی نہیں۔ جن ہوں۔ وہ بھی الہ دین کے چراغ کا۔ اور اگر بات اس طرح بھی تمھاری کھوپڑی میں نہیں اُتر رہی تو پھر یوں سُن لو کہ اس وقت تک میں شہر کی قریباً چھے عمارات کو اُٹھا کر لے جا چکا ہوں۔ آج رات آپ کی باری ہے"۔

"کیا بکواس ہے"۔ اس نے جل کر کہا۔

"آپ سیدھی طرح بات کرنے پر تیار نہیں۔ لہٰذا آپ سے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کوئی سودے بازی بھی نہیں ہو سکتی۔"

"کیا کہا — سودے بازی۔" وہ چونک کر بولے۔

"ہاں! سودے بازی۔" جن نے کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"کوٹھی پر چالیس لاکھ تو لگائے ہی ہوں گے — یہ صرف میرا اندازہ ہے — ورنہ ہو سکتا ہے، آپ نے ایک کروڑ لگایا ہو، کیونکہ ایک کروڑ کی آپ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔"

"جلدی کہو۔" وہ بولے۔

"بس صرف پچیس لاکھ کا مطالبہ ہے — پچیس لاکھ دے کر اپنی جان چھڑا لو — ورنہ دُنیا کی کوئی طاقت تمھاری کوٹھی کو نہیں بچا سکتی۔"

"بدتمیز — کیا تم تمیز سے بات نہیں کر سکتے؟"

"تم جیسوں سے نہیں — تم خود دوسروں سے بدتمیزی سے بات کرتے ہو — ابھی فون پر کس طرح باتیں کر رہے تھے۔"

"تمھاری ایسی کی تیسی۔" انھوں نے تلملا کر کہا۔

"ٹھیک ہے — آج رات معلوم ہو گا کہ کس کی ایسی کی تیسی ہوتی ہے۔"

اور پھر فون بند کر دیا گیا — سردار گھور نے فوراً آئی جی کے نمبر ملائے — انھیں اس فون کی اطلاع دی — انھوں نے

فوراً انسپکٹر جمشید کو فون کیا — نئی اطلاع سُن کر وہ بولے:

"ہم ان وارداتوں کو نہیں روک سکتے — ابھی تک ہمیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔"

"اور ادھر وہ جہاں خان طوفان اٹھائے ہوئے ہے — تمھیں معطل کرنے سے کم بات پر تو وہ آمادہ ہی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے — آپ مجھے معطل کر دیں — آرام اور سکون سے کام تو کر سکوں گا۔"

"اور دوسری طرف رانا ظاہر کا کیا بنا؟"

"اس کی کوٹھی بھی غائب ہے — اور وہ خود بھی غائب ہے — میرے آدمیوں نے اطلاع دی ہے کہ وہ رات ہی کوٹھی سے قیمتی چیزیں نکال کر چلا گیا تھا۔"

"لیکن کہاں؟"

"اس کے پاس کئی کوٹھیاں ہیں — ان میں سے ایک میں چلا گیا — اور کہاں جاتا۔"

"اور تم جانتے ہو — وہ کہاں ہے؟"

"جی ہاں بالکل — میرے آدمی اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ لہٰذا انھوں نے مجھے خبر دی ہے، وہ ارجن روڈ کی کوٹھی نمبر گیارہ میں موجود ہے۔"

"اب میں کیا کروں؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"پہلا کام یہ کریں کہ مجھے معطل کر دیں — اس طرح میں پُرسکون رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے جمشید — میں ایسا کرنے پر مجبور ہوں، اس نے تو صدر صاحب تک سے شکایت لگا دی ہے اور اس میں میری شکایت بھی شامل ہے۔"

"آپ کی کیا شکایت لگائی اس نے؟"

"یہ کہ میں تمھارا ساتھ دے رہا ہوں۔"

"بہت خوب — شکریہ۔" اور انھوں نے فون بند کر دیا۔

"اب یا تو کوٹھیاں دھڑا دھڑ غائب ہوں گی یا کوٹھیوں والے رقم ادا کرنا شروع کر دیں گے۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی —

"یار جمشید — یہ میں ہوں — طاہر رضا۔" انھیں ایک جانی پہچانی آواز سنائی دی — طاہر رضا شہر کا سب سے بڑا وکیل تھا — بہت دولت مند تھا اور ان سے زبردستی کی دوستی جتاتا تھا — جب کہ وہ اس جیسے لوگوں کو پسند نہیں کرتے تھے —

"ہاں جناب! فرمائیے۔"

"بھئی اس لہجے میں تو مجھ سے بات نہ کیا کرو — میں آخر تمھارا دوست ہوں۔"

"اچھا خیر — کہیے۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"جن نے مجھے دھمکی دی ہے — وہ آج رات میرا مکان اڑا دے گا، اگر میں نے اس کا مطالبہ پورا نہ کیا۔"

"کیا کہا — مطالبہ — کتنے کا مطالبہ ہے اس کا؟"

"پچاس لاکھ کا — اس کا کہنا ہے کہ میں نے کوٹھی پر تقریباً ایک کروڑ لگائے ہیں — لہٰذا پچاس لاکھ دے کر ایک کروڑ کی کوٹھی بچانا چاہتے ہو تو بچا لو۔"

"آپ نے کیا سوچا پھر؟"

"میں نے اس سے تو سوچنے کی مہلت مانگی ہے — اور اب تمھیں فون کر رہا ہوں۔"

"بہت خوب! آپ نے اچھا کیا — ہم آ رہے ہیں — اب وہ کب فون کرے گا؟"

"ایک گھنٹے بعد۔"

"شکریہ!" یہ کہہ کر انھوں نے فون بند کر دیا۔

"اب اس نے تیزی سے کام شروع کر دیا ہے — کوٹھی کی نصف قیمت کے برابر کا مطالبہ کر رہا ہے وہ — جو لوگ ادائیگی کر دیں گے — ان کی کوٹھیاں بچ جائیں گی — باقی غائب ہو جائیں گی۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" فاروق نے کہا۔

اور پھر وہ طاہر رضا کے ہاں پہنچ گئے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"خدا کا شکر ہے — تم آ گئے — اب تم جانو — وہ جن بھوت جانے۔"

"پہلی بات تو یہ کہ ہم ابھی تک اس پوزیشن میں نہیں کہ کوٹھی غائب ہونے سے بچا سکیں — لہٰذا پہلے تو آپ سوچ لیں — اس صورت میں اس سے سودا کرنا پسند کریں گے یا کوٹھی اڑوانا۔"

"جو تم کہو — میں وہ کروں گا۔"

"بہت خوب! میرا مشورہ یہ ہے کہ رقم ایسے دینے کی حامی بھر لو — پھر دیکھتے ہیں نا کہ وہ کس طرح رقم وصول کرتا ہے — شاید ہم اسی طرح اس کا سُراغ لگا سکیں۔"

"اچھی بات ہے — فون آئے گا تو میں بات کر لوں گا۔"

ٹھیک ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی — انسپکٹر جمشید نے ریسیور اُٹھایا اور طاہر رضا کی آواز میں بولے:

"یس — فرمائیے — کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"آپ انسپکٹر جمشید ہیں، لہٰذا ریسیور طاہر رضا کو دے دیں۔"

"کمال ہے — یار آپ تو واقعی جن معلوم ہوتے ہیں — ہر بات کا علم آپ کو ہو جاتا ہے۔"

"اس بات کو چھوڑیں — ریسیور طاہر رضا کو دے دیں۔"

انھوں نے بے چارگی کے عالم میں ریسیور طاہر رضا کو دے دیا:

"لو بھئی — آپ کو خود ہی بات کرنا ہو گی — اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔"

"ارے باپ رے۔" اس نے گھبرا کر کہا، پھر ریسیور لے کر بولا:

"میں طاہر رضا بات کر رہا ہوں۔"

"کیا سوچا ہے؟"

"میں رقم ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"ٹھیک ہے — صبح انشا جین بنک کی مرکزی شاخ میں اکاؤنٹ نمبر ۹۹۹ میں رقم جمع کرا دیں۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا گیا — اس خبر نے انھیں حیرت میں ڈال دیا — عین اس وقت فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجی —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

تیر کا وقت

بٹن دبا دیا گیا تو فون میں سے آواز اُبھری :

" انسپکٹر جمشید صاحب — محکمے سے تو آپ کو فارغ کر دیا گیا ہے — گھر سے بے گھر آپ کو میں کر چکا ہوں — اب بھی آپ اس کیس پر کام کر رہے ہیں — میں آپ کو وارننگ دیتا ہوں — اس کیس پر کام بالکل بند کر دو — خود کو واقعی معطل خیال کرو — اب تمھیں کوئی بحال نہیں کرے گا — جس نے بھی بحال کرنے کی کوشش کی — میں اس کی کوٹھی غائب کر دوں گا۔"

" اور کچھ ؟" انسپکٹر جمشید پُرسکون آواز میں بولے ۔

" اور بھی بہت کچھ — ہوش کے ناخن لو — پروفیسر داؤد میری قید میں ہے۔"

" کیا مطلب ؟"

" اگر تم آرام سے اپنے گھر میں بیٹھو گے — تو پھر میں

پروفیسر داؤد کو یہاں اُلٹا لٹکا دوں گا اور فون پر صبح شام بطور ناشتے کے تم اس کی چیخیں سُن سکو گے — اگر اب تم سیدھے اپنے گھر نہ گئے اور وہاں گوشہ نشین ہو کر نہ بیٹھے تو میں پروفیسر داؤد کی کھال اتارنا شروع کر دوں گا۔"

" خبردار — اگر تم نے انھیں ہاتھ بھی لگایا۔" وہ چلّائے ۔

" مجھے کون روکے گا ؟"

" میں روکوں گا۔" انسپکٹر جمشید بولے ۔

" کیا بکواس ہے — میرا سراغ لگا نہیں سکتے اور چلے ہیں مجھے روکنے ۔"

" تم اپنا یہ کھیل زیادہ دیر تک جاری نہیں رکھ سکو گے۔"

" اور میرا کھیل کبھی ختم نہ ہونے کے لیے شروع ہوا ہے، ابھی تو تم دیکھنا کہ معاملہ کہاں تک جاتا ہے — انسپکٹر جمشید تم سوچ بھی نہیں سکتے — تمھاری عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔"

" اچھی بات ہے — تم پروفیسر داؤد کو ہاتھ لگا کر دیکھو — میں تم تک پہنچتا ہوں یا نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے ۔

" مجھے تم پر ترس آ رہا ہے — ورنہ میں اسی وقت پروفیسر داؤد کی چیخیں تمھیں سنوانا شروع کر دیتا۔"

" اور ترس کس بنا پر آ رہا ہے ؟"

" تمھاری بے بسی پر — تم اپنے بال نوچو گے — سر پیٹو گے،

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کپڑے پھاڑ بیٹھو گے، لیکن پروفیسر داؤد کی چیخیں بدستور جاری رہیں گی — پھر تم کیا کرو گے انسپکٹر جمشید؟"

"پھر میں تم تک پہنچ جاؤں گا اور تمھارا کھیل ختم کر دوں گا۔" وہ بولے۔

"اگر ایسا ہے تو آؤ — مجھ تک پہنچ کر دکھاؤ۔"

"ہاں! میں آ رہا ہوں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا واقعی؟" اس نے ہنس کر کہا۔

"ہاں واقعی — ہم آ رہے ہیں — تم اپنا بچاؤ کر لو۔" انھوں نے کہا۔

"ہُوا میں تیر چلا رہے ہو — جب تم جانتے تک نہیں کہ میں کون ہوں تو پھر تم مجھ تک کس طرح پہنچو گے؟"

"بس کسی نہ کسی طرح پہنچ جاؤں گا۔"

"ہاہاہا۔" دوسری طرف سے ایک لمبا قہقہہ لگایا گیا — اور فون بند کر دیا گیا۔

"آؤ چلیں — یہ بھی کیا یاد کرے گا۔"

"لیکن ہم جائیں گے کہاں — ہمیں کیا معلوم کہ وہ کون ہے۔"

"بھئی میں اس وقت تک بھاڑ نہیں جھونکتا رہا ہوں — آخر میں نے کچھ اندازے لگائے ہیں۔"

"تب پھر ہمیں بتائیں — وہ کون ہے؟"

"تم بس — چُپ چاپ میرے ساتھ چلو — ابھی میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

اور وہ ان کے ساتھ روانہ ہوئے — پہلے گھر آئے — کسی سے کچھ کہے بغیر انسپکٹر جمشید نے ایک خط لکھا — اس کو بند کیا اور بیگم کو دے دیا —

"اگر ہم شام تک واپس نہ آئیں — تو ہمارا انتظار نہ کرنا — پتا نہیں ہم آتے ہیں یا نہیں — ہم اس وقت مجرم کے جال میں پھنسنے کے لیے مجبور ہیں۔"

"جی — یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں بیگم — اگر پروفیسر داؤد اس کے قبضے میں نہ ہوتے تو پھر ہم اس سے نبٹ لیتے۔"

"لیکن ہم اس کے جال میں کیوں آئیں — کیا جال میں آئے بغیر ہم اپنا کام نہیں کر سکتے؟"

"نہیں کر سکتے — یہی تو مشکل ہے۔"

"خیر — چلیے پھر — اللہ مالک ہے۔"

وہ اسی وقت روانہ ہوئے — محمود، فاروق، فرزانہ اور خان رحمان کو کچھ معلوم نہیں تھا کہ انھیں کہاں جانا ہے — مجرم کون ہے — کہاں رہتا ہے — اور یہ کہ انسپکٹر جمشید نے کیا اندازہ لگایا ہے — اس لیے مارے سسپنس کے ان کا بُرا حال تھا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ابا جان! ہمیں کچھ تو بتا دیں — مجرم کون ہے"

"ابھی میں خود نہیں جانتا — اندھیرے میں تیر چلا رہا ہوں"

"گویا آپ آخری لمحے تک سسپنس کو بحال رکھنا چاہتے ہیں"

"ہاں! یہ بات تو ہے" وہ مسکرائے۔

پچیس منٹ کے سفر کے بعد آخر کار وہ شمالی پہاڑیوں تک پہنچ گئے — فوراً ہی ایک آواز سنائی دی:

"چپ چاپ سیدھی طرح ہاتھ اٹھا دو — اوپر نظر اٹھا کر دیکھ لو — اگر تم نے ذرا بھی گڑبڑ کی تو پھر پروفیسر داؤد کی لاش لٹکتی نظر آئے گی"

پروفیسر داؤد کی وجہ سے وہ بالکل بے بس ہو چکے تھے — انھوں نے ہاتھ اٹھا دیے — پھر انھیں ایک بند گاڑی میں لے جایا گیا — گاڑی سیدھی ایک عمارت میں داخل ہو گئی — انھیں گھیرے میں لے لیا گیا — اور پھر ان کے اوپر ایک جال آ کر گرا — ابھی وہ جال میں گڈمڈ ہو رہے تھے کہ کوئی خوشبودار سا مائع جال پر گرا — اس مائع کے گرتے ہی وہ بے ہوش ہوتے چلے گئے — ہوش آیا تو ایک کمرے میں بند تھے اور پروفیسر داؤد ان کے ساتھ تھے —

"یا اللہ تیرا شکر ہے — پروفیسر داؤد صاحب تو نظر آئے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن کیا فائدہ — اب تم بھی اس کے قیدی ہو"

"کوئی بات نہیں — ہمیں فکر آپ کی تھی"

"لیکن جمشید! تم نے اس کی قید میں آ کر اچھا نہیں کیا — یہ خبیث بہت بڑا سائنس دان ہے — میں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا — مکانات کو بخارات بنا کر اڑا دینے والا فارمولا میں اب تک نہیں سمجھ سکا — حالانکہ میں وہ مضمون پڑھ چکا ہوں — وہ مضمون اس بارے میں مدد کر بھی نہیں سکتا، اس لیے کہ بہت ابتدائی دور کا ہے — اور اب اس ایجاد نے مکمل طور پر شکل اختیار کر لی ہے"

"لیکن ہم اس کی قید سے نکلنے کے لیے بہت کچھ کر سکتے ہیں"

"کچھ نہیں کر سکو گے جمشید — کچھ نہیں — ہاں، باہر رہ کر تم ضرور کچھ کر سکتے تھے — میں تو اب مایوسی کا شکار ہو گیا ہوں"

"اللہ اپنا رحم فرمائے — ہم نے آج تک ایسی بات آپ کے منہ سے نہیں سنی"

"تم نے ابھی اس کے عجائب خانے کی سیر نہیں کی — جب سیر کرو گے تو تم بھی وہی باتیں محسوس کرو گے جو میں محسوس کر رہا ہوں — اس نے مجھے بھی سیر کرائی تھی"

"ہوں خیر — دیکھا جائے گا"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

" اور میں جانتا ہوں — تم آنے سے پہلے کچھ انتظام بھی کر کے نہیں آئے ہو گے۔"

" اگر میں انتظام کر کے آتا تو بھی کیا ہوتا۔" وہ بولے۔

" ہاں ! یہ بھی ہے — اس کے مقابلہ میں کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا — یہ شخص چاہے تو پورے شہر پر قبضہ کر سکتا ہے — چاہے تو پورے شہر کو بھاپ بنا کر اڑا سکتا ہے — ذرا سوچو جمشید ، اس صورت میں کیا ہو گا — جب ایک بھی عمارت باقی نہیں بچے گی اور صرف انسان شہر میں رہ جائیں گے — بلکہ شہر میں نہیں ، کھلے میدان میں۔"

" آپ تو مجھے ڈرائے دے رہے ہیں۔"

" ابھی جب تم یہاں کی سیر کرو گے تو معلوم ہو جائے گا۔"

" ایک بات آپ بھول رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے

" اور وہ کیا ؟" پروفیسر داؤد نے فوراً کہا۔

" کوئی مجرم کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو — ہوشیار کیوں نہ ہو — اپنے آپ کو کتنا ہی محفوظ کیوں نہ بنا لے ، لیکن آخر ایک دن اس کو قانون کی زد میں آنا ہی ہوتا ہے۔"

" اور اگر اس نے قانون کو ہی اپنے قبضے میں کر لیا — پورے ملک پر اگر اس کا قبضہ ہو گیا۔"

" اس صورت میں بھی ہم اس کے خلاف کارروائی جاری

رکھیں گے — ہم جیسوں سے بھی اس کا واسطہ نہیں پڑا ہو گا — اگر ہمارا واسطہ اس جیسے سے نہیں پڑا تو ؟" وہ بولے۔

" انسپکٹر کامران مرزا اور شوکی برادرز کا کیا حال ہے ؟"

" ان کا کوئی پتا نہیں — ادھر آنے سے پہلے میں نے ان سے کوئی بات نہیں کی۔"

" یہ اور بُرا کیا — کم از کم انھیں اطلاع تو دے سکتے تھے کہ کہاں جا رہے ہیں۔"

" میں نے سوچا — انھیں کیوں پریشان کیا جائے۔"

" ہوں خیر — اللہ مالک ہے۔"

عین اس وقت دروازہ کھلا —

" جن صاحب نے آپ لوگوں کو بلایا ہے۔"

" بہت خوب ! آخر انھیں ہماری یاد آ ہی گئی۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

" آپ کو تو وہ بہت دیر سے یاد کر رہے ہیں — بس ذرا مصروفیات ہی اس قدر تھیں۔" آنے والوں میں سے ایک نے کہا۔

ان کے ہاتھوں میں کلاشن کوفیں تھیں — تعداد بیس کے قریب تھی — ان سے نبٹ لینا کوئی مشکل کام نہیں تھا — لیکن انھیں تو ہاتھ اصل آدمی پر ڈالنا تھا — جلد ہی انھیں ایک بہت بڑے ہال میں لایا گیا — اس پورے ہال

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

میں سائنسی آلات نصب تھے ۔ اَن گنت بلب جل اور بجھ رہے تھے ۔ گویا آلات اپنا کام کر رہے تھے ۔ کئی ٹی وی سکرینیں لگی ہوئی تھیں ۔ ان پر مختلف مناظر تھے ۔ انھوں نے فوراً ہی محسوس کر لیا کہ شہر کی مختلف جگہیں ان پر نظر آ رہی تھیں ، گویا مجرم اس جگہ بیٹھا سارے شہر کا نظارہ کر سکتا تھا ۔ پورے شہر پر نظر رکھ سکتا تھا ۔

" آؤ آؤ ۔ انسپکٹر جمشید ۔ تم نے دیکھی میری تجربہ گاہ ۔ تم نے زندگی میں کبھی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچا ہو گا کہ اس شہر میں کوئی نئی تجربہ گاہ بھی ہو سکتی ہے ۔ کہ پروفیسر داؤد کی بھی اتنی بڑی نہیں ہو گی ۔ آج تم اپنی زندگی کے حیرت انگیز مناظر دیکھو گے ۔ ٹومی ۔ ذرا ان کے دفتر میں تو دکھانا ، کیا ہو رہا ہے ۔ کیا باتیں ہو رہی ہیں " ۔ ایک ٹی وی پر مناظر بدلنے لگے اور پھر ان کا دفتر وہاں نظر آیا ، پھر دفتر کا اندرونی منظر نظر آنے لگا ۔ آئی جی صاحب اپنے دفتر میں بیٹھے تھے ۔ ان کے کمرے میں میٹنگ ہو رہی تھی ۔ اور یہ میٹنگ اسی سلسلے میں ہو رہی تھی کہ شہر کی عمارات کو غائب ہونے سے کس طرح بچایا جائے ۔ انسپکٹر جمشید کا بھی ذکر آیا ۔ آئی جی کہہ رہے تھے :

" سیکرٹری صاحب نے انسپکٹر جمشید کو معطل کروا کر اچھا نہیں

کیا ۔ اب وہ بھی غائب ہو گئے ہیں ۔ پہلے تو ہم ان سے رپورٹ بھی لیتے رہتے تھے ۔ لیکن اب ہم کیا کریں گے " ۔

" کوئی ہمارے محکمے میں ایک انسپکٹر جمشید ہی نہیں ہیں ۔ اور بھی لوگ ہیں " ۔ ایک آفیسر نے جل کر کہا ۔

" آپ ٹھیک کہتے ہیں ۔ اور بھی لوگ ہیں ۔ اور یہیں موجود ہیں ۔ ہمیں تو جو ہدایات ملیں گی ، ان پر عمل کریں گے " ۔ آئی جی صاحب کہہ رہے تھے ۔

" آپ نے دیکھا ۔ میں پورے شہر پر نظر رکھ سکتا ہوں ۔ لہٰذا میرے خلاف جو کوئی بھی پروگرام بنایا جائے گا ، وہ مجھے معلوم ہوتا رہے گا ۔ ارے ہاں ! مسٹر انسپکٹر جمشید ۔ تم ایک خط لکھ کر اپنی بیوی کو دے آئے تھے ۔ ہم کوشش کر کے باوجود اس خط کو تلاش نہیں کر سکے ۔ وہ خط کس کے نام ہے ۔

" کیا مطلب ۔ تلاش کر چکے " ۔

" ہاں ! جونہی تم خط دے کر ادھر کے لیے روانہ ہوئے ۔ میرے آدمی گھر میں داخل ہو گئے ۔ انھوں نے اس خط کے بارے میں پوچھا ۔ بیگم صاحبہ نے کچھ نہیں بتایا ۔ انھوں نے پورا گھر چھان مارا ، لیکن خط نہ مل سکا ۔ پھر انھوں نے کچھ سختی بھی کی ، لیکن انھوں نے خط کے بارے میں منہ نہ کھولا ۔ عجیب سخت عورت ثابت ہوئی ۔ تنگ آ کر ،

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

بھی یہیں اُٹھا لائے — تاکہ خط کے بارے میں کسی کو کچھ نہ بتا سکیں۔"

"اوہ — اوہ — وہ کہاں ہیں؟" وہ بے چین ہو گئے۔

"تم لوگ تو ان کا ذکر سُن کر ہی پریشان ہو گئے — اگر اس حالت میں انھیں دیکھ لیا تو نہ جانے کیا حال ہو گا — نہیں — اس وقت تم ان سے مُلاقات نہ کرو۔"

"میں نے کہا ہے — فوراً انھیں یہاں لے آئیں۔" انسپکٹر جمشید کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔

محمود، فاروق، فرزانہ اور خان رحمان کانپ گئے — پروفیسر داؤد بھی گھبرا گئے۔

"خبردار! انسپکٹر جمشید — تاؤ میں آنا نقصان دہ ہو گا۔ چاروں طرف کلاشن کوفوں والے کھڑے ہیں — انھیں ہدایات ہیں — تمھاری زندگیوں کی میری نظروں میں کوئی قیمت نہیں ہے — چیونٹی کی طرح مسل دیے جاؤ گے۔" وہ غرّایا۔

"اور میں نے کہا ہے — انھیں یہاں بلواؤ۔" انسپکٹر جمشید گرجے۔

"انسپکٹر جمشید تو کچھ زیادہ ہی جذباتی ہو گئے — ذرا ان کی بیگم کو لے آنا بھئی۔" اس نے ہنس کر کہا۔

دو آدمی گئے اور ایک سٹریچر اٹھائے اندر داخل ہوئے، بیگم جمشید زخموں سے چور اس سٹریچر پر تھیں — وہ مکمل طور

پر بے ہوش تھیں —

"تم نے ان پر بہت ظلم کیا ہے — مسٹر جن — میں تم سے ان کے ایک ایک زخم کا حساب لوں گا۔"

"ایسا وقت کبھی نہیں آ سکے گا — تم ترسو گے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"تم بھول رہے ہو — انھوں نے خط کے بارے میں نہیں بتایا، یہ تمھاری پہلی شکست ہے۔"

"ایک خط — صرف ایک خط میرا کیا بگاڑے گا۔"

"وہ خط نہیں — ایٹم بم تھا۔" فاروق بولا۔

"اب تم شاید مذاق پر اُتر آئے ہو — سُنو — آج رات شہر کی پندرہ عمارات غائب ہو جائیں گی — سو کے قریب کوٹھیوں والے میرے اکاؤنٹ میں رقم جمع کرا چکے ہیں — اب جس کو بھی میں فون کر رہا ہوں — بس وہی پیسے جمع کرانے کے لیے دوڑ پڑتا ہے — بہت جلد اس شہر کی کوٹھیوں سے رقم حاصل کر لی جائے گی — یا پھر ان کو بھاپ بنا کر اڑا دیا جائے گا۔"

"آخر تم اتنی دولت کا کیا کرو گے؟"

"یہ بات تمھارے چھوٹے دماغ میں نہیں آئے گی۔"

"کیا کہا — ہمارے والد کا دماغ چھوٹا ہے۔" فاروق

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نے بھنّا کر کہا۔

"ہاں اور کیا — ورنہ یہاں کیوں آ پھنستے۔"

"ہمیں پروفیسر انکل کے لیے آنا پڑا۔" محمود نے جل کر کہا۔

"اور آ کر بڑا تیر مار لیا۔" اس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"تیر ضرور ماریں گے — وقت ہو لینے دو تیر کا۔"

"تت — تیر کا وقت — یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی — یعنی کہ — سامنے امّی جان زخموں سے چور پڑی ہیں — اور انھیں ناولوں کے ناموں کی سوجھ رہی ہے۔" فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"اسی کا نام زندگی ہے۔" فاروق نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک فاروق — میں تمھاری تائید کرتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جن کی طرف مُڑے:

"مسٹر جن — انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے ان کی مرہم پٹی کرائی جائے — یاد رکھو — جتنا ظلم کرو گے — اتنا ہی برداشت کرنا ہو گا۔"

"اس بات کا اب کوئی امکان نہیں رہ گیا — تم لوگ پوری طرح میرے قبضے میں ہو۔"

"تم نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ عمارات کس طرح غائب کرتے ہو۔"

"ٹی وی سکرین پر وہ عمارت لے آتا ہوں — جس کو تباہ کرنا ہوتا ہے — بس پھر تو مجھے ایک بٹن دبانا پڑتا ہے — اور عمارت بھاپ، بن کر اڑنے لگتی ہے — لیکن وہ بھاپ عام آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی — اس کے لیے خاص دُوربین کی ضرورت ہے۔"

"دُوربین — اوہ تو وُہ تمھارا آدمی تھا جو ہمارے گھر کے سامنے دُوربین لیے بیٹھا تھا — وہ اس سے بھاپ کو دیکھ رہا تھا۔" فاروق نے کہا۔

"نہیں! وُہ سب کچھ تو ہم یہاں بیٹھ کر ہی دیکھ لیتے ہیں۔" جن مسکرایا۔

"تب پھر..." محمود کے منہ سے نکلا۔

"یہ تم خود بتاؤ نا — بڑے عقل مند بنے پھرتے ہو۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا مشکل ہے — ہمیں جال میں پھانسنے کے لیے اس دُوربین والے کو بھیجا گیا تھا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"واقعی — تم لوگ عقل مند تو خیر ہو۔"

"تم نے ابھی تک لیڈی ڈاکٹر کو بُلانے والی بات پر توجہ نہیں دی۔"

"انھیں ان کے کمرے میں لے جاؤ — بیگم جمشید کو بھی وہیں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

رز آؤ۔ یہ خود ہی ان کی مرہم پٹی کرتے رہیں گے۔ رات کو جب عمارت بھاپ بننے لگے گی نا۔ میں تم لوگوں کو بلا لوں گا۔ اس وقت مجھے کچھ ضروری کام کرنے ہیں۔"

"نہیں۔ پہلے تم ڈاکٹر کو بلاؤ گے۔ پھر ہم جائیں گے۔"

"یہاں میں نے ایک ڈاکٹر کو رکھا ہوا ضرور ہے۔ لیکن وہ میرے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے۔ میرے دشمنوں کے لیے نہیں ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر یہ لو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی انھوں نے اس پر چھلانگ لگائی۔ تمام کلاشن کوف والوں کی پروا نہ کرتے ہوئے۔

کس کی آنکھیں

PkPdf.Blogspot.Com

"میرے دائیں کان کی لو پھڑک رہی ہے۔ بلکہ بُری طرح پھڑک رہی ہے۔ لہٰذا خبردار ہو جاؤ۔" آصف نے گویا اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ تمھاری بائیں آنکھ نہیں پھڑک رہی۔" آفتاب خوش ہو کر بولا۔

"کیوں، پھر کیا ہو جاتا؟"

"اس صورت میں پھر ہمیں کسی مہم پر روانہ ہونا پڑتا۔"

"اوہو سمجھا کرو۔ آج میں پھڑکنے کا آنکھ کا کام کان کی لو سے لے رہا ہوں۔" آصف مسکرایا۔

"لے لو بھائی۔ جو کسی سے لینا ہے لے لو۔ ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"ہاں اور کیا۔ کہیں پھر لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔"

"ہائیں۔ تو کیا یہ محاورہ اس موقعے کے لیے بنایا گیا تھا۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

فرحت چونکی۔

"پتا نہیں — یہ تو محاورات بنانے والے سے پوچھا جا سکتا ہے — میں کس مولی کا کھیت ہوا" آفتاب بولا۔

"کس مولی کا کھیت نہیں — کس موت کی کھیلی" آصف نے منہ بنایا۔

"— میرا جملہ درست کرانے چلے ہیں — خود نہ جانے کہاں کے کہاں پہنچ گئے"

"اوہ — ارے باپ رے — یہ میں کیا کر بیٹھا — موت کی کھیلی" آصف بوکھلا اٹھا۔

"کوئی بات نہیں — ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا" آفتاب نے فوراً کہا۔

"لیکن کسے فرق نہیں پڑتا — تمہیں یا ہمیں"

"بھئی اردو کو — سمجھا کرو"

"یہ آج تم نے سمجھا کرو کی رٹ کیوں لگا رکھی ہے۔ آصف جل گیا —

"نہیں تو — ابھی تک تو صرف دو بار کہا ہے — تیسری بار کی ہوس ہے"

"لالچی کہیں کا" فرحت نے جملہ کسا۔

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — آصف نے فوراً ریسیور

اٹھا لیا:

"پروفیسر غین بات کر رہا ہوں" ایک بھدی سی آواز سنائی دی۔

"اگر آپ پروفیسر غین ہوتے تو بہتر تھا" آصف نے کہا۔

"نہیں — میں غین ہوں — یہی بہتر ہے — ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں — میرے ساتھ چل سکتے ہو یا نہیں؟"

"ارے! ہائیں — یہ تو آپ ہیں — تب تو غین ہی ٹھیک ہے" اس نے کہا۔

"بے وقوف قسم کے طالب علموں کا بھیس بدل کر — یعنی میک اپ کر کے آ جاؤ اور اپنے بڑے کو ساتھ لانا نہ بھولنا — ورنہ ..." دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ورنہ کیا غین انکل؟"

"ورنہ میں تم لوگوں کو عین غین کر دوں گا"

"مر گئے" آفتاب نے منہ بنایا۔

"کون مر گئے — ہائیں! تم نے مجھے اطلاع تک نہیں دی اور ہاں کب مر گئے" غین کی آواز سنائی دی۔

"میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ مر گئے ہمیں عین غین کرنے والے۔ لیکن پھر خیال آیا کہ آپ کے لیے تو یہ جملہ نہیں بولا جا سکتا۔ ارے ہاں! آج آپ نے بھول میں تو ہمیں فون نہیں کر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

دیا — غالباً آپ شین کو فون کرنے چلے تھے۔"

"چلا ضرور تھا، لیکن پھر واپس آ گیا۔"

"اچھا کیا کہ واپس آ گئے — ورنہ بور ہوتے — خیر — اب پروگرام کیا ہے؟"

"بس آ جاؤ بھئی — اور کیا پروگرام ہوتا — ذرا بھاڑ جھونکیں گے۔" غین نے کہا۔

"اب آپ نے یہ بغلوق بھی پال لیا۔"

"ہاں! مرتا کیا نہ کرتا۔"

"کیوں کیوں — اس میں مرتے کیا نہ کرتے والی بات کہاں سے نکل آئی؟"

"بس کچھ نہ پوچھو — باتوں کا کیا ہے — وہ تو نکلتی ہی رہتی ہیں اور اوپر تلے نکلتی ہی رہتی ہیں — ویسے میں شین کو بھی فون کر رہا ہوں — وہ تم لوگوں سے پہلے یہاں ہوں گے۔"

"تب ٹھیک ہے — لیکن جیم کا کیا کریں گے؟"

"انھی کے لیے کہیں جانا ہے۔"

"اچھی بات ہے — میں ابھی اپنے بڑے کو فون کرتا ہوں۔"

"حد ہو گئی۔" غین نے جھلا کر کہا۔

"ہاں! وہ تو خیر ہو گئی — اچھا نہیں کرتا فون — کچھ اور کر لوں گا — فون بھی کوئی کرنے کی چیز ہے — نہ جانے

کیا ہو گیا ہے لوگوں کو، جسے دیکھو فون کرنے لگ جاتے ہیں ہے کوئی ٹک۔"

"نہیں ہے۔" غین نے فوراً کہا۔

"لگ — کیا نہیں ہے؟"

"بھئی ٹک اور کیا — تم اسی کی بات کر رہے تھے۔"

"ہاں! کر تو رہا تھا — لیکن جب بھی میں ٹک کی بات کرتا ہوں — بے ٹکی ہو جاتی ہے۔"

"یوں تو یہ ساری گفت گو ہی بے ٹکی ہے۔" غین کی جھنجھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب شاید آپ کو غصہ آ رہا ہے — لہٰذا فون بند اور کام شروع۔"

"ہاں! یہ بات ہوئی نا۔"

اور اس نے بٹن آف کر دیا۔

"تم تیاری کرو — میں ابھی آتا ہوں۔" آصف نے کہا اور گھر سے نکل گیا — دونوں نے تیاری شروع کر دی — آدھ گھنٹے بعد بیگم کامران مرزا کسی کام سے ان کے کمرے میں آئیں تو زور سے چونکیں:

"ہائیں! تم کون ہو — یہ تینوں کہاں گئے؟"

"تین کے اگر دو رہ جائیں تو پھر اسی شکل صورت کے رہ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جائیں گے نا آنٹی۔" فرحت بولی۔

"ارے باپ رے — لڑکے کی آواز میں فرحت کہاں سے آ گئی۔" انھوں نے بوکھلا کر کہا۔

"کک — کیا کہا — لڑکے کی آواز میں فرحت کہاں سے آ گئی — غالباً آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ فرحت کی آواز لڑکے کی آواز کیسے بن گئی۔"

"پتا نہیں — میں کچھ کہنا ضرور چاہتی تھی — یہ بھی پتا نہیں کہ کیا کہہ گئی — بہرحال تم اسی سے گزارا کر لو۔"

"وہ تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں۔"

"بھئی کیا پہلے سے کر چکے ہو۔"

انھوں نے انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سُنی۔

"ہائیں — یہ آواز تو ہمارے ابا جان کی ہے۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن آصف کہاں ہے — اور یہ تم نے کیا حلیے بنا رکھے ہیں، کیا کسی ڈرامے میں حصہ لینے کا ارادہ ہے — اگر بات یہی ہے تو فوراً لباس تبدیل کر لو یہ بھونڈا سا میک اَپ اتار دو — مجھے تم تینوں کو ساتھ لے کر ایک شان دار دعوت میں جانا ہے۔"

"لیکن ابا جان — شان دار دعوت میں ہمارا کیا کام۔" آفتاب کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں بھئی — کیا ہم کسی شان دار دعوت میں نہیں جا سکتے؟"

"بالکل نہیں جا سکتے — کسی شان دار دعوت میں ضرور جا سکتے ہیں — کیوں کہ ہم بھی کسی شان دار دعوت میں گئے — وہ دعوت کیسی بن گئی — اصل مصیبت یہی ہے۔"

"کون سی مصیبت کی بات کر رہے ہو بھئی؟" انسپکٹر کامران مرزا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دعوت تو کیسی بن جاتی ہے، لیکن کیس آج تک دعوت کیسے بنا۔"

PkPdf.Blogspot.Com

انسپکٹر کامران مرزا ہنس پڑے۔

"آج بہت شوخ ہو رہے ہو۔"

"جی نہیں تو — صرف آج ہی تو نہیں — ہم تو عام طور پر شوخ ہوتے رہتے ہیں۔"

"آصف کہاں ہے؟"

"شاید آپ کی تلاش میں دفتر گیا ہے۔"

"فون خراب ہے؟"

"جی نہیں۔"

"تو پھر فون کر لیتے — خود جانے کی کیا ضرورت تھی۔"

"غین صاحب کی ٹانگ اڑ گئی نا اس لیے۔"

"کس کی ٹانگ — مرغے کی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"جی نہیں — وہ تو ایک ہوتی ہے۔"

"اوہ! میں سمجھ گیا — تو کیا میں بھی تیاری کروں؟"

"حیرت ہے — اس قدر جلد کیسے سمجھ گئے۔"

"اب اس میں نہ سمجھنے والی کیا بات ہے — نین نے فون کیا — تم نے میک اَپ کیا — آصف فون کرنے کی بجائے خود مجھے بلانے گیا — صاف ظاہر ہے — اب مجھے بھی تیاری کرنا ہو گی — انتظار کرو۔"

"جی وہ تو ہماری مجبوری ہے۔" فرحت نے کہا۔

"کیا مجبوری ہے تمھاری؟" انھوں نے آنکھیں نکالیں۔

"جی — انتظار کرنا۔"

"ارے ہاں! یہ تو ہے۔"

اور وہ اپنے کمرے میں چلے گئے — بیس منٹ بعد وہاں سے نکلے تو وہ بھی ان کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے —

"واہ! اسے کہتے ہیں — خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے — رنگ خوب پکڑا آپ نے ہمارا۔"

"بھئی میں نے رنگ نہیں — خربوزہ ہی پکڑ لیا تھا — ہائیں — آصف ابھی تک نہیں آیا۔"

"میں آ گیا ہوں انکل۔"

"تو میں تمھیں وہاں نہیں ملا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جی نہیں — دفتر والوں کا کہنا ہے کہ آپ گھر جانے کے لیے روانہ ہو چکے ہیں۔"

"چلو ٹھیک ہی ہوا — لیکن آپ وہاں کس خوشی میں گئے تھے۔" انھوں نے کہا۔

"میک اَپ میں نظر آنے کا مطلب ہے — آپ کو بتا دیا گیا ہے۔" آصف بولا۔

"اندازہ درست ہے — تم لوگ کام کرنے کے موڈ میں لگتے ہو — چلو پھر چلیں۔"

"جانا ہی ہو گا۔"

وہ گھر سے نکلے، لیکن اپنی کار میں نہیں — پیدل — انھوں نے ٹیکسی کے ذریعے جانے کا فیصلہ کیا تھا — گھر سے کچھ فاصلے پر ایک ٹیکسی کھڑی نظر آئی — وہ اس کی طرف بڑھے، لیکن انسپکٹر کامران مرزا رک گئے۔

"نہیں! ہم کم از کم اس ٹیکسی میں نہیں جائیں گے۔"

"تب پھر — کس میں جائیں؟" آصف نے حیران ہو کر کہا۔

"کسی دوسری میں۔"

"دوسری بھی غلط ہو سکتی ہے۔"

"تو تیسری دیکھ لیتے ہیں۔"

"جیسے مناسب سمجھیں۔" آصف نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

وہ بسیں ہی چل پڑے — انسپکٹر کامران مرزا نے گھر کے پاس کھڑی ٹیکسی کے نمبر ذہن نشین کر لیے — وہ سڑک پر کھڑے ہو گئے — ٹیکسیاں گزرتی رہیں — آخر ایک کو کیے کا انھوں نے اشارہ دیا — وہ ان کے نزدیک آ رک گئی —

"آپ کا نام؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جی؟ مطلب؟ آپ کو میرا نام پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی؟"

"ہم پہلے ٹیکسی ڈرائیور کا نام پوچھتے ہیں، پھر بیٹھتے ہیں۔"

"خالد حمید ہوں — کیا اپنا پتا بھی بتاؤں؟"

"ہاں: ضرور بتا دیں۔"

"آ ر ہا ہے؟"

"کیا ہر — آپ ہمیں لے کر فرار ہو جائیں۔"

"حد ہے — بھلا میں آپ کو اغوا کر کے کیا کروں گا۔"

"ہاں واقعی! یہ بات بھی ہے — آپ کو بھلا اغوا کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی — ہمیں ضرورت پڑتی تو ایک بات بھی تھی۔" کتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"کس چیز کی ضرورت پڑتی آپ کو؟" اس نے چونک کر کہا۔

"بھئی — اغوا کرنے کی۔"

"ارے باپ رے — آپ تو خطرناک سے لگتے ہیں — میں نہیں لے جاؤں گا، آپ کو۔"

"یہ خوب رہی — چھان بین ہم کر رہے تھے — اور آپ ہماری چھان بین میں لگ گئے۔"

"نن — نہیں تو — میں نے تو کچھ بھی نہیں چھانا بینا — بس ذرا احتیاط کر رہا تھا — آیئے بیٹھیے۔"

"خدا کا شکر ہے — تم نے بٹھایا تو۔"

ٹیکسی روانہ ہوئی — یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اس سے اتر گئے — وہاں سے انھوں نے دوسری ٹیکسی پکڑی — اس طرح آخر وہ ایرپورٹ پر پہنچ گئے — ڈیڑھ گھنٹے کے ہوائی سفر کے بعد وہ پروفیسر غالب کے ہاں موجود تھے، لیکن پروفیسر غالب اس وقت اپنے گھر میں یا تجربہ گاہ میں نہیں تھے — بلکہ ایک دوست کے ہاں موجود تھے اور انھوں نے اسی جگہ آنے کا کہا تھا — اسی جگہ شوکی برادرز بھی موجود تھے — وہ بھی بے وقوف طالب علموں کے روپ میں تھے اور پروفیسر غالب ایک جھلکی سے پروفیسر نظر آ رہے تھے — انسپکٹر کامران مرزا بھی کسی کالج کے پروفیسر لگ رہے تھے، جو حد درجے جھلکڑ ہوں — پہلے تو وہ نہایت گرم جوشی سے ایک دوسرے سے ملے، پھر شوکی نے حیران ہو کر کہا:

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

" یہ عجیب و غریب مُلاقات اب تک ہمیں خاک بھی سمجھ میں نہیں آئی اور نہ پروفیسر انکل نے اب تک کچھ بتایا ہے۔"

" تو اب پوچھ لیتے ہیں — یہ شاید ہمارا انتظار کر رہے تھے — تاکہ انھیں بار بار نہ بتانا پڑے۔"

" یہ بات نہیں ، بلکہ بات یہ ہے کہ میں نہیں جانتا ، بات کیا ہے۔" پروفیسر غالب نے کہا۔

" سبحان اللہ ! طبیعت خوش ہو گئی آپ کی معلومات جان کر۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

" ابھی اور ہو گی — فکر نہ کرو۔"

" فکر کرنے کی تو ابھی کوئی وجہ یہاں نظر نہیں آتی۔" مکھن نے کہا۔

" ایک منٹ — پروفیسر صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

" وہی جو کہہ چکا ہوں — میں نہیں جانتا — میں کچھ نہیں جانتا — بات کیا ہے۔"

" آپ نے خود ہمیں یہاں بلایا اور اب کہہ رہے ہیں کہ آپ نہیں جانتے ، بات کیا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا کے لہجے میں حیرت تھی —

" میں نے نہیں بُلایا — مجھے تو خود آپ نے بُلایا ہے یہاں" پروفیسر غالب نے کہا۔

" کیا کہا — آپ نے نہیں بُلایا — ارے باپ رے — تب ہم کسی کے چکر میں آ گئے ہیں۔" آصف نے گھبرا کر کہا۔

" اور شوکی ! تم کس کے بُلانے پر آئے ہو؟"

" پروفیسر غین کا پیغام ملا تھا۔"

" وُہی ہمیں ملا تھا — اب پروفیسر غین تو آپ ہی ہو سکتے ہیں۔"

" اگر میں ہی ہو سکتا ہوں تو پھر میں نے کیوں نہیں بُلایا آپ کو — سوال تو یہ ہے۔"

" پتا نہیں ، یہ سوال ہے یا جواب — مارے حیرت کے میں تو خود کو گھن چکر محسوس کرنے لگا ہوں۔"

" اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ کسی نا معلوم آدمی نے ہم لوگوں کو یہاں پُراسرار طریقے سے جمع کیا ہے۔"

" آپ لوگوں نے بالکل ٹھیک نتیجہ نکال لیا — اس کام کے آپ واقعی ماہر ہیں۔" ایک آواز نے انھیں چونکا دیا — ان سب نے دروازے کی طرف مُڑ کر دیکھا — وہاں ایک سیاہ پوش کھڑا تھا — اس نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھا تھا — اس کے ہاتھ میں کوئی پستول نہیں تھا —

" آپ کون صاحب ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟" انسپکٹر کامران مرزا پُرسکون آواز میں بولے۔

" میں ابھی اپنا تعارف بھی کراؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آپ یہاں کیوں جمع ہیں ۔ کیا آپ مجھے بیٹھنے کی اجازت دیں گے؟

" پہلے آپ یہ بتائیں ۔ آپ نقاب پوش کیوں ہیں؟"

" میں دراصل انسپکٹر جمشید کی خفیہ فورس کا ایک آدمی ہوں، انتہائی مجبوری کی حالت میں مجھے یہاں آنا پڑا ۔ حالات ہی کچھ ایسے ہیں ۔ دارالحکومت اس وقت عجیب و غریب حالات کا شکار ہے ۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ انسپکٹر صاحب، محمود، فاروق، فرزانہ اور خان رحمان صاحب غائب ہیں ۔ بس ان کی طرف سے ایک خط موصول ہوا تھا ۔ اور میں نے اس خط کی ہدایات پر عمل کیا ہے۔"

" اس خط میں کیا تھا؟"

" ہدایات ۔ اس صورت میں اگر وہ غائب ہو جائیں ۔ اور جب میں نے معلوم کر لیا کہ وہ غائب ہیں تو میں نے فوراً ادھر کا رخ کیا۔"

" لیکن ہم لوگوں کو اس قدر پُر اسرار طریقے سے جمع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

" آپ دراصل حالات سے لاعلم ہیں۔"

" جب تک آپ ہمیں وہ خط نہیں دکھا دیتے ۔ ہم آپ کی کسی بات پر کان نہیں دھریں گے۔"

سیاہ پوش مسکرایا ۔ پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈالتے

ہوئے کہا:

" انسپکٹر صاحب نے پہلے ہی یہ بات لکھ دی ہے کہ جب تک یہ خط آپ کو نہیں دکھایا جائے گا ۔ آپ یقین نہیں کریں گے۔"

PkPdf.Blogspot.Com

اور پھر سیاہ پوش نے خط ان کے سامنے رکھ دیا ۔ انھوں نے جلدی جلدی پڑھا ۔ خط میں دارالحکومت میں پیش آنے والے پُر اسرار واقعات کا ذکر تھا اور پھر یہ کہ اگر وہ غائب ہو جائیں تو اس صورت میں اس خط کو کس طرح اِن لوگوں تک پہنچانا تھا ۔ اور کس طرح اِن لوگوں کو جمع کرنا تھا ۔ یہ سب اس میں تحریر تھا ۔

" خط دیکھ کر یقین آ گیا ۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔" انھوں نے کہا۔

" اور وہ کیا؟"

" اتنے چالاک مجرم ۔ جو غالباً شہر میں ہونے والی ہر بات معلوم کر لیتے ہیں ۔ اس خط سے بے خبر کیوں رہے؟"

" وہ بے خبر نہیں رہے ۔ انسپکٹر جمشید کے جانے کے فوراً بعد وہ گھر میں گھس گئے تھے اور بیگم صاحبہ سے انھوں نے خط کا مطالبہ کیا تھا، لیکن انھوں نے خط کے بارے میں نہ بتایا کہ خط انھوں نے کہاں چھپایا ہے ۔ یہاں تک کہ انھوں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نے ان سے زبردستی معلوم کرنا چاہا، لیکن پوچھ نہ سکے۔ بیگم صاحبہ نے کمال کر دیا۔ ان کے جسم پر زخم پر زخم لگاتے گئے۔ انھوں نے نہ بتایا۔ اور آخر وہ انھیں اٹھا لے گئے۔"

"لیکن آپ کو یہ باتیں کس طرح معلوم ہوئیں؟"

"بیگم شیرازی کے ذریعے۔"

"اوہو۔ بیگم شیرازی نے آپ سے رابطہ کس طرح کیا؟" انسپکٹر کامران مرزا جھلا کر بولے۔

سیاہ پوش ایک بار پھر مسکرایا اور بولا:

"میں جانتا تھا۔ آپ یہ پوچھیں گے۔ خیر سنیں۔ صرف ایک بات انسپکٹر جمشید صاحب نے بیگم صاحبہ کے کان میں کہی تھی اور وہ یہ کہ ان کے جاتے ہی وہ اس نمبر پر فون کر دیں کہ گھر میں ایک جگہ ایک خط رکھ دیا گیا ہے۔"

"اور یہ فون انھوں نے کیوں نہ سنا؟"

"انھوں نے سنا تھا۔ لیکن انھوں نے اس جگہ کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔"

"لیکن انھوں نے آپ کا انتظار کیوں نہ کیا؟"

"میں وہاں اکیلا نہیں گیا تھا۔ انھوں نے دو آدمیوں کو نگرانی پر مقرر کیا تھا کہ جو آدمی خط نکالنے کے لیے آئے، اس کو قابو میں کر لیں۔ لیکن پہلے اسے خط نکال لینے دیں۔"

"تب پھر؟"

"میں اپنے ساتھ دس ساتھیوں کو لے کر گیا تھا۔ پہلے ہم نے ان دو کو قابو میں کیا اور پھر خط تلاش کیا۔"

"اور آپ کو خط کیسے مل گیا؟"

"اس لیے کہ ہمارے درمیان ایسی خفیہ جگہیں پہلے ہی طے ہیں۔"

"آپ نے تمام باتوں کے جوابات دیے ہیں اور شک کی کوئی وجہ نہیں۔ لہٰذا ہم دارالحکومت جا رہے ہیں۔ لیکن اگر ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت پیش آئی تو؟"

"فون نمبر نوٹ کر لیں۔ خفیہ الفاظ بھی لکھ دیتا ہوں۔ بس آپ فون پر وہ الفاظ دہرا دیجیے گا۔ ہم آ جائیں گے۔"

"ہوں ٹھیک ہے۔ انسپکٹر جمشید صاحب نے اس قدر احتیاط دراصل کی ہی اس لیے تھی کہ انھوں نے یہ بات بھانپ لی تھی کہ دشمنوں کو ان کی ہر حرکت اور ہر بات کا علم ہو رہا ہے، لہٰذا انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ اور وہ اس میں کامیاب رہے، لیکن ایسا کرنے کے لیے بھی انھیں خود کو دشمن کے حوالے کرنا پڑا ہے۔"

"کیا مطلب؟" سیاہ پوش سمیت سب لوگ چونک کر بولے۔

"ہاں! انھوں نے سراغ لگا لیا تھا کہ مجرم کون ہے۔ لہٰذا وہ اکیلے ہی اس سے ٹکرانے چلے گئے۔ میرا مطلب ہے،

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جان بوجھ کر ان کی قید میں چلے گئے — اس لیے کہ وہاں پروفیسر داؤد موجود تھے — اور ان کی وجہ سے وہ اس کے خلاف کچھ کر نہیں سکتے تھے — لہٰذا انھوں نے سوچا — اس کا حل یہ ہے کہ خود کو ان کے حوالے کر دیں اور ہمیں مجرم کی تلاش میں نکلنے پر مجبور کر دیں — وہ چاہتے ہیں — ہم اس طرح غیر محسوس طور پر جائیں — کہ مجرم کو پتا نہ چلے — ادھر وہ اندر دشمن کی قید میں رہ کر وہاں اس کا بیڑہ غرق کرنے کی کوشش کریں گے۔"

"پروگرام ضرور زور دار ہے — لیکن مجرم بھی زبردست ہے، عمارات کی عمارات اڑا دیتا ہے۔"

"ارے — مم — مگر — لیکن۔" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔

"ارے — مگر — لیکن — کوئی اور لفظ رہ گیا ہے تو وہ بھی شامل کر دو۔" مکھن نے جل کر کہا۔

"کیا بات سوجھ گئی ہے؟"

"اخبارات میں — ان عمارات کے اڑنے کی خبریں کیوں شائع نہیں ہوئیں؟"

"ہوئی ہیں — بالکل ہوئی ہیں۔" سیاہ پوش نے کہا۔

"نہیں ہوئیں — ہم نے نہیں پڑھیں۔"

"اس کا مطلب ہے — صرف دارالحکومت اور آس پاس کے شہروں

میں خبریں شائع ہوئی ہیں — دُور دراز کے شہروں میں جانے والے اخبارات میں یہ خبریں نہیں لگائی گئیں۔"

"آخر کیوں؟"

"ہو سکتا ہے — اس نے دھمکی دی ہو — کہ اگر اخبار والوں نے دُوسرے شہروں کے اخبارات میں یہ خبریں لگائیں تو وہ اخبارات کی عمارات کو اڑا دے گا — اخبارات کے مالک کیا کرتے — انھوں نے چُپ سادھ لی ہو گی۔"

"لیکن دوسرے شہروں میں خبریں شائع نہ کرا کے اسے کیا فائدہ؟" آصف بولا۔

"وہ شاید ہم سے خوف زدہ ہے — یا پھر یہ بات ہو گی کہ پہلے وہ ایک شہر سے دولت سمیٹ لینا چاہتا ہو، پھر دوسرے شہروں پر توجہ دے گا اور اس سے پہلے وہاں کے لوگوں کو خوف و ہراس میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا — تاکہ اطمینان سے اپنا کام جاری رکھے۔"

"ایک اور سوال — جس کا جواب آپ نہیں دے سکیں گے۔" شوکی نے کچھ سوچ کر کہا۔

"پوچھیے۔" سیاہ پوش نے کہا۔

"انسپکٹر انکل کا مکان تو غائب ہو گیا تھا، پھر ان کی بیگم صاحبہ نے خط کہاں چھپایا — جیسا کہ ابھی آپ نے کہا ہے کہ گھر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کی کچھ خفیہ جگہیں آپ لوگوں میں طے ہیں۔"

"اپنے گھر سے وہ بیگم شیرازی کے گھر میں آ گئے تھے۔ خط بھی وہیں لکھا گیا اور وہیں چھپایا گیا۔ بیگم شیرازی کو پہلے ہی ان کے گاؤں بھیج دیا گیا تھا۔"

"تب پھر بیگم صاحبہ کو بھی گاؤں بھیجا جا سکتا تھا۔" پروفیسر غالب نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے فون جو کرنا تھا۔ اور پھر اس وقت انھیں یہ اندازہ نہیں تھا کہ وہ ظلم پر اتر آئیں گے۔"

"ہوں خیر۔ ہم روانہ ہو رہے ہیں۔ کیا آپ بھی ہمارے ساتھ جائیں گے؟"

"نہیں۔ ہمیں اپنا کام کرنا ہے آپ کو اپنا۔ ہم آپ کے اس وقت کام آئیں گے جب آپ کو ہماری ضرورت محسوس ہو گی۔ اس کیس میں اصل کام پروفیسر غالب کا ہے غالباً۔ یہ سوچنا خیر آپ کا کام ہے۔ ہمارا نہیں۔ میں نے تو یہ بات اس خیال سے کہی ہے کہ پروفیسر داؤد سے اس شخص کو خطرہ محسوس ہوا تھا۔ لہٰذا اس نے سب سے پہلے انھیں اغوا کیا۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم پروفیسر غالب صاحب سے کام لیں گے، میں انسپکٹر جمشید کی مجبوری سمجھتا ہوں۔ انھیں پروفیسر داؤد کی وجہ سے دشمن کی قید میں جانا پڑا۔ ورنہ دشمن کی طاقت

اور تعداد کی کثرت سے وہ شکست کھانے والے نہیں تھے۔"

"آپ کا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ اور اب میں اجازت چاہوں گا۔"

"ایک سوال اور رہ گیا۔ آپ نے میرے دوست کا پتا کیسے چلایا؟" پروفیسر غالب نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی۔ اس سلسلے میں مجھے ضرور محنت کرنا پڑی۔ پہلے یہاں آیا۔ پروفیسر صاحب کے ایک ملازم سے ملا۔ ان سے ان کے دوستوں کے نام پتے معلوم کیے۔ اور یہ جگہ پسند آنے پر آپ لوگوں کو یہاں کا پتا دیا۔"

"خیر۔ آپ جا سکتے ہیں۔"

"شکریہ بہت بہت۔"

اس کے جانے کے بعد انسپکٹر کامران مرزا نے ان کی طرف دیکھا، پھر بولے:

"کیا خیال ہے تم لوگوں کا۔"

"کس بارے میں؟"

"بھئی اس سیاہ پوش کے بارے میں؟"

"بس سیاہ پوش تھا۔ اور انکل کی خفیہ فورس کا تھا۔"

"بھئی یہ اکرام تھا۔" وہ مسکرائے۔

"کیا!!!" وہ چلائے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اُن کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں ۔

" اگر یہ اکرام تھے تو انھوں نے یہ بات بتا کیوں نہ دی؟"

" ہدایات ۔ اس کیس میں ہمیں اس قدر احتیاط کرنا ہو گی کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے ۔ سارا شہر آئینے کی طرح مجرم کے سامنے رہتا ہے۔"

" اوہ نہیں۔"

" اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسپکٹر جمشید کو خود کو دشمن کے حوالے کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۔ وہ پروفیسر داؤد کو بھی کسی طرح چھڑا سکتے تھے۔"

" آپ تو ہمیں بھی ڈرائے دے رہے ہیں ۔ ان حالات میں ہم ان کی نظروں سے کس طرح چھپے رہیں گے۔" آفتاب نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

" بات ڈرنے کی ضرور ہے ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ڈر ڈر کر دُبلے ہو جاؤ ۔ آؤ ہمیں ابھی اور اسی وقت اپنا سفر شروع کرنا ہے۔"

وہ فوراً ہی ایرپورٹ پر پہنچے ۔ ٹکٹ انھیں مل گئے ۔ آدھ گھنٹے بعد وہ جہاز میں سوار ہوئے اور اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے، ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا کی پیشانی پر بل پڑ گئے :

" یار ! ہم غلط جہاز میں بیٹھ گئے۔" انھوں نے سرگوشی کی۔

" آپ کا مطلب ہے ۔ یہ جہاز دارالحکومت نہیں جا رہا؟"

" دارالحکومت تو یہ خیر جا رہا ہے ۔ اگر یہ کہیں اور جا رہا ہوتا تو ہمیں اس جہاز میں سوار ہی نہ ہونے دیا جاتا۔"

" تب پھر؟"

" کوئی ہماری نگرانی کر رہا ہے ۔ دو آنکھیں مسلسل ہمیں گھور رہی ہیں۔"

" نن ۔ نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

" اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ وہ دو آنکھیں کس کی ہیں ۔ خیر اِدھر اُدھر دیکھنا تو شروع کر دو ۔ بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔" انھوں نے سرد آواز میں کہا۔

اور اُن کے جسموں میں سنسنی دوڑ گئی ۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سیاہ پوش

"آپ نے کچھ اندازہ لگایا انکل؟" کچھ دیر بعد آصف نے دبی آواز میں کہا۔

"ابھی تک نہیں، لیکن یہ بات طے ہے — کوئی ہم پر نظر رکھے ہوئے ہے — اور وہ جہاز میں ہی کوئی کام دکھانا چاہتا ہے۔"

"ارے باپ رے — تب تو اس کے ارادے خطرناک ہیں۔"

"کوئی ایسے ویسے خطرناک — بہت جلد وہ سامنے آ جائے گا۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

اور پھر ان کا اندازہ اس وقت بالکل درست ثابت ہو گیا، جب مسافروں میں سے ایک آدمی نے اُٹھ کر کہا:

"میرے سینے سے بم بندھا ہوا ہے۔"

"کیا!!" مسافر چلّائے۔

"ہاں! بم — بہت طاقتور بم — اس قدر کہ اگر میں ہاتھ میں پکڑا ہوا بٹن دبا دوں تو پورے جہاز کے پرخچے اُڑ جائیں گے۔"

اس نے کہا۔

"نن — نہیں۔" لوگ چلّائے۔

"اگر آپ لوگوں کو میری بات پر یقین نہیں تو پھر یہ دیکھ لیں۔" اس نے پیٹ پر سے کپڑے ہٹا دیے — اس کے سامنے والے مسافروں نے بم کو صاف طور پر دیکھ لیا — ان کے چہرے بالکل زرد نظر آنے لگے — جسموں میں تھرتھراہٹ سی دوڑنے لگی —

"لیکن بٹن دبانے کے ساتھ آپ کے اپنے چیتھڑے بھی تو اُڑیں گے۔" ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا کی آواز گونجی۔

"ہاں! انسپکٹر کامران مرزا آپ ٹھیک کہتے ہیں — لیکن یہ لوگ نہیں جانتے۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"یہ لوگ نہیں جانتے — کیا نہیں جانتے۔" انھوں نے حیران ہو کر کہا — حیرت اس لیے ہوئی تھی کہ اس نے ان کا نام لیا تھا —

"یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس وقت جہاز پر بم صرف اور صرف آپ اور آپ کے ساتھیوں کی وجہ سے ہے — اگر آپ لوگ جہاز سے کود جائیں — تو باقی لوگ محفوظ ہو جائیں گے — باقی لوگوں کو پھر کوئی خطرہ نہیں رہے گا، کیونکہ آپ کے پیچھے ہی میں بھی کود جاؤں گا — فرق صرف یہ ہو گا کہ میں پیراشوٹ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

باندھ کر کود دوں گا، تاکہ گرنے کے باوجود زندہ رہوں۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور پھر انھوں نے اپنا پستول ہاتھ میں لے لیا، کیونکہ وہ اس کا مقصد سمجھ گئے تھے۔

"ارے! آپ نے تو پستول نکال لیا۔ خیر تو ہے؟"

"اپنا ایک اُصول ہے پیارے۔" وہ مسکرائے۔

"چلیے۔ آپ وہ اُصول بتا دیں۔"

"اُصول یہ ہے کہ ہم تو ڈوبے ہیں صنم۔ تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ تو پیارے بم فروش۔ اگر کوئی ہماری طرف بڑھا بھی تو میں اس پر گولی چلا دوں گا۔ اب جو ہونا ہے ہو جائے۔"

"دیکھا آپ نے۔ اس پاگل شخص کو۔" بم والا چلّایا۔

"پاگل میں نہیں۔ تم ہو۔ جہاز پر بم لیے پھر رہے ہو۔ ارے ہم۔ مگر یار۔ تم جہاز میں بم لے کس طرح آئے، کیا تمھاری چیکنگ نہیں ہوئی۔" انھوں نے خوش گوار انداز میں کہا۔

"اس کے لیے مجھے بہت بھاری رشوت دینا پڑی۔ بم ایک ایر ہوسٹس کے ذریعے لایا گیا۔ جہاز میں پھر اس نے یہ مجھے دے دیا۔ اور وہ اچانک طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرکے جہاز سے اتر گئی۔ ایمرجنسی حالت کے لیے رکھی گئی ایر ہوسٹسوں میں سے ایک کو اس کی جگہ پر مقرر کیا گیا۔"

"کیا ایسا ہوا تھا کپتان صاحب؟"

"ہاں! مجھے افسوس ہے۔ ہمارے محکمے کی ایک ایر ہوسٹس نے اس حد تک غداری کی ہے۔"

"اور یہ غداری اس نے اس خیال سے کی ہے کہ یہ جہاز نہیں بچے گا۔ لہٰذا اس کے خلاف کون کارروائی کرے گا۔ میں نے اسے بھی بتایا تھا کہ میں پیرا شوٹ کے ذریعے اُتر جاؤں گا اور پورا جہاز بم کے دھماکے سے پھٹ جائے گا، فضا میں ہی لوگوں کے ٹکڑے اڑ جائیں گے۔ لہٰذا اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہو سکے گا۔" بم والا بولا۔

"اس ایر ہوسٹس سے تو ہم بعد میں نبٹیں گے۔ پہلے تم یہ بتاؤ۔ کیا یہ ٹائم بم ہے؟"

"نہیں۔ جب تک میں بٹن نہیں دباؤں گا۔ یہ نہیں پھٹے گا۔" اس نے کہا۔

"تب تم یہ بازی ہار گئے۔ اس لیے کہ کوئی اب ہماری طرف تو بڑھے گا نہیں۔ اور ساتھ میں تم مرنا پسند نہیں کرو گے۔ یا تو تم بھی اپنی جان ساتھ دو۔ تب سب مر سکتے ہیں۔ بولو۔"

"لل۔ لیکن آپ کو پستول کس نے لانے دیا؟"

"میں محکمہ سراغرسانی کا ایک آفیسر ہوں۔ ہم جیسوں کو پستول

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ساتھ لانے کی اجازت ہوتی ہے۔"

"افسوس! اس بات کا ہمارے باس کو علم نہیں تھا — ورنہ وہ منصوبہ کسی اور طرح ترتیب دیتے۔"

"تب تم جن باس کی بات کر رہے ہو؟"

"اوہ! تو آپ نے یہ اندازہ بھی لگا لیا۔"

"ہاں! لگا لیا — تم اب ہاتھ اوپر اٹھا دو — بٹن پر سے ہاتھ اٹھا لو — اس لیے کہ تم کامیاب نہیں ہو سکو گے — کامیاب ہونے کی صرف ایک صورت ہے تمہارے لیے کہ اپنی جان بھی ساتھ دو — ورنہ تمہارا پروگرام یہ تھا کہ لوگوں کے ذریعے ہمیں نیچے پھنکوا دیتے اور پھر خود نیچے کود جاتے — لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

اب بم والے کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ پھر اس نے مسکرا کر کہا:

"کوئی بات نہیں — مجھے کوئی سزا نہیں ہو سکے گی — میرا باس مجھے فوراً چھڑا لے گا۔"

"اور ہمیں تم سے نہیں — تمہارے باس سے غرض ہے۔" وہ بھی مسکرائے۔

اس نے ہاتھ اوپر اٹھا دیے —

"آفتاب، آصف — اسے باندھ لو — بم بے کار کر دو اور

کیپٹن صاحب، جو ایر ہوسٹس اتر گئی تھی — آپ اس کے بارے میں اپنے آفیسر کو اطلاع دیں — کہ اسے فوراً گرفتار کر کے دارالحکومت پہنچا دیا جائے — محکمہ سراغرسانی کی عمارت میں ہم اس سے ملاقات کریں گے۔"

"بہت بہتر جناب! آپ مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اس قدر آسانی سے حالات پر کنٹرول کر لیا۔"

"بس! یہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔"

اور پھر ان کی ہدایات پر عمل کیا گیا — وہ جہاز سے اتر کر سیدھے دفتر پہنچے — آئی جی صاحب سے ملاقات کی اور ان سے حالات پوچھے:

"پچاس کوٹھیاں اب تک غائب ہو چکی ہیں — ان گنت لوگ کو وقت تک اسے ان گنت رقوم دے چکے ہیں — اس کا بنک بیلنس روز بروز بڑھتا جا رہا ہے — شاید چند دنوں کے بعد وہ دنیا کا دولت مند ترین انسان بن جائے گا — ابھی تو اس کی واردات کا دائرہ صرف ہمارے اس شہر تک ہے — ذرا سوچو — کامران مرزا — اگر یہ معاملہ پورے ملک میں پھیل گیا تو کیا ہو گا!"

"آپ پورے ملک کی بات کر رہے ہیں — میں تو کہتا ہوں، یہ شخص دوسرے ممالک تک بڑھے گا — شاید یہ پوری دنیا کا حکمران بن جائے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا!!!" آئی جی چلاتے۔

"ہاں! آپ نے دراصل سوچا نہیں اب تک — یہ شخص پہلے ہمارے ملک کا حکمران بنے گا، پھر دوسرے ممالک کی بڑی بڑی سرکاری عمارات کو اڑا دے گا — سب لوگ آخر جائیں گے کہاں — لہٰذا اس کا مطالبہ مان لیں گے۔"

"مطالبہ — کیسا مطالبہ؟"

"یہ کہ ان سب کا حکمران یہ خود ہے۔"

"کامران مرزا — آپ کیوں مذاق کر رہے ہیں۔"

"یہ مذاق نہیں — اگر ہم جلد از جلد اس کا سراغ نہ لگا سکے تو پھر سب کچھ ہوگا۔"

"اور یہ انسپکٹر صاحب کو کیا سوجھی — خود بخود اس کی قید میں چلے گئے۔"

"انھیں اسی میں بہتری نظر آئی تھی — پروفیسر داؤد کو بچانے کا مسئلہ بہت ٹیڑھا ہو گیا تھا — لہٰذا انھیں مجبوراً ایسا کرنا پڑا۔"

"لیکن اب — تم کیا کرو گے؟"

"ہم سے جو ہوگا — کریں گے۔"

"کیا انسپکٹر جمشید نے اپنے خط میں اشارہ کیا ہے کہ مجرم کون ہے؟"

"جی نہیں — لیکن آپ فکر نہ کریں — ہم بہت جلد مجرم کی راہ پر لگ جائیں گے۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — آئی جی صاحب نے ریسیور اٹھا لیا:

"مسٹر آئی جی — میں الہ دین کے چراغ کا جن بول رہا ہوں۔"

"فرمائیے — اب کیا ہے؟"

"اگرچہ اس وقت جو لوگ آپ کے پاس موجود ہیں — وہ بہت شان دار میک اپ میں ہیں — لیکن جب جہاز میں سے میں نے انھیں اڑانے کی کوشش کرائی تھی تو ان کے میک اپ بے معنی ہو گئے تھے — میں انھیں اچھی طرح جانتا ہوں — اور یہ بھی جانتا ہوں کہ انسپکٹر جمشید نے جان بوجھ کر خود کو میرے حوالے کیا ہے — تاکہ پروفیسر داؤد کے لیے کچھ کر سکیں — لیکن اس وقت انسپکٹر جمشید کس قدر مجبور اور بے بس ہیں — آپ لوگ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے — اور اب میں انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں کو بھی یہیں بلا رہا ہوں — اور انھیں خود بخود میرے جال میں آنا ہوگا۔"

"کیا مطلب؟" انسپکٹر کامران مرزا چونکے۔

"اگر آپ سب مقررہ جگہ پر مقررہ وقت پر نہ آئے تو — میں محکمہ سراغ رسانی کی عمارت کو اڑا دوں گا — اور اس

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کے ساتھ ایوانِ صدر کو بھی۔"

"نن ۔ نہیں۔" وہ چلائے۔

"تو بس پھر ۔ سیدھے چلے آئیں ۔ ہم آپ کا استقبال کریں گے۔"

"ہم کہاں آئیں؟"

"شمالی پہاڑیوں میں ۔ وہاں سے میرے آدمی آپ کو لے لیں گے ۔ اور اگر آپ نے گڑبڑ کرنے کی کوشش کی تو پھر میں اپنا وعدہ پورا نہیں کروں گا ۔ ساتھ میں آپ کے ساتھ پھر سختی بھی بہت ہو گی۔"

"نہیں ۔ ہم کوئی گڑبڑ نہیں کریں گے۔"

"آپ بہت عقل مند ہیں ۔ وقت سے پہلے ہر بات کا اندازہ لگا لیتے ہیں ۔ اس وقت بھی آپ نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ میرے خلاف کوئی حرکت کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ پورا ملک مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا۔"

"وہ تو پہلے ہی ہوا ہوا ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"ابھی تو ابتدا ہے ۔ آگے آگے دیکھنا، کیا ہوتا ہے۔"

"بہت بہتر جناب، ضرور دیکھیں گے ۔ اگر آپ نے دیکھنے دیا۔" اس نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں ۔ اسی وقت شمالی پہاڑیوں کی طرف روانہ

ہو جاؤ ۔ اور آئی جی صاحب ۔ آپ یہ اطلاع نوٹ کر لیں کہ کل شہر کی بیس عمارات غائب ہو رہی ہیں ۔ پچاس اور آدمیوں نے پیسے جمع کرا دیے ہیں، لہٰذا ان کی کوٹھیاں محفوظ ہو گئی ہیں۔"

"لیکن یہ اتنے لوگ تو دھڑا دھڑ بے گھر ہو رہے ہیں ۔ وہ بے چارے آخر کہاں جائیں؟"

"ہوٹلوں اور سراؤں میں ٹھہریں ۔ سب سے اچھا ہوٹل ۔ ہوٹل کمال ہے ۔ لوگوں کو چاہیے کہ اس میں رہیں ۔ ہوٹل کمال یوں بھی بہت اچھا ہے ۔ اس کی سروس بھی بہت خوب ہے، یہ اعلان آپ خود کرا دیں کہ لوگ ہوٹل کمال میں بہت محفوظ رہیں گے ۔ میں اور تو سب کچھ کر سکتا ہوں ۔ ہوٹل کمال کو غائب نہیں کر سکتا۔"

"بہت خوب! میں یہ اعلان کرا دوں گا۔"

فون بند ہونے پر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"کیا تم واقعی خود کو اس کے حوالے کر رہے ہو؟"

"آپ خود بتائیں ۔ کیا ہم اپنے لیے اس عمارت کو غائب کروا دیں؟"

"ہاں! کیوں نہیں ۔ عمارت اور بن جائے گی ۔ تم لوگ اور نہیں بن سکو گے ۔ اور پھر ابھی تو تمھیں اس کا سراغ بھی لگانا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہے۔" آئی جی صاحب بولے۔

" وہ ہم اس کی قید میں جا کر زیادہ آسانی سے لگا سکیں گے۔"

" میں تو کہتا ہوں — ابھی کوئی ضرورت نہیں قید میں جانے کی — پہلے اِدھر اُدھر رہ کر اس کا سراغ لگانے کی کوشش کرو۔"

" کیا یہ آپ کا حکم ہے؟"

" ہاں! یہ حکم ہے۔"

" تب پھر آپ عمارت کو خالی کر دیں — فائلیں کسی اور مقام پر پہنچا دیں — ہم جا رہے ہیں کمال ہوٹل۔"

" کیا!!!" وہ چلائے۔

" ہاں! اس نے کہا ہے نا — وہ اور تو سب کچھ کر سکتا ہے — ہوٹل کمال کو نہیں اڑائے گا — اس کا مطلب ہے — یا تو وہ ہوٹل خود اس کا ہے — یا اس کے کسی آدمی کا — لیکن ان حالات میں وہ بہترین پناہ گاہ ہو سکتا ہے — اور یہ بات بھول میں وہ خود بتا گیا۔"

" ویری گڈ انسپکٹر کامران مرزا — میرا خیال ہے — اس کا سراغ بھی اس ہوٹل سے ہی لگایا جا سکتا ہے۔"

" ہم دیکھ لیں گے — آپ فکر نہ کریں — یہاں کے ریکارڈ کی فکر کریں۔"

" میں اسی وقت پوری عمارت کو خالی کروا رہا ہوں۔"

اور وہ دفتر سے نکل کر سیدھے ہوٹل کمال پہنچے — یہ ایک بہت بڑا ہوٹل تھا — سیکڑوں کمرے تھے اس میں — وہ سیدھے کاؤنٹر پر جا کر رک گئے:

" ہمیں چار کمرے چاہییں۔"

" اچھے وقت پر آ گئے — کل سے اس ہوٹل میں کمرے ملنا بہت مشکل ہو جائے گا — ایک ہزار روپے روزانہ کرایہ ہے ایک سنگل کمرے کا — آپ کو ڈبل کی ضرورت ہو گی، یعنی چار ڈبل تو وہ دو ہزار روپے روز کے حساب سے ہیں۔"

" یہ تو بہت زیادہ کرایہ ہے۔"

" کل دیکھیے گا آپ — ہوش اڑ جائیں گے۔"

" اچھا بھائی — دیکھ لیں گے — فی الحال آپ چار سنگل کمرے دے دیں — ہم ان میں ہی گزارا کر لیں گے۔"

" ضرور — کیوں نہیں — کل دوگنا کرایہ ہو چکا ہو گا۔"

" ہمیں کیا۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

" نہیں — آپ کو بھی کل کے بھاؤ سے کرایہ دینا پڑے گا۔"

" یار بہت کاروباری ہو — خیر — دے دیں گے۔" وہ مسکرائے۔

" تو ہم کسی سرائے میں کیوں نہ چلے چلیں ابا جان۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

" نہیں — ہمیں یہیں ٹھہرنا ہو گا۔" وہ بولے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

... پھر وہ اپنے کمروں میں آ گئے — کمرے دوسری منزل پر تھے — ویسے یہ ہوٹل گیارہ منزلہ تھا — ابھی وہ اپنا سامان لگا کر فارغ نہیں ہوئے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی —

انھوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر انسپکٹر کامران مرزا نے اٹھ کر دروازہ کھول دیا۔

انھوں نے دیکھا — باہر وہی سیاہ پوش کھڑا تھا۔

جن خور

"ہائیں! آپ تو وہی ہیں — یعنی کہ سیاہ پوش — عرف خفیہ فورس — عرف انکل اکرام" آفتاب چہکا۔

"ہاں! میں وہی ہوں — اور اس بات پر حیرت زدہ ہوں کہ کس طرح ہماری تمام احتیاطی تدابیر خاک میں مل گئیں — آپ لوگوں کی آمد بالکل بھی چھپی نہ رہ سکی — پتا نہیں، اس شخص نے کس قسم کے انتظامات کر رکھے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں — اب ہم بھی یہ میک اَپ ختم کر رہے ہیں اور اس کے خلاف اعلانِ جنگ کر رہے ہیں۔"

"لیکن اس طرح انسپکٹر صاحب کا پلان تو ختم ہو گیا نا۔" اکرام نے کہا۔

"کیا کیا جائے — مجبوری ہے — اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں — ویسے میں ایک نتیجے پر پہنچا ہوں اور وہ یہ کہ اس نے اپنا کام شروع کرنے سے بہت پہلے ہی ہم لوگوں کے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

گرد اپنا جال مکمل کر لیا تھا — لہٰذا ہماری تمام حرکات و سکنات اس کی نظروں میں ہیں — پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ ہم اس کی نظروں سے چھپ کر یہاں آ جاتے۔"

عین اس وقت فون کی گھنٹی بجی — دوسری طرف آئی جی صاحب تھے:

"انسپکٹر کامران مرزا — وہ ایر ہوسٹس دفتر پہنچ گئی ہے — بم والا پہلے ہی پہنچ چکا ہے — ان کا کیا کرنا ہے؟"

"ایر ہوسٹس اور بم والے سے میں دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں — دوسری بات — بم والے نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم اسے قید میں نہیں رکھ سکیں گے — لہٰذا دیکھنا یہ ہے کہ ہم اسے رکھ سکتے ہیں یا نہیں۔"

"ٹھیک ہے — پھر کیا تم یہاں آ رہے ہو نا؟"

"جی ہاں! وہ تو آنا ہی پڑے گا۔"

وہ فوراً دفتر پہنچے — اکرام نے اب سیاہ لباس اُتار دیا تھا، کیونکہ اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہ گئی تھی — ایر ہوسٹس کا سارا خون نچڑ چکا تھا —

"غداری کا انعام تم نے پا لیا، لیکن ایسی کیا مجبوری تھی تمھیں؟" انسپکٹر کامران مرزا نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"مم — میرا بھائی۔" اس نے کانپ کر کہا۔

"تمھارا بھائی — کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ — میرا بھائی ان لوگوں کی قید میں ہے — انھوں نے دھمکی دی تھی کہ اگر میں نے یہ کام نہ کیا تو وہ میرے بھائی کو مار ڈالیں گے۔"

"تو تم نے ایک بھائی کی خاطر اتنے لوگوں کو موت کے منہ میں دھکیلنا پسند کیا۔"

"مم — میں کیا کرتی۔"

"انکار — یا ہمیں اطلاع تو دے سکتی تھیں۔"

"میں اطلاع نہیں دے سکتی تھی — ان کی نظریں مجھ پر جمی تھیں۔"

"خیر — تم کہہ سکتی تھیں کہ ایک بھائی کے لیے میں اتنے بھائیوں اور بہنوں کی زندگیوں کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی۔"

"بس! یہ مجھ سے نہ ہو سکا۔"

"اور اب اسی کی سزا تمھیں بھگتنا ہو گی — خیر یہ بتاؤ — تمھارے بھائی کو انھوں نے کب اغوا کیا؟"

"اس واقعے سے صرف ایک دن پہلے — پھر ان کا فون ملا کہ میرا بھائی ان کے قبضے میں ہے اور وہ مجھ سے ایک چھوٹا سا کام لینا چاہتے ہیں — انھوں نے فون پر میرے بھائی کی آوازیں بھی سنوائیں — وہ بُری طرح چیخ رہا تھا —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

چلّا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ باجی مجھے ان بھیڑیوں سے بچا لو۔ یہ میری چمڑی ادھیڑ رہے ہیں۔ میں کانپ گئی اور ان کا کام کرنے کی حامی بھر لی۔ اسی وقت بھائی کی چیخیں رک گئیں۔"

"جیل تو تمھیں جانا ہوگا، کیونکہ تم نے بھائی کی قیمت پر اپنی ڈیوٹی قربان کر دی۔ جب کہ ہمارے ملک کا قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔ کیا تمھارا بھائی واپس آ گیا ہے؟"

"آج رہا کرنے والے تھے وہ لوگ۔ لیکن اب میرے پکڑے جانے کے بعد پتا نہیں، وہ لوگ اسے رہا کرتے ہیں یا نہیں۔" یہ کہہ کر وہ رونے لگی۔

انسپکٹر کامران مرزا اور باقی لوگ دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ اس میں بم والے کو رکھا گیا تھا۔ عین اس لمحے ایک ماتحت نے فون کی اطلاع دی۔ وہ فون کے پاس گئے۔ آئی جی صاحب فون سُن رہے تھے اور ان کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ آخر انھوں نے ریسیور پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"جن بات کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے۔ بم والے کو رہا کر دیا جائے۔ اگر نہیں کریں گے۔ تو ایوانِ صدر سے ہاتھ دھو لیں گے۔"

"اچھی بات ہے۔ آپ اس سے کہہ دیں۔ ہم اسے رہا

کر رہے ہیں۔"

"یہ تم کہہ رہے ہو کامران مرزا۔ جب کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم نے کیا کہا تھا۔"

"اب ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟" وہ بولے۔

"جیسے تمھاری مرضی۔ کیا رہا کرنے سے پہلے تم اس سے بات کرنا چاہتے ہو؟"

"ہاں! چند سوالات۔" انھوں نے کہا اور پھر بم والے کے کمرے کی طرف قدم اُٹھانے لگے۔ ان کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ پیشانی پر لکیریں اُبھر آئی تھیں۔ جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ بم والا انھیں دیکھ کر بھرپور انداز میں مسکرایا۔

"تم مسکرا سکتے ہو بھئی۔ مسکرا سکتے ہو۔"

"مجھے رہا کب کر رہے ہو؟"

"چند سوالات پوچھنے کے بعد۔" وہ بولے۔

"میں نے کہا تھا۔ تم مجھے جیل میں نہیں رکھ سکو گے۔"

"ہاں! اس میں کیا مشکل ہے۔ تم نے بالکل ٹھیک کہا تھا، صرف یہ بتا دو۔ یہ جن صاحب کون ہیں؟"

"ہمیں کیا معلوم۔ ہمارے سامنے تو نقاب پہن کر آتے ہیں۔" اس نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ان کا ٹھکانا کہاں ہے؟"

"مجھے کیا پتا۔"

"ابھی تم نے کہا — تم لوگوں کے سامنے جن نقاب پہن کر آتے ہیں — یہ ملاقات کہاں ہوتی ہے؟"

"شہر کی ایک عمارت — شاہی بلڈنگ میں۔"

"اگر یہ بات جھوٹ ہوئی تو؟"

"تب بھی تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔"

انسپکٹر کامران مرزا ایک قدم آگے بڑھے اور ایک بھرپور مُکّا اس کی ٹھوڑی پر رسید کر دیا — وُہ پورا گھوم گیا اور دھڑام سے گرا — ساتھ ہی اس کے منہ سے خُون بہنے لگا — سب لوگ سکتے میں آ گئے — وُہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ انسپکٹر کامران مرزا اس طرح اچانک غصّے میں بھی آ سکتے ہیں:

"اب کیا خیال ہے — ہم تمھارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں یا نہیں؟" انھوں نے کہا۔

"مم — میں — تت — تم۔" اس سے کوئی بات نہ ہو سکی۔

"یہ بتاؤ — تم یہاں سے سیدھے کہاں جاؤ گے؟"

"تم میرا تعاقب کرنا چاہتے ہو — ضرور کر لو — میں شاہی بلڈنگ جاؤں گا — ہاں۔" اس نے چیخ کر کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا نے آگے بڑھ کر اس کی کمر پر ایک ٹھوکر

رسید کر دی:

"اب بتاؤ — تم میں چلنے پھرنے کی سکت ہے یا نہیں؟"

"نن — نہیں۔"

"تو پھر کچھ دیر آرام کرنا بہتر ہو گا — جب چلنے کے قابل ہو جاؤ — بتا دینا۔"

اس نے کچھ نہ کہا — انسپکٹر کامران مرزا نے ڈاکٹر کو فون کیا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

"تمھارا نام کیا ہے؟"

"بالی خان۔" اس نے کہا۔

"ہُوں — ابھی ڈاکٹر تمھاری مرہم پٹی کر دے گا — فکر نہ کرو۔"

"لیکن ان زخموں کا حساب آپ کو دینا پڑے گا۔" اس نے جل کر کہا۔

"اچھا یار کر لینا۔" انھوں نے منہ بنایا۔

تھوڑی دیر بعد بالی خان محکمہ سُراغ رسانی کی عمارت سے نکلتا نظر آیا — اور ادھر انسپکٹر کامران مرزا پارٹی مناسب فاصلے سے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے — باہر نکلتے ہی بالی خان نے ایک ٹیکسی پکڑ لی۔

"شاہی بلڈنگ چلو۔" اس نے کہا — سر پر بندھی پٹی کی وجہ سے اس سے اچھی طرح بولا بھی نہیں جا رہا تھا — جلد ہی ٹیکسی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

شاہی بلڈنگ کے سامنے رک گئی۔ بل ادا کرکے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ انسپکٹر کامران مرزا پارٹی قدرے فاصلے پر رہ گئی۔

دس منٹ بعد ہی۔ بالی خان وہاں سے نکلتا نظر آیا۔ باہر نکل کر اس نے پھر ایک ٹیکسی پکڑی۔ اب اس کا رُخ شمالی پہاڑیوں کی طرف تھا۔ پہاڑیوں کے نزدیک ٹیکسی سے اتر کر وہ پیدل آگے بڑھنے لگا۔ وہ بھی گاڑی سے اُتر کر پیدل چلنے لگے۔ اچانک ان سب پر ایک جال گرا۔ وہ اس میں گڈ مڈ ہو گئے اور جب جال کو کھینچا گیا اور وہ سب ایک جگہ سمٹ گئے۔ اچانک جال اوپر اٹھنے لگا۔

"یہ ہمیں اُوپر کیوں اٹھایا جا رہا ہے؟" کھن نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ اچھا۔ کتنے اچھے میزبان ہیں۔" آصف مُسکرایا۔

"اس کا مطلب ہے۔ ہم بھی پھنس گئے۔ ہمیں بالی خان کا تعاقب نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"تو اور کس کا تعاقب کرتے بھلا، اور تھا کون تعاقب کے لیے؟" آفتاب نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی۔ بھئی کیا تعاقب کرنا اتنا ضروری ہے؟"

"ہاں! بہت ضروری۔ آخر کو مجرم کا سراغ لگانا تھا۔"

"اس مجرم کا سُراغ ہم شاید ہی لگا سکیں گے۔ اسے تو

ہمارا سُراغ لگانے کی ضرورت نہیں۔ ہم ہر وقت تو اس کی نظروں میں ہیں۔"

جال اُوپر اُٹھتے اُٹھتے اس قدر اُوپر اُٹھ گیا کہ انھیں ڈر لگنے لگا:

"اس وقت اگر یہ جال نیچے سے پھٹ جائے۔ یا کٹ جائے۔ تو ہمارا کیا بنے گا؟" فرحت بڑبڑائی۔

"سرمہ۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"وہ تو ہڈیوں کا بنے گا۔ گوشت پوست کا کیا بنے گا؟"

"قیمہ۔" آفتاب نے کہا۔

"شوکی بھائی۔ اس بار رفعت بہن آپ کے ساتھ نظر نہیں آ رہی؟"

"اسے ہم نے دفتر کا کام سونپ دیا ہے۔"

"بہت زیادتی کی۔ آیندہ اسے ساتھ لانا نہ بھولنا۔"

"اچھی بات ہے۔ نہیں بھولیں گے۔ کیا اس کی خاص ضرورت محسوس ہو رہی ہے؟" کھن بولا۔

"پوچھ تو اس طرح رہے ہو جیسے ابھی جا کر لے ہی تو آؤ گے۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ اگر یہ جال میں سے نکل جانے کی اجازت دے دیں تو میں اسی وقت جا کر رفعت کو لا سکتا ہوں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اچھا بھائی کان نہ کھاؤ۔ اس جال میں کم از کم ہم اپنے کان نہیں کھلوا سکتے۔"

"یہ جان کر خوشی ہوئی۔ مطلب یہ کہ باقی چیزیں تو کھلوا سکتے ہیں۔"

"آدم خور ہو کیا؟"

"جنوں کے مقابلے میں آدم خوروں کو ہی تو آنا پڑے گا، ورنہ کام کیسے چلے گا۔"

"گویا اس بار مقابلہ جنوں اور آدم خوروں میں ہو گا۔"

"ہاں! کیا حرج ہے۔ اگر ہم ان جنوں کے لیے آدم خور بن جائیں۔"

"لیکن اس سے جنوں کا کیا بگڑے گا۔ ہم تو آدم خور بن جائیں گے۔ کیوں نہ ہم جن خور بننے کی کوشش کریں۔"

"ج۔ جی۔ جن خور۔" آفتاب گھبرا گیا۔

"ہاں! اگر ہم آدم خور بن سکتے ہیں تو جن خور کیوں نہیں بن سکتے۔"

"حد ہو گئی۔ یعنی کہ۔ ہم تو آدم خوروں اور جن خوروں کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے۔ جن اور آدم کیا خیال کریں گے۔"

"بڑا خیال آ رہا ہے ان کا۔ ارے ہائیں۔ یہ تو اوپر

ہی اوپر جا رہا ہے۔ کمال ہے۔ کیا آسمان تک لے جانے کا ارادہ ہے ان لوگوں کا؟" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"اس کے لیے پہلے انھیں خود آسمان پر جانا ہو گا۔" شوکی نے فوراً کہا۔

اچانک جال ایک چٹان پر آ کر اٹک گیا، پھر اس چٹان کے دوسری طرف نیچے ہونے لگا۔

"جال کا دوسرا سفر شروع ہو چکا ہے۔" آفتاب نے گویا اعلان کیا۔

"غلط جملہ بولا۔ جال کے سفر کا دوسرا حصہ شروع ہو چکا ہے، کہنا چاہیے تھا۔" آفتاب نے کہا۔

"دیکھا۔ کیسے ہیں یہ۔ ایسے میں بھی غلط اور درست جملوں کی بات سوجھ رہی ہے۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔"

"سوچا تھا کیا۔ کیا ہو گیا۔ اب ہم لوگ انسپکٹر جمشید پارٹی کو کیا منہ دکھائیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"یہی منہ دکھائیں گے۔ اور کون سے منہ دکھائیں گے۔ ہمارے پاس ہیں ہی ایک ایک۔"

"حد ہو گئی یعنی کہ۔" شوکی نے بھنا کر کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"حد کی کیا بات ہے — وہ تو ویسے بھی ہوتی رہتی ہے" آفتاب نے کہا۔

اور پھر اچانک جال بہت تیزی سے نیچے چلا — ان کی سٹیاں گم ہو گئیں — موت آنکھوں کے سامنے نظر آنے لگی۔

"معلوم ہوتا ہے — ہمارا آخری وقت آ پہنچا" آصف کے منہ سے نکلا۔

"یا اللہ! ہم سب کی مغفرت فرما" شوکی نے فوراً کہا۔

"ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ ہماری موت اس طرح واقع ہو گی" فرحت بولی۔

"بے چارے انسپکٹر جمشید وغیرہ کیا سوچیں گے"

"یہ سوچیں گے کہ ہم کس قدر خود غرض نکلے — بالکل مدد کو نہیں آئے — جب کہ انھوں نے ہماری وجہ سے خود کو دشمنوں کے حوالے کر دیا تھا"

"بھئی اللہ کو یاد کرو — آخری وقت میں ادھر اُدھر کی باتیں نہیں کرتے" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

وہ اللہ کو یاد کرنے لگے —

اچانک جال کا نیچے گرنا رک گیا — انھیں ایک جھٹکا سا لگا نیچے دیکھا تو سمندر تھا —

"ارے باپ رے — یہ تو جال سمیت ہمیں سمندر میں غوطہ

دینے جا رہے ہیں" آفتاب نے بوکھلا کر کہا۔

"چلو شکر ہے — صرف غوطہ ہی دینے جا رہے ہیں — غرق کرنے نہیں جا رہے" کھن نے خوش ہو کر کہا۔

"ہائیں — نیچے تو ایک عدد بحری جہاز نظر آ رہا ہے" فرحت نے کہا۔

"آہا — پھر تو موت ٹل گئی — یہ لوگ تو ہمیں بحری سفر کرانے جا رہے ہیں"

"بھئی واہ — کتنے اچھے ہیں یہ لوگ" شوکی بولا۔

جال جہاز کے عرشے پر ٹک گیا — جال کا منہ کھول دیا گیا — وہ اپنے ارد گرد بے شمار بحری ڈاکو دیکھ رہے تھے، ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اور کلاشن کوفیں تھیں — ان کے چہروں سے بے رحمی ٹپک رہی تھی — یوں لگتا تھا — جیسے وہ ابھی ان تلواروں سے ان کے جسموں پر وار پر وار کرنے لگیں گے —

"اسے کہتے ہیں — آسمان سے گرا، کھجور میں اٹکا" آصف نے منہ بنایا۔

"لیکن یار — یہاں کھجور تو کہیں بھی نظر نہیں آ رہی" آفتاب نے فوراً کہا۔

"عقل کے اندھوں کو نظر آئے گی بھی نہیں" آصف نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جل کر کہا۔

" ہائیں — تو تم کس چیز کے اندھے ہو؟"

" دل کے اندھے ہیں بھئی" شوکی مسکرایا۔

" خوش آمدید دوستو۔"

ایک آواز نے انھیں چونکا دیا — وہ آواز کی طرف گھومے اور حیران رہ گئے —

فرق

اُن کے سامنے ایک بے وقوف قسم کا بوڑھا آدمی کھڑا مسکرا رہا تھا — باقی سب لوگ اس کے آتے ہی دم بخود سے رہ گئے اور بہت ادب سے کھڑے ہو گئے:

" میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو — ہمارے معزز مہمان آئے ہیں، ناچو گاؤ — خوشیاں مناؤ — ارے احمقو — اتنے معزز مہمان تو کبھی کبھی آتے ہیں — تم نے سنا نہیں؟"

وہ سب اُچھلنے کودنے اور ہا ہو کرنے لگے — اس قدر شور مچا کہ کان پڑی آواز سنائی دینا بند ہو گئی — ساتھ میں وُہ بوڑھا بھی اُچھل کود رہا تھا — یُوں لگتا تھا جیسے ان پر ناچنے کا دورہ پڑ گیا ہو — یہ اچھل کود پورے پانچ منٹ جاری رہی — وہ کھڑے دیکھتے رہے — آخر بوڑھے نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے — وہ اس طرح یک لخت رک گئے جیسے مشینیں ہوں اور ان کے بٹن آف کر دیے گئے ہوں۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"یہ تو تھا آپ لوگوں کا استقبال — اب آئیے — کھانا ہو جائے۔"

"آپ نے اب تک اپنا تعارف نہیں کرایا۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"اے لو — تعارف کی بھی ایک ہی کہی — آپ مجھے نہیں جانتے — کمال ہے — ارے بھئی، یہ میں ہوں پروفیسر جھاڑ۔"

"کیا کہا — پروفیسر جھاڑ۔"

وہ زور سے اُچھلے — ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔ انسپکٹر جمشید کے خط میں اگرچہ حالات مختصر طور پر درج تھے۔ لیکن ان حضرت کا ذکر بھی آیا تھا کہ کس طرح وہ پروفیسر داؤد کو اغوا کر کے لے گیا:

"یاد آ گیا — آپ وہی ہیں جو ہمارے پیارے پروفیسر انکل کو لے گئے تھے۔"

"بالکل ٹھیک سمجھے۔"

"تو ہمیں داد تو دیں نا — ایسی بھی کیا بے مروتی۔" آفتاب بولا۔

"داد — اوہ اچھا وہ والی داد — جو شاعروں کو ملتی ہے۔" اس نے چونک کر کہا۔

"داد صرف شاعروں کو نہیں — ہر فن کے ماہرین کو مل سکتی ہے۔"

"مل سکتی ہو گی — مجھے کیا — خیر لے لو — جتنی داد چاہو لے

لو — دے دو بھی انھیں داد۔" اس نے ڈاکوؤں نے کہا۔

وہ ایک بار پھر اُچھلنے لگے — ایک منٹ تک اُچھلتے رہے — اس نے پھر ہاتھ اُوپر اُٹھا دیے — وہ رک گئے —

"اتنی داد کافی ہے — یا اور؟"

"جی بس — جی خوش ہو گیا۔" کھن نے منہ بنایا۔

"ہو گیا نا — آپ کو ایسی داد بھی تو پہلے نہیں ملی ہو گی۔" بوڑھے پروفیسر جھاڑ نے کہا۔

"جی ہاں! یہ تو خیر ہے۔"

"اب کھانا ہو جائے۔"

"اس جہاز پر صرف اور صرف میرا حکم مانا جاتا ہے — جو میں کہتا ہوں — بس وہ ہو جاتا ہے۔" اس نے پہلی بار سرد آواز میں کہا، ورنہ اب تک تو وہ بچکانہ انداز میں باتیں کرتا رہا تھا —

"اس بات کے کہنے کا مطلب کیا ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"میں نے دو بار کہا ہے — اب کھانا ہو جائے — اور تم لوگ نہیں اُٹھے — ٹھہرو — پہلے ایک نمونہ دکھاتا ہوں — جمو — سمندر میں کود جاؤ — تیرو گے نہیں۔"

فوراً ہی ایک آدمی نے عرشے کی طرف اس طرح دوڑ لگائی جیسے موت اس کے تعاقب میں ہو اور پھر وہ سمندر میں کود گیا —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

شخص پسند آیا ہے — وہ ہٹلر ہی ہے — لیکن میں اس سے بھی دو ہاتھ آگے ہوں — یہ لوگ میرے ایک اشارے پر سمندر میں کود جائیں — اور مُڑ کر نہ دیکھیں — کہ شاید میں مذاق کر رہا ہوں۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ ہیں کون؟"

"بتایا تو ہے — پروفیسر جھاڑ ہوں۔"

"یہ تو بالکل ایسا لگتا ہے — جیسے آپ پروفیسر جھاڑو ہوں۔" مکھن نے منہ بنایا۔

"جھاڑو تو پھرے گی اب تم لوگوں پر۔"

"ہائیں — آپ تو گاڑھی اردو بھی جانتے ہیں"

"ابھی تم نے دیکھا ہی کیا ہے۔" وہ ہنسا۔

"خیر — جو آپ دکھائیں گے — وہ بھی دیکھ لیں گے — آپ ناراض نہ ہوں — چلیے کھانا کھا لیں۔"

وہ انھیں ہال میں لے آیا — یہاں کھانا چنا جا چکا تھا۔ انھوں نے مل کر کھایا — کھانے کے دوران انھیں خیال آیا کہ کہیں کھانے میں زہر نہ ہو — لیکن پھر انسپکٹر کامران مرزا کو پُر سکون انداز میں کھاتے دیکھ کر وہ بھی کھانے لگے — آخر کھانا ختم ہوا تو پروفیسر جھاڑ نے کہا:

"ہمارا سفر شروع ہو چکا ہے — سات دن کے سفر کے

"یہ پانی میں گرنے کے بعد تیرے گا نہیں — حالانکہ بہترین تیراک ہے — یہ سب لوگ بہترین تیراک ہیں، لیکن چونکہ میں نے حکم دیا ہے — اس لیے تیرے گا نہیں — اور ڈوب جائے گا۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"ریلنگ پر جا کر دیکھ لو۔"

وہ عرشے کے کنارے پر چلے آئے اور دیکھنے لگے، لیکن جمبو کا کہیں نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا تھا —

"تم نے دیکھا؟"

"ہاں! دیکھا — ہم نے ایک آدمی کے بارے میں سُنا ہے — وہ اپنی فوج کے کچھ سپاہیوں کو کسی عمارت کی تیسری منزل پر چڑھنے کا حکم دیتا تھا — اور پھر انھیں نیچے کود جانے کا حکم دیتا تھا — سُنا ہے — فوجی فوراً نیچے گرنے لگتے تھے — حالانکہ ان میں سے ہر ایک یہ بات جانتا تھا کہ جونہی وہ نیچے گرے گا — اس کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا — اس کے باوجود وہ گرتے چلے جاتے تھے — جب تک کہ وہ انھیں روک نہیں دیتا تھا — اور اس کا نام ہٹلر تھا — تم بھی اسی کی نسل سے لگتے ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے نفرت زدہ انداز میں کہا۔

"ہٹلر سے میری مثال تم نے بالکل ٹھیک دی ہے انسپکٹر کامران مرزا — مجھے بہت پسند بھی آئی — اپنی زندگی میں مجھے اگر کوئی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

بعد ہم تم لوگوں کو ایک جزیرے پر اتار دیں گے۔ اگر تم نے اس وقت تک کوئی غلط حرکت نہ کی۔ غلط حرکت کی تو پھر سمندر میں اتار دیں گے۔ اور میرا خیال ہے۔ تم جزیرے کی بجائے سمندر کو پسند نہیں کرو گے۔"

"ٹھیک ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اس جزیرے پر اُتر کر تم لوگ ضرور خوش ہو گے۔ بلکہ بہت خوش۔"

"وہاں ایسی خوشی کی کیا بات ہے؟"

"یہ تو وہاں اُتر کر ہی پتا چلے گا۔"

"چلیے ٹھیک ہے۔ چل جائے گا پتا۔ اور اگر نہ چلا پتا ہم پتے کو چل جائیں گے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا۔ اس معاملے سے آپ کا تعلق کیا ہے۔ آپ کی حیثیت کیا ہے؟"

"عمارات اڑانے والے معاملے سے؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"ہاں!" وہ فوراً بولے۔

"میں ایک ادنیٰ کارکن ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے۔ باس کوئی اور ہے۔"

"ہاں! وہ بہت بڑی چیز ہے۔ چاہے تو اس جہاز کو بھی

غائب کر دے۔ اور ہم سمندر میں غوطے کھاتے رہ جائیں۔"

"لیکن اسے ہمارے بارے میں اس قدر فکر مند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟"

"وہ فکر مند ہرگز نہیں ہے۔ لیکن اسے بس ایک شوق ہے۔"

"اور وہ شوق کیا ہے؟"

"کیا کوئی اسے شکست دے سکتا ہے۔ وہ ہر کام اس نظریے سے کرتا ہے۔ یعنی۔ یہ کہ کیا کوئی اسے شکست دے سکتا ہے۔ اب اس عمارات والے معاملے کو ہی لے لو۔ کیا ابھی تک کوئی اس معاملے میں اسے نیچا دکھا سکا ہے۔ کتنے دن ہو گئے ہیں۔ عمارات تباہ ہوتے یا لوگوں کو رقوم ادا کرتے۔ پھر۔ کیا قانون اس کا سُراغ لگا سکا۔ کوئی سائنس دان اس کا کوئی علاج ڈھونڈ سکا۔"

"نہیں۔ ابھی تک نہیں۔" پروفیسر غالب بولے۔

"اب اس نے سوچا ہے۔ تم لوگوں کو ایک جزیرے پر پہنچا دے۔ وہاں مل بیٹھ کر تم اس کے خلاف پلاننگ کرو، اس کا سراغ لگاؤ۔ یہ کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ وہاں سے وہ کس طرح شہر بھر کی یا ملک بھر کی عمارات کو بھاپ بنا کر اڑا سکتا ہے۔ اور سوچ سوچ کر پھر اس کے خلاف کامیاب ہو کر دکھاؤ۔ بس وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہے — تم بھی اس تک پہنچ سکتے ہو یا نہیں، کیونکہ تمہاری بھی ایک تاریخ ہے۔" یہاں تک کہ کر پروفیسر جھاڑ خاموش ہو گیا۔

"بہت خوب! یہ جان کر خوشی ہوئی — اس کا مطلب ہے — وہاں ہماری مُلاقات انسپکٹر جمشید پارٹی سے بھی ہو گی۔"

"ہاں! ضرور ہو گی — اب تم نے اندازہ لگا لیا ہے تو بتا رہا ہوں — ان لوگوں کو پہلے ہی وہاں پہنچا دیا گیا ہے۔"

"اور وہاں پروفیسر داؤد بھی ہوں گے؟"

"وہ بھی ہیں۔"

"بہت خوب! پھر تو واقعی مزا رہے گا۔"

"لیکن یہ مزا اس وقت کرکرا ہو جائے گا — جب تم اس کے مقابلے میں بالکل ناکام ہو جاؤ گے۔"

"اور شہر کا اس وقت تک کیا حال ہو چکا ہو گا؟"

"وہ ایک شہر میں جم کر نہیں رہے گا — ایک شہر سے دُوسرے شہر اور دُوسرے سے تیسرے شہر کو اپنا نشانہ بنائے گا، یہاں تک کہ اس کا دائرہ دُوسرے ملکوں تک بھی پہنچ جائے گا — اپنی اس ایجاد کے بل پر وُہ پوری دنیا کا حکمران بننے کا خواب دیکھ رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس کا یہ خواب پورا ہو گا — کیونکہ ابھی تک تو وہ کامیابیاں ہی کامیابیاں دیکھ رہا ہے۔"

"ہم اس کے اس فیصلے کی قدر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا ہے — اس طرح دونوں فریقوں کو پتا چل جائے گا کہ کون کتنے پانی میں ہے۔" آصف بولا۔

"چاروں طرف سمندر ہے — اور کہ رہے ہو — کون کتنے پانی میں ہے — ارے میاں جاؤ۔" آفتاب نے جل کر کہا۔

"یہی تو مشکل ہے — یہاں سے ہم کہیں جا بھی تو نہیں سکتے۔"

"سمندر میں تو کود ہی سکتے ہیں۔" شوکی مسکرایا۔

"وُہ خودکشی ہو گی اور خودکشی اسلام میں حرام ہے — کیوں پروفیسر جھاڑن صاحب؟"

"جھاڑن نہیں — صرف جھاڑ — کہیں میں تمہیں جھاڑ کر نہ رکھ دوں۔" اس نے جل کر کہا۔

"ارے باپ رے — آپ تو بامحاورہ اُردُو بھی بول لیتے ہیں۔"

"تو گاڑھی اُردُو اور بامحاورہ اُردُو میں کیا فرق ہے؟"

"ہپ — پتا نہیں — اُردُو کے ٹیچر سے پوچھ کر بتاؤں گا۔"

"اب تم لوگوں کو سات دن گزارنے ہیں — اس بات کا خیال رہے کہ تم کوئی سازش نہیں کرو گے — سازش وغیرہ کرنے کی اجازت جزیرے پر اُترنے کے بعد ہو گی — اس سے پہلے نہیں۔"

"بہت بہتر!" وُہ بولے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اور پھر انھوں نے سات دن واقعی امن اور سکون سے گزار دیے — اس لیے کہ وہ جزیرے پر پہنچنے کے لیے بُری طرح بے چین تھے — ساتویں دن جونہی انھیں جزیرہ نظر آیا اور عرشے پر کھڑے پروفیسر جھاڑ نے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ رہا جزیرہ تو انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً اس کی گردن پکڑ لی — اور کچھ اس طرح پکڑی کہ وہ حرکت نہ کر سکے، بلکہ جونہی حرکت کرے — اس کی گردن ٹوٹ جائے —

"یہ — یہ کیا؟" اس نے پُرسکون آواز میں کہا۔

"اس جہاز پر قبضہ کرنے کا اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں — اب ہم اس جہاز پر بیٹھ کر اپنے وطن کا رُخ کریں گے — تم ان سب کو سمندر میں کود جانے کا حکم دو، کیونکہ یہ تمھارے حکم پر مشین کی طرح عمل کرتے ہیں — اگر حکم نہ دیا تو تمھاری گردن ہرگز نہیں بچے گی۔"

"تم خوش فہمی میں مبتلا ہو۔" اس نے ہنس کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"باس جانتے تھے، تم ایسا کرو گے۔"

"تو پھر؟" وہ بولے۔

"انھوں نے اس کے لیے مجھے پہلے سے تیار کر رکھا تھا۔ پروفیسر جھاڑ یہ میں ہوں ادھر۔"

ایک طرف سے آواز آئی اور وہ جہاز کے عرشے پر دوسرے پروفیسر جھاڑ کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے —

"یہ — یہ کیا؟"

"یہ نقلی پروفیسر جھاڑ ہے جس کی گردن تم نے پکڑ رکھی ہے، یہاں بھی ہمارے باس کی عقل کام کر رہی ہے — لہٰذا تم ایک بار پھر بُری طرح ناکامی سے دو چار ہوتے ہو — اس کیس میں سوائے ناکامی کے تمھیں کچھ نہیں ملے گا — جانتے ہو، اگر تم اس جہاز پر قبضہ بھی کر لیتے اور میں ان لوگوں کو سمندر میں کود جانے کا حکم دے دیتا تو بھی تم جہاز کو اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے۔"

"وہ کیوں؟" انھوں نے چونک کر کہا۔

"وہ اس طرح کہ اس جہاز کو بھاپ بنا کر اڑا دینا اس کے لیے کیا مشکل ہے۔"

"اوہ!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اب تم چاہو تو اس گردن توڑ دو — ہمیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔" پروفیسر جھاڑ نے ہنس کر کہا۔

انھوں نے اسے چھوڑ دیا — وہ اپنی گردن مسلنے لگا — اور پھر اپنے ساتھیوں میں جا ملا — ادھر جزیرہ نزدیک آ رہا تھا — انھوں نے دیکھا — کچھ لوگ جزیرے کے کنارے کھڑے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جہاز کی طرف بے تحاشہ ہاتھ ہلا رہے تھے ۔ گویا وہ جہاز کو جزیرے کی طرف لے جانے کے لیے کہہ رہے تھے ۔

"تم دیکھ رہے ہو انسپکٹر کامران مرزا ۔ تمھارے دوست کس قدر بے چین ہیں کسی جہاز کے لیے ۔ ان کے پاس پہنچ کر تم بھی بے چین ہو جاؤ گے جہاز کے لیے۔"

"ہوں ! شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔"

"اور غلط کہہ کر میں کیا کروں گا۔"

جہاز جزیرے سے نزدیک ہوتا چلا گیا ، لیکن وہ اتنا نزدیک بھی نہ ہوا کہ کنارے پر کھڑے لوگوں کو وہ پہچان لیتے ۔ اور پھر پروفیسر جھاڑ نے کہا :

"چھلانگیں لگا دو ۔ اور جزیرے پر چلے جاؤ ۔ یہاں رہ کر میرے بارے میں منصوبے بناؤ ۔ جاسوسی کرو ۔ اس تک پہنچنے کے جتنے جی چاہے ، خواب دیکھو ۔ اس طرف کوئی جہاز کبھی نہیں آتے تھا ۔ یہ جزیرہ بحری ڈاکوؤں کا جزیرہ ہے ۔ جہاز بھول کر بھی اس طرف کا رخ نہیں کرتے ۔" وہ خاموش ہو گیا ۔ اور ان کی طرف دیکھنے لگا ۔ گویا ان کی چھلانگیں لگانے کا انتظار کر رہا ہو ۔

اور پھر وہ چھلانگیں لگانے لگے ۔ پانی میں ان کے گرنے کی چھپا چھپ گونجنے لگی ۔ پانی میں گرتے ہی وہ جزیرے کی

طرف تیرنے لگے ۔ سب سے آخر میں انسپکٹر کامران مرزا نے چھلانگ لگائی اور چھلانگ لگانے سے پہلے انھوں نے کہا :

"پروفیسر جھاڑ صاحب ! ایک بات میری بھی یاد رکھیے گا۔"

"اور وہ کیا ؟"

"تم لوگ اللہ کو نہیں مانتے ۔ اور ہم اللہ کو مانتے ہیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

خوفناک آواز

"ہائیں — ارے — یہ — یہ تو — اپنے ساتھی ہیں" فرزانہ چیخی۔

"اتنے فاصلے سے تم یہ بات کس طرح کہہ سکتی ہو؟" فاروق نے منہ بنایا۔

"بھئی تجربہ کر!"

"صد ہو گئی — گننے سے بھی یہ اندازہ لگ سکتا ہے کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں!"

"ہاں! کیوں نہیں لگ سکتا!"

"اچھا، لگ سکتا ہو گا اور لگا لو — ہم تو جہاز کی اُمید باندھے بیٹھے تھے — یہ تو انھیں بھی بالکل ہماری طرح سمندر میں گرا کر جا رہا ہے!"

"بلکہ یہ وہی جہاز ہے — پروفیسر جھاڑ والا" محمود بولا۔

"میں نے بھی اس کے منہ پر جھاڑو نہ مارا تو کام نہ کیا، جھاڑو کہیں کا!" فاروق نے بڑی بوڑھیوں کے انداز میں کہا۔

"اب تو میں بھی یہی کہنے پر مجبور ہوں!" انسپکٹر جمشید بڑبڑائے۔

"ج — جی — کیا — کہنے پر مجبور ہیں — یہ بھی تو بتائیں نا!"

"یہ کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں!"

"چلیے پھر تو عیش ہو گئی!" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"اور عیش کس طرح ہو گئی — مجھے تو یہاں دُور دُور تک کہیں کسی عیش کا نام و نشان تک نظر نہیں آ رہا!" محمود نے منہ بنایا۔

"بھئی ایک دوسرے سے ملنے کی عیش — اب یہاں کام ہی کیا ہو گا — گویا راوی ہمارے لیے عیش ہی عیش لکھتا ہے"

"اب راوی کو سوائے عیش لکھنے کے اور لکھنا ہی کیا آتا ہے۔"

"بڑے سوچیں گے سیکھیں — چھوٹے لائیں گے باتوں کے طوفان — مکالمات کا سیلاب — جملوں کے جھکڑ اور ضرب الامثال کے سیلاب!"

"بس بس — سب کچھ بتا دینے پر کیوں تل گئے ہو!" فرزانہ نے جھنجلا کر کہا۔

"یار حمید — مزا آ گیا — یہ واقعی انسپکٹر کامران مرزا ہیں" پروفیسر داؤد بولے۔

"مزا تو ابھی اور آنے کا انکل — بس دیکھتے جائیں!" فاروق

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نے ہنس کر کہا۔

"کیا دیکھتا جاؤں؟"

"جو نظر آئے — بس وہ دیکھتے جائیں۔"

"اچھا اچھا — فی الحال تو ان لوگوں کو دیکھنے دو — بے چارے پانی میں تیر کر آ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"اب یہ ہوا میں تیر کر تو آنے سے رہے انکل۔" فرزانہ بولی۔

"آہا — پروفیسر غالب بھی ہیں — خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"یہ دیوانے آپ اپنے آپ کو کہہ رہے ہیں — اور ہم کہاں گئے؟" محمود نے بُرا مان کر کہا۔

"بھئی دیوانے بننے کا اتنا ہی شوق ہے تو تم بھی بن جاؤ دیوانے — میرا کیا جاتا ہے۔"

"لیکن یہاں آتا بھی تو کچھ نظر نہیں آتا۔" فاروق مسکرایا۔

"اچھا یار کان نہ کھاؤ!"

"وہ ذرا منہ کا مزا بدل رہا تھا — درختوں کے پھل کھا کھا کر تنگ آ گیا ہوں نا!"

"کیا مطلب — میرے کان کھا کر تم نے منہ کا مزا بدلا ہے — ارے باپ رے — میں تو سمجھ رہا تھا اور تم

سچ مچ میرے کان کھا گئے!"

یہ کہہ کر انھوں نے بوکھلا کر اپنے دونوں کانوں کو چھو کر دیکھا اور کانوں کو اپنی جگہ موجود پا کر بولے:

"یار اتنی بے پر کی تو نہ اڑایا کرو۔"

"لیکن اس میں میرا کیا قصور انکل؟" فاروق نے منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ — بے پر کی آخر اڑتی ہی کیوں ہے — اگر یہ اڑے گی تو ہم تو اڑائیں گے — لوگ عمارات اڑا رہے ہیں — ہم بے پر کی بھی نہ اڑائیں — اس قدر تو پابندی عاید نہ کریں پروفیسر انکل۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھا بھائی — اڑا لو — جو جی میں آئے کر لو — اب تم سے کون مغز مارے۔"

"اس جزیرے پر اور ہے ہی کون — آپ لوگوں کو ہی مارنا پڑے گا۔"

"اچھا چپ — وہ لوگ نزدیک آ گئے ہیں۔"

"یا اللہ تیرا شکر ہے — یہ لوگ نزدیک تو آئے سلطان — فرزانہ کا اندازہ کس قدر درست ثابت ہوا ہے — کمال ہے — یہ لوگ تو واقعی انسپکٹر کامران مرزا انکل اور ان کے ساتھی نکل آئے ہیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"بلکہ شوکی برادرز بھی نکل آئے ہیں۔"

"دھت تیرے کی — بھئی نکلے نہیں، سمندر سے آئے ہیں۔" خان رحمان نے جھنجھلا کر کہا۔

"کمی محسوس ہو رہی ہے تو انکل منور علی خان کی۔"

"وہ بھی کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔"

"ان شاء اللہ۔" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

"اب ضرور ملیں گے — اس لیے کہ سب نے ان شاء اللہ جو کہہ دیا ہے۔" محمود نے کہا۔

"تو پہلے ہم کب ان شاء اللہ نہیں کہتے۔"

"کیوں نہ ہم بھی آگے بڑھیں اور پانی میں جا کر ان سے ملیں۔"

"چلو ایسا کر لیتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

وہ سب بھی آگے بڑھے — ادھر سے وہ نزدیک آئے اور پھر زور دار آواز گونجی:

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"

"ملاقات کی یہ جگہ خوب چنی۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ہم نے نہیں — ہمارے دشمنوں نے چنی ہے۔" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"بہرحال — پسند آئی ہمیں۔" محمود نے کہا۔

"اگر اتنی زیادہ پسند آگئی ہے تو پھر یہیں رہ لیتے ہیں باقی ماندہ زندگی۔" آصف نے جل کر کہا۔

"ہمارے دشمنوں کا پروگرام تو یہی ہے۔"

"اور ہم لوگوں کا تو کوئی پروگرام رہ ہی نہیں گیا — آخر ہم یہاں کیا کر لیں گے — چاروں طرف سمندر ہے — اوپر کھلا آسمان ہے — ان حالات میں ہم اپنی دنیا میں کس طرح جائیں گے — لہٰذا یہ جزیرہ ہی اب ہماری دنیا ہے۔" پروفیسر داؤد نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ جزیرہ ہماری دنیا ہے یا یہ دنیا ہمارا جزیرہ ہے۔ بات ایک ہی ہے۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"بالکل! ہم مایوس نہیں ہوں گے — اللہ تعالیٰ سبب بنانے والے ہیں — ایک جہاز اگر ہمیں یہاں لا سکتا ہے تو دوسرا جہاز ہمیں یہاں سے لے جا بھی سکتا ہے۔" خان رحمان نے کہا۔

"ہم — مگر کیسے انکل؟" فرحت بولی۔

"اچھا بھئی تو ہوں انکل۔" خان رحمان نے کہا۔

"میں آپ کی بات نہیں کر رہی — آخر ہم یہاں سے کیسے نکل سکیں گے۔"

"ابھی مکمل طور پر آئے ہیں نہیں — اس سمندر نے اچھی طرح

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

دیکھا تک نہیں اور یہاں سے جانے اور نکلنے کی باتیں ہونے لگیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ مجھے یہ جگہ بہت پسند آئی ہے۔" بیگم جمشید کی آواز ابھری۔

"اس بار یہ نئی بات ہوئی ہے۔" آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہارا مطلب ہے — امی جان نے جو بات کہی ہے وہ نئی ہے۔" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی نہیں — میرا مطلب تھا — آنٹی کسی مہم میں دور دراز مقام پر پہلی بار ہمارے ساتھ ہیں — یہ بات نئی ہوئی ہے۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے — ویسے آنٹی — آپ کو یہ جزیرہ اس قدر کیوں بھایا ہے؟"

"پہلی بات تو یہ کہ یہاں کھانا گرم نہیں کرنا پڑے گا۔"

وہ لگے ہنسنے — ہنستے ہنستے فاروق نے کہا:

"اور دوسری بات امی جان؟"

"دوسری بات یہ کہ کھانا گرم نہیں کرنا پڑے گا۔" وہ بولیں۔

"بہت خوب آنٹی — اچھا چلیے یہ بتا دیں — تیسری بات کیا پسند آئی ہے۔" آفتاب چہکا۔

"تیسری بات بھی یہی پسند آئی ہے کہ کھانا نہیں گرم کرنا پڑے گا۔"

"تو کیا آنٹی — آپ اپنے گھر میں صرف کھانا گرم کرنے کو

کام کرتی ہیں — اور کوئی کام نہیں کرتیں؟"

"میری نصف زندگی تو قریباً اسی کام میں گزر گئی ہے — ویسے ایک اور کام بھی کرتی ہوں — وہ بھی یہاں نہیں کرنا پڑے گا — بس اسی بنا پر کہہ رہی ہوں کہ یہ جزیرہ دنیا سے بہت اچھا ہے۔"

"آپ نے چوتھی بات نہیں بتائی۔"

"چوتھی بات — جو ذرا اب کم ہو گئی ہے — پہلے بہت زیادہ تھی — یہ ہے کہ یہاں رہ کر ان کی پتلونوں کے سوراخ بند نہیں کرنا پڑیں گے — پہلے تو یہ آئے دن پتلون کی جیب میں سے ہی دشمن پر فائر کرتے رہتے تھے — اب اس عادت میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے؛ تاہم یہاں تو بالکل ہی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

"ہوں ٹھیک ہے — آپ کی چاروں باتیں بہت پسند آئیں۔ اب ذرا اس جزیرے کو ہم بھی دیکھ لیں — شاید کچھ وجوہات کی بنا پر یہ ہمیں بھی پسند آ جائے۔" انسپکٹر دلاور مرزا نے مسکرا کر کہا۔

"میں تو پہلے سے دعا کر رہی ہوں کہ آپ سب کو پسند آ جائے اور سب کے سب یہیں رہنے کا فیصلہ کر لیں۔"

"لیکن آنٹی — ادھر عمارات کی عمارات غائب ہو رہی ہیں۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہمارا ملک تو لگنے لگے گا گنجا" شوکی بولا۔

" کک — کیا کہا — گنجا ملک — ارے باپ رے — یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

" ایک تو ان حضرت کو ناولوں کے ناموں کی پڑی رہتی ہے — یار تمہارے اندر کسی مصنف کی روح تو نہیں گھس گئی" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

" ارے باپ رے — یار ایسی بد دعا نہ دو" فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

" ہائیں — یہ بات بددعا کیسے ہو گئی"

" مم — میں نے کسی سے سنا تھا — کہ اگر کسی مصنف کی روح کسی کے جسم میں حلول کر جائے تو پھر مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتی"

" تب پھر — تمہارے ساتھ ضرور ایسا ہو چکا ہے — اسی لیے تو تم ناولوں کے ناموں کی بات کرتے رہتے ہو"

" مم — مارا گیا پھر تو میں"

لیکن ہمیں تو آپ زندہ نظر آ رہے ہیں — کمال ہے" مکھن بولا۔

" بھئی سمجھا کرو — یہ فرضی زندگی ہے"

" لیجیے — اب زندگی بھی فرضی ہونے لگی"

" ابھی کیا ہے — ہمیں تو چند دن گزارنے کے بعد یہاں ہر چیز فرضی لگنے لگے گی — بلکہ ہم خود اپنے آپ کو فرضی لگنے لگیں گے اور پھر یاد آئیں گے ہمیں حساب کے سوالات" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

" لیکن حساب کے سوال یہاں کہاں سے نکل آئے" آصف نے حیران ہو کر کہا۔

" بھئی حساب کے سوال نکل نہیں آتے — نکالے جاتے ہیں" فرحت نے منہ بنایا۔

" اوہو — میں محمود سے پوچھ رہا ہوں — تم نے اپنی ٹانگ اڑا دی"

" سفید جھوٹ تو نہ بولو — میری ٹانگ تو یہ رہی ادھر میرے جسم کے ساتھ" فرحت نے جل کر کہا۔

" یار محمود تم بتاؤ پہلے — کہ حساب کے سوال یہاں کہاں سے نکل آئے — اس سے تو میں بعد میں سمجھوں گا" آصف نے جھنجھلا کر کہا۔

میرا مطلب تھا — حساب کے سوالات میں ہمیں بار بار فرض کرنا پڑتا ہے نا — فرض کیا خرید ... روپے — فرض کیا فروخت اتنے — فرض کیا یہ اور فرض کیا وہ — تو اس جزیرے پر رہ کر یاد آیا کہ کیا کچھ فرض کیا کرتے تھے — فرضی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آدمیوں کو یاد نہیں آتے گا تو اور کن لوگوں کو یاد آئے گا۔ اس نے کہا۔

"دماغ نہ چاٹو۔ ہاں تو فرحت اب بولو۔ تم کیا کر رہی تھیں؟"

"پتا نہیں۔ اب تم سے کون مغز مارے۔"

"بھئی کیوں نہ پہلے ہم بھی ذرا اس جزیرے کو دیکھ لیں۔"

"ضرور۔ کیوں نہیں۔ ہم تو دکھانے کو تیار ہیں، لیکن ان کے جملے بار بار رکاوٹ بن رہے ہیں۔ ہمیں ان کے جملوں کی فصل کاٹنا ہی پڑے گی۔" انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی کیا فرمایا۔ جملوں کی فصل۔" فرزانہ حیران رہ گئی۔

"ہاں! اگر ہم تمہارے جملوں کی فصل کاٹ دیں تو پھر تم کہاں سے جملے اگلو گے۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"لیکن آخر آپ ان سے کیسے کیا طریقہ اختیار کریں گے"

"ہم اس پر غور کر رہے ہیں۔ [illegible] بلا لیں گے۔"

"اس جزیرے پر یہ بھی فائدہ ہے۔ بلانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ سب تو ایک جگہ ہی موجود ہوں گے۔" محمود نے کہا۔

"خیر۔ بغیر بلائے میٹنگ بلا لیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"آج آپ لوگ ہمارے انداز میں باتیں کر رہے ہیں۔" فرحت نے حیران ہو کر کہا۔

"تو کیوں نہ ہم ان کے انداز میں باتیں کریں۔"

"اوہ ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔ تو پھر کیوں نہ پہلے ہم ذرا جزیرے کو دیکھ لیں۔ سنا ہے۔ جزیرے دیکھنے کی چیز ہوتے ہیں۔ بلکہ بعضوں نے تو کہا ہے۔ ہے یہ دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ۔ اور کچھ کہتے ہیں۔ ایک بار دیکھا ہے۔ کئی بار دیکھنے کی ہوس ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"نہیں تو۔ ہم نے تو ایسا نہیں سنا۔ صرف یہ سنا ہے۔ ایک بار دیکھا ہے، دوسری بار کی ہوس ہے۔"

"ہوگی، ہمیں کیا۔ ہمیں تو اس جزیرے میں رہنا ہے۔ لہٰذا اسے دیکھنا ہے۔ آئیے چلیں۔"

"اور جزیرہ دیکھنے کے بعد ہم کیس پر غور کریں گے۔ پتا نہیں، بڑی پاٹی کیا ہو گیا ہے۔ کوئی بات کام کی نہیں کر رہی۔ اور ادھر ادھر کی [illegible] رہتے ہیں بس۔"

"انہیں وقت ضائع نہ کرنے دیں۔ ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔ آخر ہمیں یہ کیس حل کرنا ہے۔ جو جن ہمارات کو غائب کر رہا ہے۔ اس کا سراغ لگانا ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ویسے ایسا لگتا ہے، جیسے اس کا سُراغ لگانا دُودھ کی نہر نکال لانے کے برابر ثابت ہو گا۔"

"ہمیں دودھ کی نہر نکالنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ آج کل تو ہمارے مُلک میں دودھ کی ویسے ہی نہریں جاری ہیں۔"

"ہاں۔ لیکن۔ ہم یہاں دودھ کہاں سے لائیں گے؟"

"دودھ کا یہاں کیا کام؟" آصف بولا۔

"ہائیں۔ تو کیا ہم یہاں چائے نہیں پیا کریں گے؟" محمود نے کہا۔

"چائے کا یہاں کیا کام؟"

"اس کا مطلب ہے۔ ناشتا ہی نہیں کیا کریں گے۔"

"ناشتے کا بھی یہاں کیا کام؟"

"تب پھر کام کس چیز کا ہے؟"

"بس درختوں سے پھل توڑ کر کھا لیے۔ اور چشمے سے پانی پی لیا۔ ہاں، فاقوں کی مصیبت ضرور آیا کرے گی۔"

"کیوں۔ میری مصیبت کیوں آیا کرے گی؟"

"اب درختوں سے پھل تو تم ہی توڑا کرو گے۔"

"اوہ ہاں۔ خیر۔ یہ کام میں کر لوں گا۔ ہم ان بڑوں کی طرح کام چور تو ہیں نہیں۔"

"ہم سب سُن رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

"وہ تو ظاہر ہے۔ اللہ نے ہر ایک کو دو دو کان دیے

ہیں۔ آپ سُنیں گے نہیں تو کیا آنسو بہائیں گے کانوں سے۔"

"اور ناک سے گائیں گے کیا۔"

"یہ ہمارے انداز میں نہیں۔ تم اپنے ہی انداز میں باتیں کر رہے ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا نے خبردار کیا۔

"کیا کریں۔ ہمارا وہی حال ہے۔ کوا چلا ہنس کی چال، اپنی بھی بھول گیا۔"

عین اس لمحے انھوں نے ایک خوفناک کی آواز سُنی۔ ان کے دل دہل گئے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آگ

"ارے باپ رے! یہ آواز تو شاید کسی اژدھے کی ہے۔"

"کہیں اژدھوں کا اور جزیروں کا چولی دامن کا ساتھ تو نہیں ہے۔ جب بھی ہمیں کسی جزیرے پر جانے کا اتفاق ہوتا ہے، اژدھے سے بھی ملاقات ہو جاتی ہے۔"

"لیکن اس مرتبہ دوسرا اتفاق نہیں ہوا اتفاق سے۔" شوکی نے منہ بنا کر کہا۔

"دوسرا اتفاق، کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"دوسرا اتفاق۔ یعنی کہ اس بار انکل منور علی خان نہیں ہیں۔"

"اوہ ہاں! یہ بات واقعی فکر میں مبتلا کر دینے والی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"گویا ہمارے لیے اب صرف یہی مسئلہ نہیں ہے کہ اس جزیرے سے نکلنا ہے۔ بلکہ اس جزیرے پر رہنے کے لیے ان حضرت سے مقابلہ بھی کرنا ہوگا۔"

"اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہوگا۔"

"ہم آسان اور مشکل کے چکر میں تو ویسے بھی نہیں پڑتے۔"

"ہمارے پڑنے نہ پڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ مشکلات تو ہمارے چکر میں پڑی رہتی ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"حد ہو گئی یعنی کہ۔ ادھر اژدھا صاحب پھنکار رہے ہیں اور ادھر انھیں جملے فٹ کرنے کی پڑی ہے۔" آفتاب نے منہ بنایا۔

"چلیے خیر۔ پڑی ہے۔ گری تو نہیں۔" محسن بولا۔

"یار تم تینوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تو نہیں ہو۔" خان جان نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا خیال ہے۔ پہلے اژدھے سے دو دو باتیں نہ کر لیں۔ ورنہ یہ تو سونے نہیں دے گا۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"خیر۔ سونے سے تو یہ بے چارہ ہمیں روک نہیں سکے گا۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیا کر رہے ہیں انکل۔ بے چارہ اور اژدھا!"

"چلو ہم ہوں گے بے چارے اس کے مقابلے میں۔"

ایک بار پھر وہی خوفناک آواز گونجی اور وہ کانپ گئے۔

"شاید یہ ہماری زندگیوں کا سب سے بڑا اژدھا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"کک۔ کیا اس غار والے اژدھے سے بھی بڑا؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہاں ! شاید۔" انھوں نے فوراً کہا۔

"تب پھر اس کے سامنے جانے سے پہلے، مقابلے کی تیاری تو کر لیں — دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے پاس لڑنے کے لیے کیا کچھ ہے۔"

"کچھ بھی نہیں — ان لوگوں نے ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں رہنے دیا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا محمود کا چاقو بھی نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"نہیں ! وہ بھی نکال لیا تھا — شاید یہ لوگ ہماری رگ رگ سے واقف ہیں۔"

"اور ادھر اُلّو کا پٹھا عمارات پر عمارات غائب کر رہا ہو گا یا پھر ان کے بدلے بڑی بڑی رقمیں اکٹھی کر رہا ہو گا۔" شوکی نے کہا۔

"اس سے بھی نمٹیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا غرّائے۔

"مشکل ہے انکل۔"

"کیا مطلب — مشکل کیوں ہے ؟"

"فی الحال تو اس جزیرے سے نکلنا ہی ممکن نظر نہیں آ رہا — ڈاکوؤں کے جزیرے کا بھلا کون سا جہاز رُخ کرے گا — یہ جزیرہ تو بحری جہازوں کے لیے خطرے کا نشان خیال کیا جاتا ہو گا — ہر جہاز اس سے بہت دُور سے کنی کترا کر

نکل جاتا ہو گا۔"

"لیکن یہاں کوئی ڈاکو ہے کیوں نہیں ؟"

"اب اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہو سکتا ہے بھلا۔"

"یہ ضروری تو نہیں کہ ہر سوال کا جواب بھی ہو ہمارے پاس۔"

"میرا خیال ہے — لکڑی کی موٹی موٹی شاخیں تو ہم توڑ ہی سکتے ہیں — اور گھاس پھوس وغیرہ جمع کر کے — پتھروں کو آپس میں ٹکرا کر آگ تو جلا ہی سکتے ہیں۔"

"میرے پاس اتفاق سے ایک لائٹر ہے — انھوں نے لائٹر کو ہاتھ نہیں لگایا تھا — پتا نہیں، لائٹر سے انھوں نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا تھا — یا اسے ہتھیار خیال نہیں کیا تھا۔" خان رحمان جلدی جلدی بولے۔

"اس وقت لائٹر بھی بہت بڑی غنیمت ہے — لاؤ پہلے آگ ہی جلاتے ہیں — پھر آگے بڑھیں گے۔"

انھوں نے گھاس پھوس اور لکڑیاں جمع کر کے انھیں آگ دکھا دی — پھر بڑی بڑی شاخیں توڑنے لگے اور ان کے سرے آگ میں لگا دیتے گئے — جلد ہی ان کے سروں نے آگ پکڑ لی۔

"اب یہ ہمارے پاس اس اژدھا کے لیے بہترین ہتھیار ہیں ! ہم آگے بڑھ سکتے ہیں — ان شاء اللہ اژدھا ہمارے آگے آگے بھاگے گا۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

وہ آگے بڑھنے لگے۔ جزیرے کے درخت بھی عجیب قسم کے تھے۔ انھوں نے اس قسم کے درخت پہلے نہیں دیکھے تھے۔ بہرحال ان کی قسم دیوڑ کے درختوں جیسی تھی اور شاخیں جو انھوں نے توڑی تھیں۔ بہت مضبوط تھیں۔ پتوں پر لگنے والی آگ بھی بہت آہستہ آگے بڑھ رہی تھی۔ یوں بھی کوئی لکڑی آگے تک جلنے لگتی تو وہ دوسری شاخ توڑ لیتے تھے۔ ان درختوں پر انھیں نیلے رنگ کے لمبی چونچوں والے پرندے بھی نظر آئے۔ یہ پرندے خوف زدہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ شاید وہ سوچ رہے تھے۔ یہ کون لوگ یہاں آ گئے ہیں ہمارے آرام میں خلل ڈالنے کے لیے۔

ان درختوں پر ناریل جتنے بڑے پھل لٹک رہے تھے۔ ان کا رنگ گلابی تھا۔ انسپکٹر جمشید پارٹی پہلے ہی ان پھلوں کو چکھ چکی تھی اور یہ کھانے کے قابل تھے۔ جزیرے میں چند چشمے بھی انھیں نظر آئے تھے۔ گویا پیٹ بھرنے اور پانی پینے کا انتظام وہاں تھا اور بھوکوں مرنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ یہ اور بات ہے کہ ان پھلوں سے وہ اس حد تک اکتا جاتے کہ ان سے کھاتے نہ جاتے۔

فی الحال تو انھیں اژدھے کی تلاش تھی۔ وہ برابر آگے بڑھتے رہے۔ سورج اس وقت مغرب کی طرف جھک چلا تھا،

لیکن ابھی اس کے غروب ہونے میں قریباً دو گھنٹے باقی تھے، لہٰذا وہ بے فکری سے اژدھے کو تلاش کر سکتے تھے۔

"کیا آپ لوگوں نے پورے جزیرے کو گھوم پھر کر نہیں دیکھا تھا؟"

"نہیں۔ ابھی ہم اس کا کچھ ہی حصہ دیکھ پائے ہیں۔ یہ کافی بڑا ہے۔ اس قدر کہ اس پورے کو نہیں دیکھا جا سکتا۔" انسپکٹر جمشید نے بتایا۔

"اور آپ لوگ آئے کب؟"

"ہم لوگ یہاں آج ہی صبح آئے ہیں۔ آپ لوگ دوپہر کے بعد یہاں پہنچے ہیں۔"

"بار بار میرے ذہن میں ایک ہی سوال گونج رہا ہے۔ آخر ہم اس جزیرے سے نکلیں گے کیسے؟" فرزانہ بولی۔

"اس کا بہترین حل یہ ہے کہ تم دونوں کوئی ترکیب سوچنا شروع کر دو۔ اژدھے سے نبٹ کر ہم جزیرے سے نکلنے کے پروگرام پر عمل شروع کر دیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن انکل۔ ان حالات میں تو شاید ذہنوں کو بھی زنگ لگ گیا ہے۔ دور دور تک کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔" فرزانہ مسکرائی۔

"عجیب احمق ہو۔ جب دور دور کوئی ترکیب نظر نہیں آتی تو پاس پاس تلاش کرو۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"بہت خوب! جواب معقول ہے۔"

"اوہ! ایسے میں فرزانہ کے منہ سے نکلا۔

"یہ اوہ کہاں سے نکل آیا؟" فاروق نے چونک کر کہا۔

"اوہ کے نکلنے کی بھی ایک ہی کہی۔ بھئی اوہ ہوں کا کیا ہے۔ یہ تو نکلتے ہی رہتے ہیں منہ سے۔" آفتاب نے جل کر کہا۔

"یار تم سے کون پوچھ رہا ہے۔"

"تم بتا دو فرزانہ۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"لو۔ لیکن کیا بتا دوں؟"

"یہی۔ اوہ نکلنے والی بات۔"

"حد ہو گئی۔ پوچھنے والی بات ان سے یہ ہے کہ یہ اوہ ان کے منہ سے کس خوشی میں نکلا ہے؟" شوکی نے منہ بنایا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے، لیکن شاید وہ اس قدر زور دار نہیں ہے۔"

"ارے تو زور دار بنا لیں گے اس کو۔" خان رحمان نے فوراً کہا۔

"ہاں اور کیا، زور دار بنانے میں ہمارا کیا لگتا ہے۔"

"بھئی پہلے اژدھا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"فرزانہ ترکیب سوچنا بند کرو۔ پہلے اژدھے سے نبٹا جائے گا۔" محمود نے فوراً کہا۔

"یہ میں نے کب کہا ہے۔ فرزانہ ترکیب سوچتی رہے۔" انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

اچانک انھیں اژدھے کی پھنکار بہت نزدیک سے سنائی دینے لگی۔ وہ رک گئے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ اچانک انھیں گھاس پھوس میں چھپی دو بڑی بڑی آنکھیں نظر آ گئیں۔ دونوں آنکھیں انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں۔ اس جگہ گھاس پھوس کا ایک بہت عظیم ڈھیر موجود تھا اور اس ڈھیر کے نیچے وہ اژدھا چھپا ہوا تھا۔ اگر وہ اس کی پھنکار کی وجہ سے اسے دیکھ نہ لیتے تو سب کے سب اس کی لپیٹ میں آ گئے ہوتے۔ انسپکٹر کامران مرزا تو اس کو دیکھ کر کانپ ہی گئے:

"اُف مالک۔ یہ تو واقعی۔ غار والے سے کئی گنا بڑا ہے۔"

"اب اس کے بڑے اور چھوٹے ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ایک اژدھا ہے۔ اور ہمیں اس کو ہلاک کرنا ہے۔ کیونکہ اسے ہلاک نہیں کریں گے تو یہ ہمیں ہلاک کر دے گا۔"

"تب پھر۔ اسے ہلاک کرنے کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ اس گھاس پھوس کو آگ لگا دی جائے۔ نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔"

"چلیے ٹھیک ہے۔"

انھوں نے ایسا ہی کیا۔ گھاس پھوس کو آگ دکھا دی۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آگ بہت تیزی سے بھڑکی اور پھر انھوں نے ایک ہولناک منظر دیکھا۔ آگ درختوں نے بھی پکڑ لی تھی۔

"ارے باپ رے۔ جزیرے کی آگ۔" فاروق چلّا اُٹھا۔

"جزیرے کی آگ۔ کیا مطلب؟"

"جس طرح جنگل کی آگ بہت خوفناک ہوتی ہے۔ اسی طرح جزیرے کی آگ بھی کم خطرناک نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ جزیرہ بھی آخر ایک طرح سے جنگل ہی ہوتا ہے۔"

"ہاں واقعی! یہ آگ تو پھیلتی ہی جا رہی ہے۔ ذرا سوچو، اگر سارا جزیرہ جل گیا تو ہم کھائیں گے کہاں سے؟"

"لیکن اس آگ کو بجھانے کا ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ کوئی ذریعہ نہیں۔ سمندر کا پانی کسی چیز میں بھر کر اس آگ پر ڈالیں۔ ہاتھوں سے توڑ ڈالنے سے رہے۔"

"اس کا اب کوئی حل نہیں۔ اڈھا تو جلا ہے، ساتھ میں نصف جزیرہ بھی جل کر راکھ ہو جائے گا۔"

"جی کیا فرمایا۔ نصف کیوں۔ پورا کیوں نہیں؟"

"اس لیے کہ ہوا کے رُخ پر ہی آگ بڑھے گی۔"

"لیکن ہوا کا رُخ بدلتے بھی تو دیر نہیں لگتی۔" آصف نے کہا۔

"ہاں! یہ بھی ہے۔"

"گویا اب ہمیں جزیرے کے کنارے کا رُخ کرنا چاہیے۔"

ہو سکتا ہے۔ ہمیں آگ سے بچنے کے لیے سمندر میں چھلانگیں لگانا پڑیں۔"

اور پھر انھوں نے کنارے کی طرف دوڑ لگا دی۔ وہاں پہنچ کر انھوں نے دیکھا، دھوئیں کا ایک بہت عظیم بگولا اُوپر اُٹھ رہا تھا۔ ہزاروں درخت جل رہے تھے اور ان کے جلنے سے جو دھواں پیدا ہو رہا تھا۔ وہ بگولے کے انداز میں اُوپر اُٹھ رہا تھا۔ اس قسم کا نظارہ انھوں نے زندگی میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

بگولا اونچا ہی اونچا ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کے دھوپ کے راستے میں رکاوٹ بن گیا اور وہ بگولے کے سائے میں کھڑے یہ منظر دیکھتے رہے۔ ایک طرف کے درخت ابھی باقی تھے۔ وہ بھی ہوا کے رُخ کی وجہ سے۔ لیکن یہ بہت تھوڑے درخت تھے۔ اور اگر یہ بھی ختم ہو جاتے تو ان کے لیے بہت مشکلات پیدا ہو سکتی تھیں۔

آگ مسلسل جاری رہی۔ پرندے آگ لگتے ہی سمندر کی طرف اُڑ گئے تھے۔ اب وہ کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔

"سورج غروب ہونے کو ہے۔ [illegible] جانے [illegible]۔ ہمارے لیے بہتر یہ ہے [illegible] درختوں سے [illegible] پھل توڑ سکتے ہیں۔ توڑ لیں۔ [illegible]

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

یہ درخت بھی جل جائیں گے اور پھر ہمیں بھوکے پیاسے رہنا پڑے گا۔"

"پانی تو خیر پھر بھی مل سکے گا۔ چشمے تو ختم نہیں ہوں گے۔"

"بہر حال پھل تو توڑنا پڑیں گے۔"

"ابھی شروع کر دیتے ہیں یہ کام۔" فاروق نے کہا۔

وہ سب پھل توڑنے اور جمع کرنے میں لگ گئے۔ انھوں نے پھلوں کا ڈھیر کنارے کے بالکل نزدیک لگایا، تاکہ آگ سے محفوظ رہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے کافی بڑا ڈھیر لگ گیا۔

"اب کوئی فکر نہیں۔ یہ ذخیرہ پندرہ دن سے پہلے ختم نہیں ہوگا۔ ویسے بھی اس طرف کے یہ تھوڑے سے درخت آگ سے محفوظ ہیں۔"

"اور اس طرف کوئی جانور یا کیڑا بھی موجود نہیں ہے، مطلب یہ کہ ہم رات کو سو سکیں گے۔"

"ان شاء اللہ۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

انھوں نے پھل کھائے۔ پانی پیا۔ اور پھر وضو کر کے نماز ادا کی۔ اس کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئے۔ باری باری جاگ کر پہرہ دینے کا پروگرام بھی بنایا گیا تھا۔ تاکہ خطرے کی صورت میں سب کو جگایا جا سکے۔

لیکن رات خیریت سے گزر گئی۔ انھوں نے اٹھ کر فجر

کی نماز ادا کی۔ جزیرے کو دیکھا تو وہ جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ بگولا اب تک اٹھ رہا تھا۔ لیکن اس میں اب وہ تیزی نہیں تھی۔ بہر حال اب بھی یوں لگتا تھا، جیسے سیاہ دھوئیں کا ایک بہت لمبا ستون آسمان تک چلا گیا ہو۔

"اللہ کو یہی منظور تھا۔"

"ہاں واقعی، اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی بہتری ہوتی ہے۔"

"فرزانہ۔ تمھاری ترکیب کیا ہے؟"

"بات یہ ہے انکل۔ بحری جہاز اس طرف سے نہیں گزرتے لیکن کچھ فاصلے سے تو ضرور گزرتے ہیں نا۔ ہم لکڑیوں کو جوڑ کر ایک بیڑا سا تیار کر سکتے ہیں۔ جس پر ہم میں سے ایک یا دو ساتھی بیٹھ کر یہاں سے کافی فاصلے پر جا سکتے ہیں۔ اور اس طرح۔ ارے۔ وہ۔ وہ۔ وہ کیا؟"

فرزانہ کی آواز نے ان سب کو چونکا دیا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سوال کی خوفناکی

ان سب کی نظریں سمندر کی طرف اُٹھ گئیں، کیونکہ فرزانہ کی نظریں اس طرف جم گئی تھیں اور پھر انھوں نے بھی ایک جہاز کے اُوپر والے حصّے کو دیکھ لیا۔

"کوئی جہاز اِس طرف آ رہا ہے۔"

"غالباً اس بگولے کو دیکھ کر اس طرف کا رُخ کیا ہے اس جہاز نے۔"

"شاید وُہ اس بات کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں کہ کیا واقعی ڈاکوؤں کا جزیرہ جل گیا ہے — اب ان کے لیے کوئی خطرہ ہے یا نہیں۔"

"ایسا ہی لگتا ہے — خیر — یہ بات ہمارے لیے بہت خوش کُن ہے، لیکن ہمیں خود کو چھپا لینا چاہیے۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"جی — چھپائیں کیوں خود کو؟"

"وہ ہمیں ڈاکو خیال کر کے نزدیک نہیں آئیں گے۔"

"ہوں! یہ بات بھی ہے۔"

اور انھوں نے خود کو درختوں کے پیچھے چھپا لیا — پھلوں کے ڈھیر کو بھی درختوں کے پیچھے چھپا دیا — جہاز نزدیک آتا چلا گیا — یہاں تک کہ وہ پورا دکھائی دینے لگا — اس کے عرشے پر کھڑے لوگ دُوربینوں سے اس طرف دیکھ رہے تھے۔

"یہ اور نزدیک آئیں گے — اصل صورتِ حال معلوم کرنے کے لیے انھیں اور آگے آنا ہوگا — بلکہ جب یہ دیکھیں گے کہ جزیرے پر زندگی کے کوئی آثار نہیں ہیں تو پھر ہو سکتا ہے کہ جہاز سے اُتر کر جزیرے پر بھی آ جائیں — اور میں دُعا کرتا ہوں کہ ایسا ہو جائے۔"

"آمین!" انھوں نے ایک ساتھ کہا۔

جہاز جزیرے کے نزدیک آ کر رک گیا — پھر کچھ لوگوں نے اس پر سے پانی میں چھلانگیں لگا دیں اور تیر کر جزیرے کی طرف آنے لگے — یہاں تک کہ وہ جزیرے پر آ کر کھڑے ہو گئے اور چاروں طرف کا جائزہ لینے لگے —

"شاید سب ڈاکو ہلاک ہو گئے — ہم لوگوں کو ان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارا مل گیا ہے۔" یہ الفاظ انگریزی میں کہے گئے —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"چلو چھٹی ہوئی — ہم یہ بات ہر گزرنے والے جہاز کو بتاتے رہیں گے — تاکہ اب ہمارے بھائی بلا وجہ خوف زدہ نہ ہوں اور لمبا چکر کاٹ کر نہ گزرا کریں — وہ سب جل گئے ہیں۔"

"تو پھر آؤ اب چلیں۔"

"لیکن پہلے ہماری بات سنتے جائیں۔" ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری —

وہ بری طرح اچھلے — آنکھوں میں خوف دوڑ گیا — بے تحاشہ کنارے کی طرف مڑے اور دوڑنے لگے —

"ارے ارے رک جائیے — ہم ڈاکو نہیں ہیں — ہمیں تو ڈاکو یہاں پکڑ کر لائے تھے۔" فرزانہ چلائی۔

ایک لڑکی کی آواز سن کر وہ رک گئے — مڑ کر دیکھا تو فرزانہ اور فرحت ان کے سامنے کھڑی تھیں — باقی لوگ ابھی تک درختوں کی اوٹ میں تھے —

"کیا تم صرف دو ہو؟" ان میں سے ایک نے کہا۔

"جی نہیں — ہم بھی ہیں۔" بڑی پارٹی کے علاوہ باقی سب نے سامنے آ کر کہا۔

"آہا — یہ تو بچے ہیں — تو ڈاکو آپ کو اٹھا کر لائے تھے یہاں — اور وہ جل گئے ہیں — تم کس ملک کے ہو؟"

"پاک لینڈ کے — لیکن آپ ہمیں کسی بھی ملک میں اتار سکتے ہیں — وہاں سے اپنے ملک ہم خود پہنچ جائیں گے۔"

"اچھی بات ہے — ہم تم لوگوں کو جہاز پر چڑھا لیتے ہیں۔"

"لیکن جناب معاف کیجیے گا — ہمارے چند بڑے بھی یہاں موجود ہیں، لیکن آپ فکر نہ کریں — ہم آپ کے جہاز کا کرایہ ادا کر سکتے ہیں۔"

"کرایہ — اور لوگ بھی ہیں — کہاں ہیں؟"

اب باقی لوگ ان کے سامنے آ گئے — انھوں نے سب کا جائزہ لیا:

"یہ تو واقعی ڈاکو نہیں ہیں۔"

"تب پھر انھیں جہاز پر سوار کر لیتے ہیں۔"

"بہت بہت شکریہ۔"

"تم نے کہا تھا — کرایہ ادا کر سکتے ہو؟"

"ہاں کیوں نہیں۔"

"دکھاؤ — کیا کرایہ دے سکتے ہو؟"

"آپ جو کہیں گے — ہم دے دیں گے۔"

"شاید تم لوگ جاگتے میں خواب دیکھنے کے عادی ہو۔"

"جی نہیں — ہم خواب دیکھتے میں جاگنے کے عادی ہیں۔" فاروق نے اندازہ لگایا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"جی یہ تو پتا نہیں کہ یہ کوئی بات ہوئی ہے یا نہیں — ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم آپ کو کرایہ ادا کر سکتے ہیں۔"

"ان کی تلاشی لی جائے۔" جہاز پر سے آواز سنائی دی۔

"او کے کیپٹن۔" ادھر سے کہا گیا۔

"تلاشی ضرور لیں — ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

ان کی تلاشی لی گئی۔

"کیپٹن! ان کے پاس کچھ نہیں ہے۔"

"پھر یہ کرائے کی بات کیوں کر رہے ہیں — یہ ہمیں کچھ نہیں دے سکتے — ہاں اگر یہ بھیک مانگیں تو ہم ان کی مدد کر سکتے ہیں۔" اس نے کہا۔

"ہم نے آپ کو ڈاکوؤں سے نجات دلا دی — کیا یہ کسی کرائے سے کم ہے۔" آصف نے جل کر کہا۔

"تم نے نجات دلا دی — وہ کیسے؟"

"اس جزیرے کو آگ ہم نے لگائی ہے — ورنہ اس وقت آپ کے نزدیک آنے پر نہ جانے آپ کے ساتھ کیا حالات پیش آتے۔"

"ہمیں اس غرض نہیں — یہ بتاؤ — تم ہمیں بطور کرایہ کیا دو گے — ایک شرط تو یہ ہے کہ تمام لوگوں کی تم خدمت کرو گے۔

کھانا کھلاؤ گے — چائے پلاؤ گے — صفائی کا کام کرو گے۔"

"لیکن اگر ہم نقد رقم دیں تو؟" خان رحمان بولے۔

"تم لوگوں کے پاس کچھ ہے ہی نہیں تو تم دو گے کہاں سے؟"

"اس بات کو چھوڑو — سودا کرو — کتنا کرایہ لو گے کسی بھی ملک کے ساحل پر اتارنے کا — نہ دیں تو بات کرنا۔"

"اور تمہارا مطلب ہے — اپنے ملک پہنچ کر تم ہمارا کرایہ روانہ کرو گے — اس طرح کون بھیجتا ہے — اپنے ملک پہنچ کر سب بھول جاتے ہیں — بہرحال ہم تو تم لوگوں کو یونہی لے جانے کے لیے تیار ہیں۔"

"لیکن ہم جہاز پر غلاموں کی طرح کام نہیں کریں گے — ہاں کرایہ ضرور دے سکتے ہیں — اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم آپ کو کچھ نہیں دے سکتے — تو اتنا اعتبار کر لیں کہ اپنے وطن جا کر بھیج دیں گے — نہ بھیجنے والے تو آپ نے دیکھے ہوں گے — اب ذرا ہمیں بھی دیکھ لیں۔"

"اچھی بات ہے — تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے۔" کپتان نے ہنس کر کہا۔

انھیں جہاز پر سوار کر لیا گیا — چلتے ہوئے جزیرے کو انھوں نے الوداعی نظروں سے دیکھا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہم نے تو سوچا تھا — نہ جانے کتنے دن یا کتنے ماہ اس جزیرے پر رہنا پڑے گا — لیکن یہاں کا قیام تو بہت ہی مختصر نکلا!"

"یہ سب اللہ کی مہربانی ہے۔"

اور پھر جہاز روانہ ہوا — کھانا شروع ہوا تو انھوں نے یہ بات صاف طور پر محسوس کی کہ انھیں بہت گھٹیا کھانا دیا گیا تھا — جب کہ باقی سب کو بہت اچھا کھانا دیا گیا تھا — یہ دیکھ کر انھوں نے ہاتھ روک لیے!

"ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے — آپ لوگ ہمیں بھی وہی کھانا دیں — جو سب کو دیا ہے۔"

"ابھی تک ہمیں اس بات کا یقین نہیں آیا کہ تم اپنے وطن جا کر کرایہ بھیج دو گے؟" کپتان نے کہا۔

"تب پھر آپ جہاز پر ہی وصول کر لیجیے گا — اترتے آپ اس وقت دیجیے گا جب ہم آپ کو کرایہ ادا کر دیں۔"

"یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں — آخر تم لوگ کرایہ کس طرح ادا کر دو گے اور کہاں سے؟"

"یہ سوچنا ہمارا کام ہے — آپ کا نہیں۔"

"جب تک تم کچھ دکھا نہیں دیتے — ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں۔"

"اچھا یہ دیکھو — کیا ہم میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں گھڑی

ہے؟" انھوں نے کہا۔

"ہاں! تو کیا تم کھانے اور کرائے کے بل کے طور پر یہ گھڑیاں ہمیں دو گے — بھلا ان کی کیا قیمت ہو گی؟"

"کیا اس وقت اس جہاز پر کوئی صاحب گھڑیوں کے بارے میں جانتے ہیں؟"

"ہاں! میں گھڑیوں کا تاجر ہوں۔"

"بہت خوب! ذرا میری گھڑی پر نظر ڈالیے۔"

وہ آگے آ گیا اور اس نے گھڑی کو ایک نظر دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں!

"اوہو — کمال ہے۔"

"کیا کمال ہے؟" کپتان بولا۔

"یہ انتہائی قیمتی گھڑی ہے — شاید ایک لاکھ روپے کی ہو گی۔"

"کیا بات کرتے ہیں آپ — گھڑی بھی کہیں ایک لاکھ روپے کی ہو سکتی ہے۔"

"اس میں بہت نایاب ہیرے لگے ہیں — ایک لاکھ روپے تو اس گھڑی کے میں دینے کے لیے تیار ہوں — اور ظاہر ہے — ان لوگوں کے دئے کھانے اور کرائے کا اتنا بل ہرگز نہیں بنے گا۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔" کپتان نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا آپ یہ گھڑی مجھے ایک لاکھ میں فروخت کرتے ہیں؟"

"اگرچہ آپ نے ایمان داری سے کام نہیں لیا — لیکن خیر — اس صورتِ حال میں میں آپ کی پیش کش کا خیر مقدم کرتا ہوں — یہ لیں گھڑی اور ایک لاکھ کپتان صاحب کو دے دیں۔" انھوں نے کہا۔

"کیا — ایک لاکھ مجھے دے رہے ہیں آپ؟" کپتان دھک سے رہ گیا۔

"اب تو ہمیں اچھا کھانا ملے گا نا؟"

"اب تو آپ کو سب سے اچھا کھانا ملے گا — لیکن — یہ آپ نے کیا کہا تھا کہ تاجر صاحب نے ایمان داری سے کام نہیں لیا؟"

"ہاں! یہ گھڑی دراصل پانچ لاکھ کی ہے۔"

"اوہ — نہیں۔" وہ دھک سے رہ گیا — اور باقی لوگوں نے تاجر کا رنگ اڑتے دیکھا — اسی وقت کپتان نے کہا:

"تب تو پھر آپ یہ گھڑی ہی مجھے دیں — یہ فائدہ تاجر کیوں اٹھائے — جب کہ انھوں نے ایمان داری سے کام نہیں لیا۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" انھوں نے گھڑی اتار کر اسے دے دی —

"اور کیا — باقی لوگوں کے پاس بھی اتنی ہی قیمتی گھڑیاں

ہیں؟" کپتان نے کہا۔

"اتنی قیمتی تو خیر نہیں — لیکن کتنی خدا تک ضرور قیمتی ہیں، لیکن اب آپ کو اس سے کیا غرض کہ باقی گھڑیاں کس قدر قیمتی ہیں۔"

"ہاں! ٹھیک ہے۔"

ان کا سفر جاری رہا — یہاں تک کہ انھیں ایک ملک کے ساحل پر اتار دیا گیا۔

"اب آپ جائیں، آپ کا کام جانے — یہ لوگ آپ کو فوراً ہی گرفتار کر لیں گے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

جونہی وہ جہاز سے اترنے والے دوسرے مسافروں کے ساتھ آگے بڑھے — ان سے کاغذات دکھانے کے لیے کہا گیا — لیکن ان کے پاس کاغذات کہاں تھے —

"ہمیں ہمارے دشمنوں نے ایک جزیرے پر چھوڑ دیا تھا — وہاں سے یہ جہاز ہمیں اٹھا لایا ہے — یہ مسافر اس بات کے گواہ ہیں — یوں بھی ہمارا ملک ہمارے بارے میں گارنٹی دے گا اور ہمارے کاغذات بھی ارسال کرے گا — بس ایک فون کرنے کی دیر ہے۔"

"لیکن فون کے اخراجات کون ادا کرے گا؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہم ادا کریں گے۔"

"آپ لوگوں کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ ہم بڑی سے بڑی ادائیگی کرنے کے قابل ہیں۔"

"ہاں سر! یہ لوگ بہت مال دار ہیں۔ انھوں نے تو جہاز کے کپتان کو پانچ لاکھ روپے کی گھڑی بطور کرائے کے دے دی تھی۔"

"کیا کہا۔ پانچ لاکھ کی گھڑی؟" آفیسر حیران رہ گیا۔

"ہم کوئی معمولی لوگ نہیں ہیں۔ اپنے ملک کے بہت اہم لوگ ہیں۔ اسی لیے تو ہمیں کسی دشمن نے اتنی دور جزیرے پر لا پھینکا تھا۔"

"خیر۔ آپ لوگ اس طرف آ جائیں۔ بعد میں بات کریں گے۔"

انھیں دو گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ پھر آفیسرز کی ایک ٹیم ان کے پاس پہنچ گئی۔ ان کے سوالات آدھ گھنٹے تک جاری رہے۔ ان سے ان کے ملک کے بارے میں اور دوسری بہت سی باتیں پوچھی گئیں۔ پھر ان کے ملک سے رابطہ قائم کیا گیا۔ ان کے ملک سے ان کی تمام باتوں کی تائید ہو گئی۔ اور اس حکومت سے درخواست کی گئی کہ

وہ انھیں فوراً ان کے ملک بھیج دیں، اخراجات ادا کر دیے جائیں گے۔ اس طرح وہ اپنے ملک پہنچنے میں کامیاب ہوئے، لیکن وہاں پہنچ کر انھوں نے ہولناک مناظر دیکھے، دارالحکومت کھنڈر کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اَن گنت عمارات غائب تھیں اور ان کی جگہ میدان نظر آ رہے تھے۔ لوگ ہوٹلوں میں زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ ہوٹل والے بھی جن کے بنک میں ہر ماہ بھاری رقوم جمع کراتے تھے۔ تب کہیں جا کر ان کے ہوٹل قائم تھے۔ اور ہوٹل والے اس کی کسر ان گاہکوں سے نکالتے تھے، جن کی عمارات غائب ہو گئی تھیں۔ انھیں بتایا گیا کہ اب یہ معاملہ صرف دارالحکومت تک ہی نہیں رہ گیا۔ بلکہ دوسرے تمام بڑے بڑے شہروں میں یہی صورتِ حال ہے۔ بلکہ اب تو یہ وبا دوسرے پڑوسی ملکوں میں بھی پہنچ چکی ہے۔ اور الہ دین کا یہ جن دنیا کے لیے ہوّا بنتا جا رہا ہے۔

یہ تمام خبریں روح فرسا تھیں۔ خود محکمہ سراغ رسانی کا دفتر ایک معمولی سی عمارت میں قائم تھا۔ کیونکہ ان کے دفتر کو بھی جن لے اڑا تھا۔ ان کا اپنا گھر۔ خان رحمان کا گھر۔ اور پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ۔ ان کا نام و نشان نہیں رہا تھا:

"اُف میرے مالک۔ ہمیں تو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

میں شاید سو سال لگ جائیں گے — یہ عمارات دوبارہ کیا اس قدر جلد بن سکیں گی؟" پروفیسر داؤد نے کانپ کر کہا۔

"آپ اس بات کو چھوڑیں — اصل سوال یہ ہے — اس خبیث کو ختم کرنے کا — جب تک آپ اس کا سراغ نہیں لگا لیتے — اس وقت تک کیا کر سکیں گے — اگر عمارات بنا بھی لیتے ہیں تو کیا وہ پھر سے غائب نہیں کر دے گا؟"

"ہاں! یہ تو ہے — پھر سوال یہ ہے کہ اس کا سراغ کس طرح لگایا جائے — اور پھر اب تو وہ نہ جانے کس ملک میں پہنچ چکا ہو گا؟"

یہ ایسا خوفناک سوال تھا — جس نے ان سب کی سٹیاں گم کر دیں —

نقطے

PkPdf.Blogspot.Com

وہ بہت دیر تک گہری سوچ میں ڈوبے رہے — اچانک فرزانہ بولی:

"ہمارے پاس چند پوائنٹس ہیں — ہم ان پر غور بھی کر سکتے ہیں — اپنی تفتیش کی گاڑی کو آگے بھی بڑھا سکتے ہیں۔"

ان سب کی نظریں فرزانہ پر جم گئیں — لیکن وہ تو اس طرح خاموش ہو چکی تھی جیسے اس نے کوئی بات کی ہی نہ ہو —

"کہاں گم ہو گئیں؟" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"ج — جی میں — ذرا وہاں چلی گئی تھی۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"بری بات ہے — وہاں نہیں جایا کرتے — جب سب یہاں موجود ہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کہاں چلی گئی تھیں — وضاحت کرو نا بھئی۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہم — مجھے یہ سب بہت عجیب سا لگتا ہے" فرزانہ نے کہا۔

"لگتا ہوگا — تم بات کرو — وہ پوائنٹس بیان کرو"

"ہم نے ہوٹل کمال کی طرف توجہ نہیں دی — آخر اس نے ہوٹل کمال کو کیوں کچھ نہیں کہا؟"

"ضرور کہا ہوگا — اس کا کاروبار تو اس وقت بہت زیادہ چمکا ہوا ہے اور یہ اسی کی وجہ سے چمکا ہے — آخر کیوں؟"

"تمہارا یہ آخر کیوں اچھا ہے فرزانہ، لیکن اتنا اچھا نہیں" آصف بولا۔

"وضاحت کرو — کیوں اتنا اچھا نہیں؟"

"ہو سکتا ہے، وہ اس ہوٹل کے مالک سے بھی لمبی چوڑی رقمیں وصول کر رہا ہو"

"بہرحال، ہم تفتیش میں اسے آگے رکھ سکتے ہیں" فرزانہ نے کہا۔

"اس میں تو خیر شک نہیں"

"بلکہ ہم تو رہائش بھی اسی ہوٹل میں اختیار کر لیتے ہیں" فرحت نے کہا۔

"یہ اچھا خیال ہے" بغان رحمان نے فوراً کہا۔

"واقعی — یہ بات اہم ہے — آخر اس نے سب سے پہلے ہوٹل کمال کا ہی نام کیوں لیا تھا — کوئی تو تعلق ہوگا —

اس کا ہوٹل کمال سے"

"خیر — ایک تو یہ نقطہ ہو گیا — دوسرا نقطہ؟" محمود نے فرزانہ کی طرف دیکھا۔

"پہلے اس نقطے پر کیوں نہ کام کر لیا جائے" فرزانہ گھبرا کر بولی —

"نہیں — باقی نقطوں کا ذکر بھی کر دو — تاکہ ہم اس بات کا جائزہ لے لیں کہ کس نقطے پر پہلے کام کرنے کی ضرورت ہے یا پھر ہم مختلف پارٹیوں کی صورت میں کام شروع کر سکتے ہیں"

"اچھی بات ہے — دوسرا نقطہ ہے — رانا ظاہر نے ہمارے مجرم کے ماں باپ کو قتل کر دیا تھا — وہ اس کے خلاف انتقام کا ایک جذبہ لے کر جوان ہوا ہے — اس نے سائنس کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے — رانا ظاہر کے خلاف کوئی کارروائی اس زمانے میں نہیں ہو سکی تھی — اور نہ بعد میں بھی — ہم اس کیس کو پھر سے نکال کر شروع کر سکتے ہیں"

"یہ بھی بہت اچھا خیال ہے" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"چلیے شکر ہے — میرا یہ نقطہ بھی آپ کو پسند آیا"

"بھئی اور کتنے نقطے ہیں تمہارے دماغ میں؟" آفتاب نے جل کر کہا۔

"اگر تمہیں غصہ آ رہا ہے تو آنکھیں بند کر لو" فرزانہ نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

مسکرا کر کہا۔

"ہائیں — کیا آفتاب آنکھوں سے سنتا ہے؟"

"ہاں! آنکھوں سے سنتا ہے اور کانوں سے دیکھتا ہے۔"

"ادھر اُدھر کی باتیں نہیں چلیں گی — اس وقت بات نقاط پر ہو رہی ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا۔

"فرحت کوئی نقطہ تم بھی بتا دو — کیا آج تمام نقطے بھول میں فرزانہ کی طرف چلے گئے ہیں؟" آصف بولا۔

"بھئی فرزانہ بتائے — میں بتاؤں تو ایک ہی بات ہے — میں تو اس وقت بھی یہ محسوس کر رہی ہوں کہ یہ نقطے میں بیان کر رہی ہوں۔"

"اسے کہتے ہیں ہینگ لگے نہ پھٹکڑی، رنگ چوکھا آئے۔"

"دیکھا — بات ہینگ اور پھٹکڑی تک جا پہنچی۔" انسپکٹر جمشید نے تلملا کر کہا۔

"اور تیسرا نقطہ ہے — پروفیسر جھاڑ — وہ دو بار سامنے آیا — دونوں بار عجیب انداز میں آیا۔" فرزانہ جلدی سے بولی۔

"لیکن فرزانہ تم ایک نقطے کو بھول رہی ہو۔" فرحت نے مسکرا کر کہا —

"چلو وہ تم بتا دو — مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" فرزانہ مسکرائی۔

"اور وہ نقطہ ہے پروفیسر نیلابی — اس کی طرف ہم نے توجہ

تک نہیں دی — آخر کو اس قسم کا مضمون تو سب سے پہلے اُسی نے لکھا تھا۔"

"ویری گڈ — ہم اس سے ضرور ملاقات کریں گے۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"بلکہ سب سے وزنی نقطہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے —

"دھت تیرے کی — فرزانہ کے کیے کرائے پر تو پھر گیا پانی۔" محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

اچانک انسپکٹر جمشید بہت بے چین نظر آنے لگے — ان کے چہرے پر پائے جانے والے بے چینی کے اثرات ان سب سے چھپے نہ رہ سکے —

"کیا ہوا ابا جان؟"

"پتا نہیں — لیکن ہوا ضرور ہے۔"

"لیکن جب تک آپ یہ اندازہ نہیں لگا لیں گے کہ ہوا کیا ہے، تو بھلا کیا کیا جا سکے گا۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"کچھ کرنے کی ضرورت نہیں — میں ذہن دوڑا رہا ہوں کہ مجھے کیا ہوا ہے — جلد اندازہ ہو جائے گا — فکر نہ کرو۔"

"جی بہتر ہے — آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتے فکر — ویسے اس کیس میں فکر کرنے کے سوا بچا ہی کیا ہے — مگر تک نہ رہے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نہیں سروں پر۔"

"چلو گھر نہیں رہے سروں پر تو کیا ہوا۔ ہم گھر سروں پر اٹھا لیتے ہیں۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ ہم اپنے گھر بھی تمہارے سر پر رکھ دیتے ہیں۔" شوکی نے کہا۔

"جی مینڈکی کو بھی ہوا زکام۔"

"جی ہاں کیوں نہیں ۔۔ ایک نقطہ میں بھی بیان کروں گا۔" شوکی نے فوراً کہا۔

"اجازت ہے شوکی ۔ جلدی بتاؤ۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"رانا ظاہر نے کہا تھا کہ اس کے پاس کئی اور کوٹھیاں ہیں، اور ان کے بارے میں اس کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ۔۔ وہ ان میں سے کسی ایک میں چلا جائے گا ۔۔ اس کے بعد اسے کہیں نہیں دیکھا گیا ۔۔ اس کا ٹھکانا آخر اب کہاں ہے؟"

"لیکن ہم اس کا ٹھکانا معلوم کر کے کیا کریں۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے ۔ جیسے اس کیس کا رانا ظاہر سے بہت گہرا تعلق ہے۔"

"خیر ۔۔ ہم رانا ظاہر کا بھی سراغ لگانے کی کوشش شروع

کر دیتے ہیں۔"

"کوئی اور نقطہ ۔۔ کسی اور کے ذہن میں اگر ہو تو؟"

"مم ۔۔ مجھے بھی اجازت ہے۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"جی ہاں کیوں نہیں ۔۔ آپ کو اور اجازت نہ ہوگی ۔۔ بلکہ اجازت اور آپ کو نہ ہوگی۔" فاروق نے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑ گیا ۔۔ دونوں طرح صحیح ہے۔" آفتاب نے اسے گھورا۔

"یہ بات طے ہے کہ اس کیس کا مجرم کوئی بہت بڑا سائنس دان ہے ۔۔ مجھ سے بھی زیادہ بڑا ۔۔ اول تو میں خود کو بڑا خیال کرتا ہی نہیں ۔۔ دوسروں کے خیال کے مطابق بات کر رہا ہوں۔"

"ہوں ٹھیک ہے ۔۔ آپ کہیے۔"

"ملک کے بڑے سائنس دانوں کو ٹٹولا جائے ۔۔ بلکہ دوسرے ممالک کے سائنس دانوں کو بھی۔"

"تب پھر پہلے ملک کے سائنس دانوں کو چیک کر لیتے ہیں، ان کے نام آپ لکھ کر دے دیں۔"

"ضرور ۔۔ کیوں نہیں۔"

"کک ۔۔ کیا مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے؟" خان رحمان نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی ۔۔ اب آپ بھی نقطہ بیان کریں گے۔" آفتاب

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نے گھبرا کر کہا۔

"گگ — کیوں بھئی — کیا میں نقطہ بیان نہیں کر سکتا — میں عقل سے پیدل ہوں کیا؟"

"جی نہیں — ایسی کوئی بات نہیں — آپ عقل سے بالکل ہی پیدل نہیں ہیں۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

"کیا کہا؟" خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

"گگ — کیوں کیوں — کیا میں نے کوئی غلط بات کہہ دی۔" وہ ڈرے ڈرے انداز میں بولا۔

"دیکھا انکل! آپ کو عقل سے کسی حد تک پیدل بھی کہہ دیا اور انجان بھی بن رہے ہیں، ہے کوئی تک؟" آصف نے فوراً کہا۔

"ارے باپ رے — مم — میرا یہ مطلب نہیں تھا — ہاں، تم نے یہ مطلب نکال لیا ہے — مطلبی کہیں کے۔" اس نے غرا کر کہا۔

"حد ہو گئی — بھئی مطلبی اسے نہیں کہتے جو مطلب نکالے، بلکہ لالچی کو کہتے ہیں — اپنا مطلب نکالنے والے کو۔" شوکی نے منہ بنایا۔

"اچھا کہتے ہوں گے — انکل خان رحمان کوئی نقطہ بیان کرنے جا رہے تھے۔" فرحت نے موضوع کی طرف آنے کی

کوشش کی۔

"نہیں تو — میں کہیں جا تو نہیں رہا تھا۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"اب آپ لوگ بھی شوخیوں پر اتر آئے ہیں۔" محسن نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہاں اور کیا — شوخیوں پر تو سوار ہو جانا چاہیے — ان پر اتر نہیں آنا چاہیے۔"

"میں سمجھ گیا۔" خان رحمان نے گویا اعلان کیا۔

"چلیے پھر پہلے یہ بتا دیں کہ آپ کیا سمجھ گئے؟"

"یہ کہ تم لوگ مجھے اپنا نقطہ بیان نہیں کرنے دو گے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں — ایک دو نہیں — آپ پورے سو نقطے بیان کریں۔" محمود جلدی سے بولا۔

"ارے باپ رے — میں اتنے نقطے کہاں سے لاؤں — میں کوئی فرزانہ ہوں یا فرحت ہوں۔" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

"اچھا چلو — ایک تو بتاؤ۔" انسپکٹر جمشید نے گھبرا کر کہا۔

"سب سے پہلے میرا مکان غائب کیا گیا تھا — آخر سب سے پہلے اسے ہی کیوں یاد آیا — شہر میں تو مجھ سے بڑے مال دار لوگ موجود ہیں۔"

"یا تو وہ شروع سے ہی ہمیں سنانے کا پروگرام بنائے ہوئے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

تھا — یا پھر — بلکہ نہیں — یہی کہنا ہوگا کہ وہ شروع سے ہی ہم پر نظر رکھے ہوئے تھا اور اسی لیے اس نے سب سے پہلے تمھاری کوٹھی غائب کی۔"

"سوال یہ ہے کہ کیوں؟" خان رحمان بولے۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"میرا نقطہ سمجھنے کی کوشش کریں — اگر اس کا پروگرام صرف دولت جمع کرنا تھا — تب اس کے لیے یہ کہیں بہتر تھا کہ وہ ہماری نظروں میں آئے بغیر اپنا کام کرے — اس طرح وہ ہمیں ہرگز نہ چھیڑتا۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو خان رحمان؟" پروفیسر داؤد بولے۔

"یہ پروگرام صرف دولت جمع کرنے کا نہیں ہے — یہاں سے تو تجربات کی ابتدا کی گئی ہے — اصل میں یہ مسئلہ ہے، پوری دنیا پر حکومت کرنے کا۔"

"تب پھر یہ شخص پروفیسر نیلابی کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔" شوکی نے بلند آواز میں کہا۔

"پروفیسر نیلابی سے ملاقات کرنا کوئی مشکل کام نہیں — وہ انشارجہ کا بہت مشہور آدمی ہے۔"

"ارے! اگر وہ انشارجہ کا آدمی ہے اور اگر انشارجہ کی عمارات غائب نہیں ہو رہی ہیں، تب پھر یہ اسی کا کام ہے — اور یہ

سب کچھ انشارجہ کے اشارے پر ہو رہا ہے۔" آصف نے چونک کر کہا۔

"اور یہ نقطہ بھی نظر میں رکھنا چاہیے۔"

"میرا خیال ہے — اب ہمارے پاس کافی نقطے جمع ہو گئے ہیں — اب ان پر کام شروع کرنا چاہیے۔"

"اور چونکہ سب سے پہلا نقطہ ہوٹل کمال ہے۔ لہٰذا پہلے وہیں چلتے ہیں۔" شوکی نے کہا۔

"بالکل ٹھیک — رہائش کا مسئلہ بھی تو حل کرنا ہے۔"

سب لوگ ہوٹل کمال پہنچے — وہاں انھوں نے عجیب نظارہ دیکھا — ہوٹل کمال کے اردگرد سیکڑوں عمارات خرید لی گئی تھیں — عمارات کے مالکان کو منہ مانگی قیمت دی گئی تھی — اور جس نے عمارت فروخت کرنے سے انکار کیا تھا — اسے یہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر اس نے فروخت نہ کی تو ویسے ہی چراغ کا جن اس کو غائب کر دے گا — ہر طرف ہوٹل کمال ہی کمال کے بورڈ نظر آ رہے تھے —

"یہاں تو ایک ہوٹل کمال کی بجائے ہزار ہوٹل کمال نظر آ رہے ہیں — ہوٹل کمال کے مالک تک ہم کیسے پہنچ سکیں گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"وہ ظاہر ہے — مرکزی عمارات میں ہوگا — اصل ہوٹل

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کمال ہیں ۔ آؤ۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

وہ آگے بڑھے ، لیکن ان کا راستا روک لیا گیا ۔

" اس طرف کوئی جگہ خالی نہیں ہے ۔ نئی خریدی ہوئی جگہوں میں بھی صرف دائیں طرف کچھ جگہیں باقی ہیں۔"

" وہ ہم بعد میں لے لیں گے ۔ پہلے تو ہمیں ہوٹل کمال کے مالک سے ملنا ہے۔"

" ان سے ملنا آسان کام نہیں۔" راستا روکنے والے ایک نگران سے کہا۔

" کیا مطلب ؟"

" ان سے ملاقات کرنے کے لیے تو وزیروں کو کئی کئی روز انتظار کرنا پڑتا ہے ۔ آپ لوگ ہیں کس کھیت کی مولی۔"

" آپ ہمارے کارڈ ان تک پہنچا دیں ۔ وہ ہم سے فوراً ملنا پسند کریں گے۔"

" نہیں جناب، حکم نہیں ہے۔"

" اچھا ، فون پر ان سے بات ہو سکتی ہے ؟"

" صرف ان کے سیکرٹریوں میں سے کسی سیکرٹری سے۔"

" اچھا چلیے ۔ پھر کسی سیکرٹری سے ہی بات کرا دیں۔"

" آیئے۔" اس نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

اور انھیں ایک فون کے قریب لے آیا ۔ خود نمبر ڈائل کر کے

اس نے ریسیور ان کی طرف بڑھا دیا ۔

" انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔"

" کون انسپکٹر جمشید ، میں کسی انسپکٹر جمشید کو نہیں جانتا۔"

" آپ اس شہر میں رہتے ہیں اور انسپکٹر جمشید کو نہیں جانتے ، تو سن لیں ۔ میں محکمہ سراغرسانی کا انسپکٹر جمشید بات کر رہا ہوں۔" انھوں نے کہا۔

" آہا ! تو یہ آپ ہیں۔"

" چلو شکر ہے ۔ آپ نے پہچانا تو۔"

" فرمایئے ۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

" ہمیں کمال صاحب سے ملنا ہے۔"

" ان سے ملاقات ایک ماہ تک ممکن نہیں ۔ ایک ماہ بعد آپ کی باری آئے گی ۔ کہتے ہیں تو آپ کا نام ملاقاتیوں کی لسٹ میں لکھ لوں۔"

" کیا مطلب ۔ کیا ان سے ملنے والوں کی فہرست اس قدر لمبی ہے؟"

" آپ سوچ بھی نہیں سکتے ۔ سارے شہر کے مسائل مسٹر کمال ہی تو حل کرتے ہیں ۔ اب یہاں ملک کے صدر ۔ وزیراعظم ۔ گورنر اور دوسرے حکام کی کوئی حیثیت نہیں رہی ۔ صرف اور صرف کمال صاحب کا حکم چلتا ہے۔"

" اوہ اچھا ۔ میری درخواست ہے کہ آپ ہماری ملاقات کمال

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

صاحب سے کرا دیں۔"

"افسوس! میں ایسا نہیں کر سکتا۔"

"تب پھر ہم زبردستی ملاقات کریں گے۔"

"کیا کہا — زبردستی ملاقات کریں گے؟"

"ہاں! جو ہمیں روک سکتا ہے — روک لے۔"

"یہ کہہ کر آپ نے اپنی موت کو خود آواز دی ہے — اب کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا۔"

"آپ اپنے لوگوں کو لے کر باہر نکل آئیں۔" انسپکٹر جمشید بولے اور ریسیور رکھ دیا — ساتھ ہی انھوں نے اس نگران کی کن پٹی پر ایک مکا رسید کر دیا۔

"اعلانِ جنگ ہے — سنا تم نے دوستو۔"

"بالکل! ہم اس جنگ میں ایک ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا پُر جوش انداز میں بولے۔

"اب ہم پر یہ بات کھل چکی ہے — یہ سازش انشارجہ کی تھی — ہوٹل کمال کا مالک — کمال دراصل انشارجہ کا آدمی ہے، گویا جن لوگوں نے ان کا مطالبہ پورا نہیں کیا — اور اپنے گھر غائب کروا لیے — ان سے بھی یہی لوگ پھر دولت حاصل کر رہے ہیں — چیت بھی ان کی پٹ بھی ان کی — میں اپنے ملک کے لوگوں کو اس طرح دونوں ہاتھوں سے نہیں لٹنے دوں گا۔"

"لیکن آپ کیا کریں گے؟" شوکی بولا۔

"بس دیکھتے جائیں — آؤ اب ذرا آگے چلیں۔"

وہ اصل ہوٹل کی طرف قدم اٹھانے لگے — جلد ہی انھوں نے شوکی کی آواز سنی — سو کے قریب آدمی شور مچاتے، دوڑتے اور کودتے ان کی طرف بڑھ رہے تھے — ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں تھیں:

"ایک تو یہ مجرم لوگ تلواریں نہ جانے کہاں سے لے آتے ہیں؟"

"ہیں تو خیر ان کے پاس پستول بھی، لیکن شاید یہ لوگ تلواروں کے زیادہ شوقین ہیں۔" یہ کہتے ہوئے انھوں نے نگران کی رائفل نال کی طرف سے پکڑ لی — اور ان کی طرف بڑھے:

"آپ — ان کا اکیلے مقابلہ کریں گے؟"

"نہیں — میرا ساتھ انسپکٹر کامران مرزا اور خان رحمان بھی دیں گے — باقی تم لوگ موقعے کی تاک میں رہو گے، جونہی کوئی دشمن گرے — اس کی تلوار اٹھا لینا — اور مقابلہ شروع کر دینا — تھوڑی بہت تلوار بازی تو تم لوگوں کو آتی ہی ہے۔"

"آتی تو خیر ہے، لیکن تلواروں سے ہمیں ڈر سا لگتا ہے۔" محمود مسکرایا۔

"آپ کو صرف ڈر سا لگتا ہے — اور ہمیں بہت زیادہ ڈر لگتا ہے۔" شوکی نے گھبرا کر کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اور وہ مسکرانے لگے۔ اچانک انسپکٹر جمشید نے رائفل گھمانا شروع کر دی۔ رائفل اس تیزی سے گھومی کہ ان کے نزدیک آنے والے بھی گھبرا کر رہ گئے۔ پھر وہ پیچھے ہٹے۔ ایسے میں رائفل ایک دشمن کے سر پر لگی۔ وہ تیورا کر گرا۔ اب انسپکٹر جمشید اس جگہ سے آگے ہو گئے۔ دشمن تڑپنے لگا۔ انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً اس کی تلوار اٹھا لی۔ محمود نے اس کے پستول پر قبضہ کر لیا۔

"کیا خیال ہے۔ ہم فائرنگ کر سکتے ہیں ابا جان؟"

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ ابھی ذرا تلواروں کی لڑائی ہو جائے۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

ایک سرد آواز سنائی دی۔

یہ ہوئی بات

تلواریں چلاتے ہوئے ہاتھ رک گئے۔ اُن کے چہرے آواز کی سمت اُٹھ گئے۔

"سر! یہ لوگ آپ سے زبردستی ملنا چاہتے ہیں۔" ایک دوسری آواز گونجی۔

انھوں نے دیکھا، شاہانہ لباس میں لمبے قد کا ایک آدمی، سر پر باقاعدہ تاج سجائے۔ ایک دروازے میں کھڑا تھا۔ اس کے پیچھے اسی کے قد و قامت والا ایک دوسرا آدمی کھڑا نظر آیا۔ اس کے جسم پر بھی قیمتی لباس تھا، لیکن اس سے کم درجے کا۔ اگلے آدمی کے سر پر جو تاج تھا، وہ ضرور سونے کا تھا اور اس میں ان گنت ہیرے جگ مگ کر رہے تھے۔

"ان کے نام کیا ہیں؟"

"انسپکٹر جمشید وغیرہ۔"

"اوہ اچھا: یہ وہ لوگ ہیں۔ اور یہ حقیر کیڑے مجھ سے زبردستی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ملاقات کرنا چاہتے ہیں — ان کی یہ جرأت — مارو انھیں — ان کی بوٹیاں کر دو — اور بوٹیاں کر کے ہمارے کتوں کو کھلا دو! پورے ملک کے حکمران سے کوئی زبردستی ملتا ہے؟"

"پورے ملک کا حکمران — اور تم" شوکی مسکرایا۔

"ہاں! اے بے وقوف لڑکے — یہاں کے حکمران اب میرے آگے پانی بھرتے ہیں" اس نے کہا۔

"ارے! تو کیا ہمارے ملک میں پانی کی اس حد تک کمی ہو گئی ہے؟"

"کچھ دیر بعد اس شہر کے لوگ تم لوگوں کی کمی بھی محسوس کر گے — اسے سنا نہیں — انھیں ختم کر دو — لیکن خبردار تلوار سے — کوئی فائر نہ کرے۔"

"اور اگر ان کی طرف سے فائر ہوا؟"

"نہیں ہو گا — یہ میرا اعلان ہے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"سن لیا — ان کی طرف سے کوئی فائر نہیں ہو گا۔"

"واہ! پھر تو مزا آ جائے گا — ہم کر دیں گے ان کا قیمہ"

"لیکن ہمارے کتے قیمہ کھانا پسند نہیں کرتے — صرف صرف گوشت کے بڑے ٹکڑے پسند کرتے ہیں۔"

"بہت خوب! آپ فکر نہ کریں۔"

ایک بار پھر وہ ان کی طرف مڑے — اب انسپکٹر جمشید

انسپکٹر کامران مرزا کمر سے کمر ملا کر کھڑے نظر آئے — ان کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں — اچانک وہ تلواریں گھومنے لگیں — ان کے گھومنے میں اس قدر تیزی آئی کہ تلواریں دکھائی دینا بند ہو گئیں — دشمن اب پھر ان کی طرف بڑھا اور ان پر چاروں طرف سے تلواروں کی بارش شروع ہو گئی — ان کے علاوہ باقی سب اس جنگ کو حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے — چونکہ وہ صرف دو تھے — اور ایک جگہ کھڑے ہو کر لڑ رہے تھے — اس لیے سو کے سو دشمن ایک ہی وقت میں تو ان پر وار کر نہیں سکتے تھے — لہٰذا دس کے قریب آدمی تلواریں برسا رہے تھے — باقی اس بات کے منتظر تھے کہ کسی جگہ سے انھیں بھی تلوار کا وار کرنے کا موقع مل جائے — لیکن ان دونوں کی تلواریں اس قدر تیزی سے گھوم رہی تھیں کہ ان کی کوئی پیش نہیں جا رہی تھی — اور پھر وہ کٹ کٹ کر گرنے لگے — جو گر جاتا، اس کی جگہ دوسرا لے لیتا — گرنے والے تو اس کے ساتھی گھسیٹ لیتے۔

"اپنے گرنے والے ساتھیوں کو گننا شروع کر دیں مٹھو بھائی، آپ کو مزا آئے گا۔"

"میں گن رہا ہوں — اگر یہ تم دونوں کو نہ گرا سکے تو انھیں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جینے کا حق تو ویسے بھی نہیں رہ جائے گا۔"

"بہت خوب! مان گئے مسٹر کمال آپ کو۔ ہیں آپ بھی کمال کے آدمی۔"

"ابھی تم نے میرا کمال کہاں دیکھا ہے۔ ابھی تو آگے آگے دیکھو گے۔"

"جمشید۔ ہم اس لڑائی کو طول کیوں دیں۔ اس طرح تم تھک جاؤ گے۔ مجھے بھی۔ بلکہ ہمیں بھی اجازت دو۔ ہم بھی اس لڑائی میں کود جائیں۔"

"کود جاؤ۔"

اور پھر وہ گرنے والوں کی طرف جھپٹے۔ ان کی تلواریں اب ان کے ہاتھوں میں آگئیں۔ اب انھوں نے ایک دائرہ بنا لیا۔ پہلے صرف انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کمر سے کمر ملائے لڑ رہے تھے۔ اب ان سب کے کندھے آپس میں ملے ہوئے تھے۔ منہ دشمنوں کی طرف تھے۔ اس طرح دشمن ان کی کمر کی طرف سے وار نہیں کر سکتے تھے۔ صرف سامنے سے وار کر سکتے تھے۔ ان سب کے جنگ میں شریک ہو جانے کی وجہ سے دشمن کی زیادہ تعداد جنگ میں مصروف ہو گئی۔ ان حالات میں شوکی برادرز بھی پیچھے نہیں رہے تھے۔ اور ان کے لڑنے کے انداز پر انھیں حیرت ہو

رہی تھی:

"یار شوکی۔ تم نے تلوار بازی کب سیکھی؟" محمود پُرجوش انداز میں بولا۔

"ایک بار انکل منور علی خان نے سکھائی تھی۔" اس نے شرما کر کہا۔

"اچھا کیا تھا۔ سیکھ لی۔ آج کام آگئی۔" آصف بولا۔

"خبردار! تم باتیں نہیں کرو گے۔ غضب خدا کا۔ تلواریں آپس میں ٹکرا رہی ہیں اور یہ باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ تو ہماری زندگی کا ثبوت ہے ابا جان۔" فاروق مسکرایا۔

"ہاں ہاں ہے۔ لیکن خاموش رہ کر لڑنے کی صورت میں ہم زندگی کا زیادہ ثبوت دیں گے۔"

"بہت بہتر۔"

اور پھر لڑائی میں اور شدت آگئی۔ اب تک دشمن کے بیس کے قریب آدمی ڈھیر ہو چکے تھے۔ جب کہ وہ بھی زخمی ضرور ہو چکے تھے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا۔ جس کا جسم زخمی ہونے سے بچ رہا ہو۔

"بزدلو۔ یہ چند افراد تم سے مارے نہیں جا رہے۔ اب میں تم لوگوں کو مارنا شروع کرتا ہوں۔ سیکرٹری۔ میری

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تلوار لاؤ۔"

"رحم فرمائیں ۔ مسٹر کمال رحم" سیکرٹری نے کانپ کر کہا۔

"اگر تم نے فوراً میری تلوار نیام سے نکال کر مجھے نہ دے دی تو میں اپنا رحم سب سے پہلے تم سے شروع کروں گا۔" اس نے غرّا کر کہا۔

سیکرٹری نے گھبرا کر تلوار کا دستہ اس کی طرف بڑھا دیا ۔ اور میان پکڑ کر کھینچ لی ۔

اچانک اس کی تلوار اس کے اپنے ایک ساتھی کے سر پر پڑی ۔ اس کا سر دو ٹکڑے ہو گیا ۔ ایک دل دوز چیخ نے ان سب کو تھرّا دیا ۔

اب ان میں کھلبلی مچ گئی ۔ کمال کے وار نے ان کے قدم فوراً اکھاڑ دیے ۔ وہ بھیڑوں کی طرح ادھر اُدھر بھاگے ۔

"بھاگ رہے ہو بزدلو ۔ لیکن بھاگ کر جاؤ گے کہاں۔" کمال گرجا ۔

اچانک اس کے ہاتھ سے تلوار گری ۔ اور ایک تلوار کی نوک اس کی گردن سے آ لگی ۔

"خبردار ! ہاتھ اوپر اٹھا دو ۔ ورنہ تلوار کی نوک گردن میں گھستے وقت کوئی دیر نہیں لگائے گی۔"

یہ آواز شوکی کی تھی ۔

"بہت خوب شوکی ۔ تم نے تو آج کمال کر دیا۔" انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"جج ۔ جی ۔ میں نے اور کمال کر دیا ۔ لیکن کمال تو یہ ہیں انکل۔" شوکی شرما گیا۔

ایک طرف سیکرٹری بھیگی بلّی بنا کھڑا تھا ۔ کمال کے سب ساتھی دُم دبا کر بھاگ چکے تھے اور وہ خود ہاتھ اوپر اٹھائے کھڑا تھا ۔

"اب ہم سے ملاقات کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"مم ۔ میں ۔ میں ملاقات کرنے کے لیے تیار ہوں۔"

"عجیب احمق ہے ۔ پہلے ہی ملاقات کر لیتے ۔ اپنے اتنے آدمی کٹوائے ۔ اتنے آدمی بھگوائے اور ہمیں بھی اتنے زخم لگوائے۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"تمھارا ارادہ شاعری کا تو نہیں۔"

"نہیں ۔ یہ شوق تم پورا کر لو۔"

"مسٹر کمال ۔ اب ذرا اپنے کمرے کی طرف چلیے ۔ تاکہ ہم آرام اور سکون سے بیٹھ کر بات چیت کر سکیں۔"

اس کے منہ سے کچھ نہ کہا اور اپنے کمرے کی طرف آ گیا۔

"سیکرٹری صاحب ۔ آپ بھی آئیں ۔ آپ کی موجودگی میں بات ہو گی ، تاکہ آپ گواہ رہیں اور بوقت ضرورت کام آ سکیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

وہ ایک عالی شان کمرے میں داخل ہوئے ۔ بیٹھنے کے بعد انسپکٹر جمشید بولے :

" کمال صاحب ! آپ کا الہ دین کے چراغ کے جن سے کیا تعلق ہے ؟"

" کوئی تعلق نہیں ۔ بس وہ مجھ پر مہربان ہے اور میں اس کی مہربانی سے فائدہ اٹھا رہا ہوں ۔" اس نے جواب دیا ۔

" بلا وجہ کوئی کسی پر اس حد تک مہربان نہیں ہو سکتا ، اصل بات بتائیں ۔"

" اصل بات ۔ کون سی اصل بات ؟"

" تعلق والی اصل بات ۔"

" اور کوئی بات نہیں ہے ۔"

" محمود ۔ اس کی تلاشی لو ۔ باقی سب لوگ اس کمرے کی تلاشی لے لیں ۔"

" تلاشی ۔ کیا مطلب ؟"

" تلاشی کا مطلب تلاشی ہی ہوتا ہے ۔ آپ کو ابھی معلوم ہو جائے گا ۔" فاروق مسکرایا ۔

تلاشی لی گئی ۔ بہت اہم کاغذات برآمد ہوئے ۔ ان کاغذات کی رو سے وہ انشارجہ کے ایجنٹ ثابت

ہو گئے ۔

" اب اگر ہم تم لوگوں کو قانون کے حوالے کرتے ہیں تو قانون تمھیں کچھ نہیں کہہ سکے گا ۔ کیونکہ قانون تو تم نے اپنے ہاتھوں میں لے رکھا ہے ۔ لہٰذا ہم خود تمھیں سزا سناتے ہیں ۔ انسپکٹر جمشید آپ خود کو جج فرض کر لیں ۔ ہم نے ان کے خلاف ثبوت پیش کر دیے ہیں ۔ یہ ہمارے ملک میں خرابیاں پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں ۔ جب یہ حالات برپا کیے گئے تو ظاہر ہے ۔ ان لوگوں کو اپنے ہی آدمیوں کو فائدہ پہنچانا تھا ۔"

" اگر یہ سازش انشارجہ کی ہے ۔ تب پھر انشارجہ میں ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا ہوگا ۔ یعنی عمارات غائب نہیں ہو رہی ہوں گی ۔"

" اگر ہو رہی ہوں گی تو مسلمانوں کی ہو رہی ہوں گے ۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے ۔

" اوہ ہاں ! یہ بات بھی ہے ۔ خیر ۔ دیکھا جائے گا ۔"

" فیصلہ سنائیں جج صاحب ۔"

" میں ان لوگوں کو موت کی سزا سناتا ہوں ۔"

" خبردار ! تم اس کا اختیار نہیں رکھتے ۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو یہ تمھارے حق میں بہت بھیانک ہوگا ۔" اس نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

غرّا کر کہا۔

"پروا نہیں — موت کی سزا پر عمل کیا جائے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

اور کئی تلواریں ان کے جسموں کی طرف بڑھنے لگیں۔

"نہیں نہیں — تم ایسا نہیں کر سکتے۔"

"تم لوگوں کے ساتھ ہم کچھ نرمی کر سکتے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"کیا مطلب — وہ کیسے؟" دونوں چونک کر بولے۔

"اگر تم ہمیں یہ بتا دو کہ اس سازش کے پیچھے اصل آدمی کون کام کر رہا ہے — یعنی یہ بات تو ہم معلوم کر چکے ہیں — کہ اس سازش کے پیچھے انشارجہ کا ہاتھ ہے۔ لیکن ابھی تک یہ اندازہ نہیں ہوا کہ کس آدمی کے ذریعے کام لیا گیا ہے — الہ دین کے چراغ کے جن کا کردار کون ادا کر رہا ہے۔"

"میں یہ بات نہیں جانتا — ایسی باتیں عام لوگوں کو نہیں بتائی جاتیں۔"

"تو تم بھی عام آدمی ہو؟"

"ہاں اور کیا۔"

"یہ ایسے نہیں بتائیں گے — انھیں ختم کرنا ہوگا۔" انسپکٹر

جمشید بولے۔

"ہاں انکل — تو کیا یہ ختم ہونے کے بعد بتائیں گے؟" مکھن نے حیران ہو کر کہا۔

"نن — نہیں — ہم بتانے کے لیے تیار ہیں۔"

"کیا بتانے کے لیے تیار ہو؟"

"یہ کہ اس سازش کے پیچھے اصل آدمی کون ہے۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات — تو بتاؤ پھر۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پہلے سے مہمان

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر کمال نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا، لیکن اچانک اس وقت نہ جانے کس طرف سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور اس کے منہ سے ٹکرائی۔ وہ مارے خوف کے چلّایا اور دوسری طرف الٹ گیا۔ انھوں نے دیکھا۔ اس کے منہ سے ٹکرانے والی چیز وہی گڑیا تھی۔

"ارے باپ رے! یہ تو وہی گڑیا ہے۔" آصف چلّایا۔

اتنے میں گڑیا تیر کی طرح سیکرٹری کی طرف آئی اور اسے بھی الٹ کر رکھ دیا۔ اب وہ گڑیا آتش دان پر جا ٹکی۔ سب نے بوکھلاہٹ کے عالم میں ان دونوں کو دیکھا۔ ان میں زندگی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔

"حیرت ہے۔ پہلے تو یہ گڑیا انسانوں کے نزدیک جانے سے دور ہو جاتی تھی۔ اب ان سے ٹکرا رہی ہے۔"

"یہ اس کا دوسرا ایکشن ہوگا۔" فاروق بولا۔

"ہاں! لیکن افسوس ہم مجرم کا نام جانتے جانتے رہ گئے۔" انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"اور مزے کی بات یہ کہ اس گڑیا نے ہمیں کچھ نہیں کہا۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ارے ارے۔ اس کی آنکھوں کی طرف دیکھیے۔ کس طرح لال پیلی ہو رہی ہیں۔" کلیم چلّایا۔

سب نے گھبرا کر گڑیا کی آنکھوں کی طرف دیکھا۔ اُف۔ وہ کس قدر خوف ناک لگ رہی تھیں۔ ایک گڑیا انھیں اس قدر خوف ناک بھی لگ سکتی ہے، یہ تو انھوں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ایسے میں پروفیسر داؤد چلّائے:

"بچو۔ سب لوگ اس سے بچو۔ بھاگ نکلو یہاں سے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔ سب لوگ نکل جائیں اس کمرے سے۔" انسپکٹر جمشید نے بھی چلّا کر کہا۔

وہ افراتفری کے عالم میں وہاں سے نکل بھاگے، انھوں نے اپنے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی۔

"ارے یہ کیا۔ ابا جان اور انکل اندر ہی رہ گئے ہیں۔" محمود نے بلند آواز میں کہا۔

"اور دروازہ کیا اس گڑیا نے بند کیا ہے؟"

"اگر بات یہی ہے تو پھر بہت خوف ناک ہے۔" آصف

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

نے کہا۔

"آؤ پوچھ لیتے ہیں۔"

وہ پھر دروازے پر آئے۔

"ابا جان!" فاروق چلایا۔

"کیا ہے — کیوں چلا رہے ہو؟" انھوں نے ناخوش گوار انداز میں کہا۔

"دروازہ آپ نے بند کیا ہے یا گڑیا نے؟" آصف بولا۔

"دروازہ ہم نے بند کیا ہے — ہم اس گڑیا سے نبٹ لینا چاہتے ہیں — کہیں آگے چل کر یہ بھی ہمارے لیے کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔"

"تب پھر دروازہ کھول دیں — ہمیں اس مقابلے سے کیوں محروم کر رہے ہیں؟"

"لیکن تم اندر نہیں آؤ گے — اس سے مقابلہ صرف ہم دونوں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے — ہم باہر رہ کر نظارہ کریں گے۔"

انھوں نے دروازہ کھول دیا —

اور میں کہتا ہوں جمشید — تم گڑیا سے مقابلے کا خیال دل سے کیوں نہیں نکال دیتے — یہ ان دونوں کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی — تم اسے ایک قسم کا میزائل کہہ سکتے

ہو — تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

"دیکھا جائے گا — آپ بس باہر رہ کر نظارہ کریں۔"

"اچھا جیسے تمھاری مرضی۔" انھوں نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں — ابا جان اور انکل موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں۔"

"موم کے تو یہ دونوں بھی نہیں تھے — جو اس وقت مردہ پڑے ہیں۔"

"ان کی اور بات ہے۔" آصف بولا۔

اور پھر وہ دروازے میں کھڑے ہو گئے — گڑیا کی آنکھیں خوفناک تھیں اور پہلے سے زیادہ لال پیلی نظر آ رہی تھیں —

اچانک وہ آتش دان سے اٹھی اور انسپکٹر جمشید کی طرف آئی — اور سیدھی دیوار سے جا ٹکرائی — اس لیے کہ انسپکٹر جمشید تو فوراً اس کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔

"بہت خوب!" ابا جان، محمود بولا۔

"لیکن بھئی — اس طرح اس گڑیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔" پروفیسر داؤد چلائے۔

"اوہ — آپ کا مطلب ہے — لڑتے لڑتے ہم دونوں تھک جائیں گے — اس وقت ہم اس گڑیا کے وار سے بچ نہیں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سکیں گے۔" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"اوہ! تب پھر محمود۔ تم اپنا چاقو اندر اُچھال دو۔ ہم اس کا پیٹ چاک کر دیں گے۔"

"مشکل ہے جمشید۔" پروفیسر داؤد نے کہا۔

"جی۔ کیا مشکل ہے؟"

"یہ کہ تم اس کا پیٹ چاک کر سکو۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ پیٹ چاک ہو جائے گا، لیکن پھر جڑ جائے گا۔"

"اچھا خیر۔ دیکھا جائے گا۔ محمود تم چاقو اندر پھینک دو۔" انھوں نے کہا۔

اسی وقت انھوں نے گڑیا کو اٹھتے دیکھا۔ گویا دیوار سے ٹکرانے کے بعد وہ اٹھنے کے قابل ہو گئی تھی۔ وہ ایک بار پھر آتش دان کی طرف گئی۔ وہاں جا کر ٹکی اور پھر اچھل کر انسپکٹر کامران مرزا کی طرف آئی۔ اس وقت محمود کا چاقو اندر کی طرف آیا اور انسپکٹر جمشید نے ہاتھ بلند کیا۔ لیکن پھر فوراً ہی انھوں نے ہاتھ گرا لیا، اگر وہ ایسا نہ کرتے تو گڑیا ان کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ گڑیا آگے نکل گئی۔ لیکن انسپکٹر کامران مرزا پہلے ہی خود کو گرا چکے تھے۔ وہ پھر دیوار سے ٹکرائی۔

اسی وقت جھک کر انھوں نے چاقو اٹھا لیا۔ اب کھلا چاقو ان کے ہاتھ میں تھا۔ ادھر گڑیا اٹھ رہی تھا۔ انھوں نے صاف محسوس کیا کہ دیوار سے ٹکرانے کے بعد اسے سنبھلنے میں کچھ لمحے صرف ہوتے ہیں۔ اب وہ گڑیا پر وار کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

گڑیا آتش دان پر ایک بار پھر جا ٹکی۔ اور ٹکتے ہی اچھلی۔ بلا کی رفتار سے انسپکٹر جمشید کی طرف آئی۔ اس بار انھیں پہلے کی نسبت زیادہ پھرتی کا مظاہرہ کرنا پڑا۔ گڑیا پھر بھی ان کے بالوں کو چھوتی ہوئی گزر گئی۔ اگر سر سے ٹکرا گئی ہوتی تو وہ تو گئے تھے کام سے۔ جونہی وہ دیوار سے ٹکرائی۔ انھوں نے اس کی طرف چھلانگ لگائی اور چاقو اس کے پیٹ میں بھونک دیا۔ انھیں یوں لگا جیسے گڑیا کی چیخ نکل گئی ہو۔ چاقو انھوں نے واپس کھینچ لیا۔ گڑیا وہیں بے دم سی پڑی رہ گئی۔

"بہت خوب! آپ دونوں نے کمال کر دیا۔"

"بھئی جلدی باہر آ جاؤ۔ اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے۔" پروفیسر داؤد نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"گڑیا کو ٹھیک ہونے میں بس ایک منٹ لگے گا۔"

"جی۔ تو کیا یہ ابھی بے کار نہیں ہوئی؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہوئی ہے، لیکن ایک منٹ بعد یہ پھر ٹھیک ہو گی۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔ آئیے پھر چلیں۔"

وہ باہر نکل آئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا۔ اب انھوں نے قدرے سکون کا سانس لیا۔ وہ سیدھے اپنے کمروں میں آ گئے، لیکن کمروں میں نئی صورت حال ان کے سامنے تھی۔ بلکہ جونہی وہ آئے۔ لوگ ان کے کمرے کے باہر جمع ہو گئے۔

"کچھ معلوم ہے آپ کو۔ یہاں کیا شور مچا ہوا ہے۔"

"کیا؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"شور مچا ہوا ہے کہ انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا نے کمال صاحب اور ان کے سیکرٹری کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم انھیں مارنا ضرور چاہتے تھے اس لیے کہ وہ غدار تھے، لیکن اس سے پہلے ہی ان دونوں کو جن نے مار ڈالا۔" انسپکٹر جمشید نے انھیں بتایا۔

"آپ نہیں جانتے۔ ہوٹل کمال کے تمام حصوں میں جن کی طرف سے کیا اعلان ہو رہا ہے۔"

"کیا اعلان ہو رہا ہے۔ آپ لوگ بتائیں نا۔"

"یہ کہ انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید نے ہوٹل کمال کے مالک اور ان کے سیکرٹری کو ہلاک کر دیا ہے، لہٰذا اس جرم

کے تحت اب پورا ہوٹل کمال رات کو غائب ہو جائے گا۔ لہٰذا ہم سب لوگ پریشان ہو جائیں گے اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔"

"نہیں۔ ہماری وجہ سے نہیں ہوا۔"

"آپ نے اعلان کا اگلا حصہ نہیں سنا۔"

"چلیے سنائیں وہ بھی۔"

"اگلا حصہ یہ ہے کہ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ ہوٹل کمال غائب نہ ہو۔ آپ لوگ مل کر ان لوگوں کی تکا بوٹی کر دیں۔ یعنی آپ لوگوں کی۔ لیکن ہم آپ لوگوں کی خدمات جو ملک کے لیے ہیں، ان کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ لہٰذا آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ یہاں سے چلے جائیں۔ اور ہمارے ٹھکانے ہم سے نہ چھینیں۔"

"اچھی بات ہے۔ اگر ایسا ہے تو ہم کہیں اور چلے جاتے ہیں۔"

"شکریہ بہت بہت۔"

انھوں نے اپنا سامان اٹھایا اور باہر نکل آئے۔ باہر ہزار ہا لوگ جمع تھے۔ اور جن کوئی اور بات ان سے کر رہا تھا۔ انھوں نے کان دھرے تو یہ الفاظ صاف سنائی دیے:

"نہیں نہیں۔ ان لوگوں کو جانے ہرگز نہ دیا جائے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

انھیں مار مار کر مار ڈالا جائے۔"

لوگ پریشان ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے، جیسے کہہ رہے ہوں — اب کیا کریں؟

"کرنا کرانا کیا ہے — آپ لوگ ہماری آؤ بھگت کریں۔" فاروق مسکرایا۔

"بہت خوب صورت بات کہہ ڈالی تم نے — لاؤ تمھارے ہاتھ چوم لوں۔" پروفیسر داؤد اس کی طرف بڑھے۔

"لیکن انکل — یہ بات میں نے اپنے ہاتھوں سے تو نہیں کہی — میں نے تو منہ سے کہی ہے — اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو معافی چاہتا ہوں۔"

"یار چپ رہو۔" آصف نے اسے جھڑکا۔

"اب لوگ آپس میں فیصلہ نہیں کر پا رہے۔"

انھوں نے لوگوں کی طرف دیکھا — صرف چند ایک ایسے تھے — جو یہ کہہ رہے تھے — نہیں نہیں — ہم انھیں ہلاک نہیں کر سکتے — یہ تو پوری قوم کے ہیرو ہیں — آخر ایک نے کہا،

"نہیں جن بادشاہ — یہ نہیں ہوگا — ہم انھیں ہلاک نہیں کر سکتے۔"

"تب پھر تم لوگوں کا رہنے کا ٹھکانا چھن جائے گا۔"

"اب جو ہوگا، دیکھا جائے گا۔"

"ہاں ہاں! جو ہوگا، دیکھا جائے گا — ہم انھیں ہاتھ بھی نہیں لگائیں گے۔"

"ان کی وجہ سے سارے شہر پر مصیبت آئے گی اب۔" جن نے بلند آواز میں کہا۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ کہیں پاس ہی بول رہا ہو — ویسے اس وقت اس کی آواز ٹی وی سکرین پر آ رہی تھی — اور ریڈیو سے بھی نشر ہو رہی تھی — گویا ٹی وی اور ریڈیو پر بھی اب اس کا قبضہ تھا۔

"سارا شہر پہلے ہی کون سا پُرسکون ہے۔" ایک نے کہا۔

"سن لیا مسٹر جن — لوگ کس طرح ان حالات میں بھی ہمارا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔"

"ہاں سن لیا — تمھارے ساتھ اب یہ لوگ بھی مارے جائیں گے۔"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی مسٹر جن — آخر یہ ٹرپا کیا چیز ہے — اور اس کے انسانی چہروں سے ٹکراتے ہی لوگ مر کس طرح جاتے ہیں؟"

"سائنس کی حیرت انگیز ترین ایجاد — لیکن ابھی اس میں کچھ خامیاں ہیں — وہ خامیاں دور کر لوں تو پھر اسے تمھارے مقابلے میں روانہ کر دوں گا — اور انسپکٹر جمشید —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

شہر کے لوگ اس لڑائی کو بہت حیرت بھری نظروں سے دیکھیں گے۔"

"کس لڑائی کی بات کر رہے ہو؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اس گڑیا کی اور تمھاری — میں تو تم لوگوں کو صرف اس گڑیا سے شکست دے دوں گا۔"

"دیکھ لیں گے تمھاری گڑیا کو بھی اور تمھیں بھی۔"

"میں ناقابلِ تسخیر ہوں — مجھے کوئی شکست نہیں دے سکتا — تم اب تک اتنی سی بات کا بھی اندازہ نہیں لگا پائے۔"

"نہیں — نہ ہمیں ایسے اندازے لگانے کی ضرورت ہے اپنے اللہ کی رضا کے لیے کام کرتے ہیں ہم تو — شکست اور فتح کے لیے نہیں۔"

"خیر کوئی بات نہیں — اس بار شکست تو تمھاری کہیں گئی نہیں — صبح ہوٹل کمال کا نام و نشان تک یہاں نہیں ہو گا اور ان لوگوں کا یہ ٹھکانا بھی ختم ہو جائے گا۔"

"آپ لوگ ہمارے وجہ سے پریشان نہ ہوں — جو یہ حضرت چاہتے ہیں، کر ڈالیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔" محسن نے مسکرا کر کہا۔

"ہم اپنے لیے نئے ٹھکانے تلاش کر لیں گے اور کچھ نہیں تو جنگل میں کیمپ لگا کر رہ لیں گے۔"

"ویسے یہ تجویز زیادہ مناسب رہے گی — بلکہ پورا شہر اگر ایسا کرے تو مزا آ جائے — اس جن دن کا سارا نخرہ ڈھیلا ہو جائے۔"

"تو ہم شہر میں یہ تحریک شروع کر دیتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے — اجازت ہے۔"

"آپ جہاں جانا چاہیں — جا سکتے ہیں — اب ہم خود دیکھ لیں گے۔"

"بہت بہت شکریہ — ویسے مجھے آج معلوم ہوا — شہر کے لوگ مجھ سے کس حد تک محبت کرتے ہیں۔"

"اس سے بھی کہیں زیادہ محبت کرتے ہیں۔"

اور وہ مسکراتے ہوئے ایک دوست کے گھر کی طرف روانہ ہوئے — انھیں یقین تھا کہ اس کا گھر محفوظ ہو گا، اس لیے کہ وہ ایک غریب آدمی تھا اور گھر بھی اس کا بہت معمولی سا تھا — ایسے آدمی سے بھلا اتنی رقم کس طرح مل سکتی تھی۔

"السلام علیکم حامد — یار کیسے مزاج ہیں؟"

"آپ لوگ اور میرے ہاں؟" اس نے بوکھلا کر کہا۔

"کیوں، کیا یہاں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تھوڑی ہے اور پھر..."

"اور پھر کیا؟"

"میرے ہاں ایک مہمان پہلے سے موجود ہیں۔"

"کوئی بات نہیں — ہم گزارا کر لیں گے۔"

جونہی وہ اندر داخل ہوئے، زور سے اُچھلے —

آ گئے

اندر منور علی خان موجود تھے:

"ہائیں! یہ آپ یہاں کیسے آ گئے؟"

"ارے! آپ سب یہاں کیسے آ گئے؟" منور علی خان چہکے۔

"نہیں! پہلے آپ بتائیں — ہم زیادہ ہیں — ہمیں بتانے میں وقت لگ جائے گا۔"

"نہیں لگے گا — آپ میں سے کہانی تو صرف ایک سنائے گا۔" انھوں نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے — نہیں وقت لگے گا — لیکن کہانی پہلے تم سناؤ گے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"مشکل تو یہی ہے — میری کوئی کہانی نہیں، بس آپ سب ملنے چلا آیا تھا — لیکن یہاں کے نقشے بدلے پائے۔ کسی کا گھر نہیں تھا تو کوئی خود نہیں تھا — آپ لوگوں کا بھی کوئی پتا نہیں تھا — ہوٹلوں میں ٹھہرنا بھی خطرے سے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اوہو جمشید اوہو!" ایسے میں پروفیسر داؤد حیرت زدہ انداز میں بولے۔

"جی — کیا فرمایا — میں سمجھا نہیں۔" انسپکٹر جمشید گھبرا کر بولے۔

"آپ کیا — کوئی بھی نہیں سمجھا۔" آصف بولا۔

"ہیں — میرا مطلب ہے — مجھے ایک خیال سوجھا ہے — اور اگر وہ خیال درست ثابت ہو گیا تو ہمارے تو ہو جائیں گے وارے نیارے۔"

"کیا مطلب؟" وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"مطلب یہ کہ پوری دنیا اس مصیبت سے نجات پا جائے گی۔"

"تو پھر جلدی سے بتائیں — خیال کیا ہے؟"

"نن — نہیں — بتاؤں گا — اس لیے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"تو کھلے میدان میں چلے چلتے ہیں۔"

"آج کل کھلے میدان بھی کانوں والے ہو گئے ہیں۔"

"تب پھر ہم کہاں جا کر پوچھیں۔" مکھن نے منہ بنایا۔

"کہیں بھی نہیں — بس تم دیکھتے جاؤ — مجھے تجربہ کرنے دو — اور ہاں ذرا گھوم پھر کر یہ سراغ لگاؤ کہ آج رات کس کا مکان غائب ہونے والا ہے۔"

"یہ سراغ لگانا مشکل نہیں — پولیس اسٹیشنوں کو فون کر کے

معلوم کیا جا سکتا ہے۔"

"تو پھر جلدی سے معلوم کر کے بتاؤ — شام ہو چلی ہے، ہمیں وہاں جانا ہو گا۔"

انھوں نے فوراً کوشش شروع کر دی — اور پھر انھیں معلوم ہو گیا کہ آج رات سیٹھ ماجد خان کے مکان کو غائب کیا جانے والا ہے — اور وہ اس لیے کہ اس نے جن کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا ہے۔

"حیرت ہے — کیا ابھی تک کچھ لوگ ہیں — جو اس کا مطالبہ نہ ماننے کی ہمت رکھتے ہیں۔"

"ہیں — تبھی یہ نام سامنے آیا ہے۔"

"جمشید — مجھے بازار سے کچھ چیزیں خریدنا ہیں — میں شوکی کو ساتھ لے کر جا رہا ہوں — ہم وہاں پہنچ جائیں گے۔"

"تو ہم ساتھ ہی بازار چلتے ہیں۔"

"نہیں — دکاندار ڈر جائے گا۔" وہ مسکرائے۔

"ہم سمجھ گئے۔"

"کیا سمجھ گئے؟"

"آپ ہمیں اس لیے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے کہ ہم جان جائیں گے کہ کیا چیزیں خریدتے ہیں۔"

"چلو یہ بھی سہی۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"خیر، جیسے آپ کی مرضی۔"

اور وہ دونوں بازار چلے گئے، باقی لوگوں نے سیٹھ ماجد خان کے گھر کا رُخ کیا۔ انھوں نے دیکھا۔ سیٹھ ماجد خان دین دار قسم کے آدمی تھے۔ چہرے پر ایک نورانی ڈاڑھی تھی، بہت گرم جوشی سے ملے:

"فرمائیں۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

"ہم نے سنا ہے۔ آج رات آپ کا مکان غائب ہونے والا ہے۔"

"مجھے اس کی کوئی پروا نہیں۔ جس مالک نے یہ مکان دیا ہے۔ وہ دوسرا دے دے گا۔"

"جن کا مطالبہ کیا تھا؟"

"پانچ لاکھ روپے کا۔ میرے پاس موجود بھی ہیں، لیکن میں اس طرح نہ کسی کو رقم دینے کا عادی ہوں اور نہ کسی سے لینے کا۔ میں نے پوری زندگی ایمان داری سے گزاری ہے۔" ماجد خان نے کہا۔

"آپ بہت اچھے آدمی ہیں۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن آپ کس سلسلے میں تشریف لائے ہیں؟"

"ہماری خواہش ہے۔ جن آپ کا مکان نہ غائب کر سکے۔"

"اللہ چاہیں گے تو ایسا ہو جائے گا۔ اللہ کے لیے یہ کچھ

بھی مشکل نہیں۔ لیکن ان حالات میں یہ بات کہنا مشکل ضرور لگتا ہے۔"

"ہوں! بات ٹھیک ہے۔ لیکن ہم اپنی کوشش تو کر سکتے ہیں نا؟"

"بالکل! ضرور کر سکتے ہیں۔"

"اور آپ ہمیں اپنی کوشش کرنے کی اجازت دے دیں۔"

"بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

کچھ دیر بعد پروفیسر داؤد اور شوکی آ گئے، ان کے ساتھ کچھ سامان تھا۔ انھوں نے سیٹھ ماجد خان سے ہاتھ ملائے، پھر پروفیسر داؤد بولے:

"مجھے ذرا چھت پر جا کر کچھ کام کرنا ہے۔"

"کیا ہم ساتھ چلیں؟"

"نہیں! باقی لوگ یہیں ٹھہریں۔"

انھوں نے کہا اور سامان سمیت اُوپر چلے گئے۔

"کیا آپ لوگوں کے خیال میں میرا مکان بچ جائے گا؟"

"اُمید تو ہے۔ ہماری کوشش بھی یہی ہے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر یہ ہماری پہلی بڑی کامیابی ہو گی اس پوری مہم کے دوران۔"

"اور ابا جان اگر پروفیسر انکل کو کچھ ناکامی ہو گئی تو؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تو یہ ہمارے لیے بہت بڑا جھٹکا ثابت ہو گا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہو گا کہ ہم نا اُمید یا مایوس ہو جائیں گے۔"

"جی نہیں — ہم نے مایوس ہونا نہیں سیکھا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"تب آپ لوگ ضرور کامیاب ہوں گے۔" سیٹھ ماجد خان نے کہا۔

"اللہ آپ کی زبان مبارک کرے۔" اشفاق نے خوش ہو کر کہا۔

کچھ دیر بعد پروفیسر داؤد واپس آتے نظر آئے، لیکن نیچے آ کر وہ ان کی طرف نہیں آئے، بلکہ باہر نکل گئے۔

"شاید انھیں گھر سے باہر بھی کچھ کام کرنا ہے۔" آصف بڑبڑایا۔

"بس انھیں لگا رہنے دیں — اس قسم کے کاموں میں یہ ہماری مدد نہیں لیتے۔"

پندرہ منٹ بعد پروفیسر ان کے پاس آ گئے۔

"میں نے اپنا کام پورا کر دیا ہے — اب ہوتا کیا ہے — یہ مجھے معلوم نہیں۔"

"سیٹھ صاحب، آپ اپنا قیمتی سامان نکال چکے ہیں؟"

"جی نہیں — آپ لوگوں کے آنے سے پہلے یہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔"

"اب آپ یہ کام کر ڈالیں، کیونکہ ابھی ہم لوگ یقین سے

تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔"

"اچھی بات ہے۔" اس نے کہا اور گھر کے جانے۔

"آپ چاہیں تو اس کام میں میری مدد لے سکتے ہیں۔"

"نہیں — اس کی ضرورت نہیں۔"

اور پھر رات کے بارہ بج گئے — وہ پہلے ہی گھر سے باہر نکل چکے تھے۔

"انکل! میں حد درجے خوف محسوس کر رہا ہوں۔" شوکی نے انسپکٹر جمشید کے نزدیک ہوتے ہوئے کہا۔

وہ دراصل اس وقت سیٹھ ماجد کے گھر سے باہر ایک میدان میں کھڑے تھے، لیکن اس جگہ سے انھیں سیٹھ ماجد کا گھر بالکل صاف نظر آ رہا تھا۔

"جلدی بتاؤ — تم کیا محسوس کر رہے ہو؟" انسپکٹر جمشید نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ پروفیسر انکل کو یہاں سے کہیں اور پہنچا دیں۔"

"اوہ ہاں! واقعی — یہ خیال مجھے پہلے ہی آ جانا چاہیے تھا۔ میں انھیں ابھی محفوظ جگہ چھوڑ کر آتا ہوں۔"

"کیا ہم میں سے کوئی ساتھ چلے؟"

"نہیں — میں تنہا یہ کام کروں گا — یہ پتا صرف مجھے معلوم ہو گی کہ پروفیسر داؤد کہاں ہیں۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پھر وہ ایک کار میں انھیں لے کر ہوا ہو گئے۔

"بہت خوب شوکی تمھیں بروقت خیال آیا۔ ورنہ پروفیسر صاحب تو گئے تھے کام سے۔"

"ہاں۔ لیکن ہمارا کیا بنے گا؟" شوکی نے پریشان آواز میں کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔"

اور پھر بارہ بج گئے۔ مکان کے غائب ہونے کا عمل شروع ہونے کا وقت ہو گیا۔ ان کی نظریں عمارت کے اوپر والے حصے پر جم گئیں۔ آج ان کے دل بہت تیزی سے دھڑک رہے تھے۔ وہ دل ہی دل میں اپنے اللہ سے کہہ رہے تھے:

"اے میرے اللہ! آج یہ مکان غائب نہ ہو۔ پروفیسر صاحب کا تجربہ کامیاب ہو جائے، پھر ہم پوری دنیا کے لوگوں کو اس خوف ناک پریشانی سے بچا لیں گے۔"

ایک گھنٹا گزر گیا۔ عمارت اپنی جگہ قائم رہی۔ اس کا ذرا سا حصہ بھی ضائع نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر خان رحمان پرجوش انداز میں بولا:

"میرا خیال ہے۔ پروفیسر صاحب کا تجربہ کامیاب رہا۔"

"ابھی اور دیکھ لیتے ہیں۔ اگر صبح تک یہ عمارت اپنی جگہ قائم رہی تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ تجربہ کامیاب رہے گا۔ اس صورت میں پروفیسر انکل کی خوشی کی انتہا نہیں رہے گی۔" محمود نے جلدی جلدی

کہا۔

"وہ تو ہماری بھی نہیں رہے گی۔" آفتاب مسکرایا۔

"کک۔ کیا چیز ہماری نہیں رہے گی؟" خان رحمان نے بے خیالی کے عالم میں کہا۔

"جی۔ وہ۔ خوشی کی انتہا۔"

"اچھا اچھا۔ خوشی کی انتہا نہیں رہے گی۔ ہاں واقعی! یہ تو ہے۔"

اور آخر دن نکل آیا۔ مکان اپنی جگہ موجود رہا۔ ساتھ ہی انھوں نے ان گنت فوجیوں اور پولیس والوں کو آتے دیکھا:

"ہو گیا کباڑا۔ یہ تو کر دیں گے سارا کھیل خراب۔"

"اور مزے کی بات یہ ہے کہ ابا جان اب تک نہیں آئے۔"

"شاید انھوں نے زیادہ خطرہ محسوس کیا ہو گا اور حفاظت کے لیے ان کے ساتھ رہ گئے ہوں۔"

"اللہ کرے ایسا ہی ہو۔"

عین اس لمحے فون کی گھنٹی بجی۔ انھیں خیال آیا کہ جاتے ہوئے وہ سیٹھ ماجد خان کا فون نمبر لے گئے تھے۔

محمود فون کی طرف دوڑا۔ ادھر فوج اور پولیس ماجد خان کے گھر کو تیزی سے گھیرے میں لے رہی تھی۔ ریسیور اٹھاتے ہی محمود کو اپنے والد کی آواز سنائی دی۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اس کا مطلب ہے — تجربہ کامیاب رہا؟"

"ہاں! اللہ کا شکر ہے، لیکن اب اس گھر کو پولیس اور فوج نے گھیرے میں لینا شروع کر دیا ہے۔"

"وہ پروفیسر صاحب کو پکڑنے کے لیے آئے ہیں — تم فکر نہ کرو۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی ریسیور رکھ دیا گیا اور عین اس وقت دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا گیا —

باس کی آواز

انسپکٹر کامران مرزا نے دروازہ کھولا:

"کیا بات ہے جناب — خیر تو ہے؟"

"آپ ایک طرف ہٹ جائیں — ہمیں پروفیسر داؤد صاحب کی تلاش ہے — مرکزی حکومت نے فوری طور پر ان کی گرفتاری کا حکم دیا ہے۔"

"وہ یہاں نہیں ہیں۔"

"آپ انسپکٹر کامران مرزا ہیں نا؟" پولیس آفیسر نے کہا۔

"ہاں!" وہ بولے۔

"تب پھر آپ جھوٹ نہیں بول سکتے — مجھے یقین آ گیا کہ وہ یہاں نہیں ہیں، اب یہ بتا دیں کہ وہ کہاں ہیں؟"

"انسپکٹر جمشید انھیں کہیں لے گئے ہیں — بتائے بغیر۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"پتا نہیں، لیکن ہوا یہی ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تب پھر ان کے بدلے میں ہمیں آپ لوگوں کو لے جانا پڑے گا" پولیس آفیسر نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی — لیکن قانون تو اس بات کی اجازت نہیں دیتا — اگر پروفیسر داؤد صاحب نے کوئی جرم کیا ہے تو پھر گرفتار بھی انھی کو کرنا چاہیے۔"

"ہم مجبور ہیں — ہمیں یہی حکم ہے۔"

"چلیے — ہم تیار ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

باقی ساتھیوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا — جیسے کہہ رہے ہوں — آخر ہم گرفتاری کیوں دیں —

"بھئی — جھگڑے کا کوئی فائدہ نہیں — لہٰذا ہمیں گرفتاری دے دینی چاہیے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جیسے آپ کی مرضی۔"

اور پھر انھیں گرفتار کر کے ایک بند گاڑی میں بٹھایا گیا۔ بند گاڑی کا سفر شروع ہوا — یہ سفر کچھ زیادہ ہی طویل ہو گیا —

"بھئی آخر کون سے پولیس اسٹیشن لے جایا جائے گا۔" انسپکٹر کامران مرزا نے گاڑی کی دیوار بجا دی —

لیکن ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا گیا — آخر خدا خدا کر کے گاڑی رکی — انھیں نیچے اتارا گیا — ان کے گرد ان گنت مسلح آدمی نظر آئے — کھلے میدان کے بیچوں بیچ ایک بڑی عمارت

نظر آئی —

"یہ کون سا علاقہ ہے — اپنے ملک کا حصہ تو یہ نظر آتا نہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ہاں! آپ ایک پڑوسی ریاست میں ہیں — نام نہیں بتایا جا سکتا۔"

"ضرورت بھی نہیں۔" انھوں نے منہ بنایا۔

انھیں اس عمارت میں لایا گیا — عمارت بہت بڑی تھی — اس قدر طویل اور عریض عمارت انھوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی ہو گی — ان کے لیے جب اس کا ایک کمرہ کھولا گیا تو وہ ایک بہت بڑا ہال تھا —

"تم لوگ اس ہال میں آرام کرو — تھوڑی دیر تک باس یہاں آئیں گے — سب قیدیوں سے ملاقات کریں گے — آپ کو بھی بلایا جائے گا — اگر باس نے پسند کیا تو تم لوگوں کو اے کلاس دے دی جائے گی — ورنہ بی یا سی کلاس ملے گی۔" ان میں سے ایک نے کہا —

"کیا مطلب؟" خان رحمان چونکے۔

"یہ ایک جیل ہے — ہمارے خلاف جو لوگ کام کرتے ہیں، ہم انھیں یہاں لے آتے ہیں — اس جیل سے آج تک کوئی فرار نہیں ہو سکا — تم لوگ بھی فرار نہیں ہو سکو گے — اس بات کو

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

لکھ لو۔"

"لیکن لکھنے کی کیا ضرورت ہے؟" شوکی نے منہ بنایا۔

"چلو اگر تم لوگوں کی یادداشت بہت تیز ہے تو ذہن میں بات ڈال لو۔"

"وہ تو اپنے آپ ہی ڈل چکی ہے۔ خود سے ڈالنے کی کیا ضرورت ہے۔" فاروق نے جل کر کہا۔

"تم لوگ ذرا دیر کے لیے چپ نہیں رہ سکتے۔"

"لیجیے۔ چپ ہو جاتے ہیں، ہمارا کیا جاتا ہے۔ جسے دیکھو، ہمیں چپ ہونے کے لیے ہی کہتا رہتا ہے۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"انگارے چبانے سے کچھ نہیں ہوگا۔ انسپکٹر جمشید کو تم لوگوں کو چھڑانے کے لیے یہاں آنا ہی ہوگا اور جب وہ یہاں آئیں گے تو ہم ان سے پروفیسر داؤد کے بارے میں پوچھ لیں گے کہ وہ کہاں ہیں۔"

"شاید ایسا نہ ہو سکے۔" فرزانہ مسکرائی۔

"کیا مطلب؟" اس نے چونک کر کہا۔

"مطلب یہ کہ ہمارے ابا جان سے یہ بات اگلوانا تم لوگوں کے لیے ناممکن ہوگا۔"

"ابھی تم نے یہاں لگے ہوئے آلات نہیں دیکھے۔"

"ارے تو دکھا دو نا بھئی۔"

"پہلے باس سے ملاقات ہوگی۔ پھر وہ جس حد تک اجازت دیں گے۔ ہم اس حد تک جائیں گے۔" اس نے کہا۔

"کیا عمارات کو اڑانے کا کام بھی اسی عمارت میں ہوتا ہے؟"

"نہیں! اس خفیہ جگہ کے بارے میں باس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

"گویا اب ہمیں باس کا انتظار کرنا ہے۔"

"ہاں بالکل!"

یہ کہہ کر وہ سب چلے گئے اور دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

"کیا خیال ہے انکل۔ کیا ابا جان ہمیں تلاش کرنے یہاں تک آئیں گے؟"

"انھیں آنا نہیں چاہیے۔ میں تو یہی دعا کرتا ہوں۔ ویسے میرا خیال ہے۔ وہ وہی کریں گے۔ جو انھیں کرنا چاہیے۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"آخر وہ کیا کریں گے؟"

"انھیں ایک شان دار موقع ملا ہے۔ اور وہ اس موقعے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ ادھر ڈھیں ٹی وی کیمروں کے ذریعے ان کا سراغ لگانے کے چکر میں ہوگا۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اللہ مالک ہے۔" خان رحمان بولے۔

اسی شام ان کے کمرے کا دروازہ کھولا گیا — وہی آدمی نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں عجیب و غریب رائفلیں تھیں۔ انھیں ان رائفلوں کے گھیرے میں ایک دوسرے کمرے میں لایا گیا — یہ کمرہ شاہانہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک تخت پر ایک سیاہ پوش کسی بادشاہ کی طرح تنا بیٹھا تھا۔

"خوش آمدید — معزز مہمانو — میں تم لوگوں سے صرف اور صرف انسپکٹر جمشید اور پروفیسر داؤد کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں — اِدھر تم ان کے بارے میں بتاؤ گے، اُدھر میں تمھیں رہا کرنے کا حکم دے دوں گا۔"

"ہمیں معلوم نہیں — اگر معلوم ہوتا تو بھی نہ بتاتے۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"خیر ایسی بات تو نہیں — معلوم ہونے کی صورت میں تو تم بتاتے ہی — ہم تو تم سے معلوم نہ ہونے کی صورت میں بھی اگلوائیں گے۔" اس نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

محمود، فاروق اور فرزانہ نے اسے گھور کر دیکھا اور پھر محمود نے کہا:

"کیا مطلب — معلوم نہ ہونے کی صورت میں کیسے اگلوائیں گے آپ؟"

"یہ ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے — جاؤ بھئی — مشینیں اسی کمرے میں لے آؤ — اب ان کے لیے سب دوسرے کمرے میں کیوں جائیں۔" اس نے سرد آواز میں کہا۔

فوراً ہی اس کمرے میں دو مشینیں سرکا کر لائی گئیں — ان کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے۔

"سب سے پہلے ان میں دونوں لڑکیوں کو کس دو اور تسمے باندھ دو — پہلی بار پہلے بٹن کو پندرہ سیکنڈ تک دبانا ہے، اگر یہ نہ اگلیں تو دوسری بار دوسرے بٹن کو پندرہ سیکنڈ تک، اس طرح تیسری بار تیسرے بٹن کو۔"

"آپ فکر نہ کریں سر۔"

فرحت اور فرزانہ کو ان مشینوں میں کس دیا گیا —

"تم گھبرا تو نہیں رہی ہو فرحت — فرزانہ؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"نن — نہیں انکل — یہ بھی کوئی گھبرانے کی بات ہے۔"

"میں ایک بار پھر تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں — ہمیں معلوم نہیں ہے کہ وہ دونوں کہاں ہیں — اور پھر تم لوگ تو پورے شہر کو آلات کے ذریعے دیکھ سکتے ہو — انھیں کیوں نہیں تلاش کر لیتے۔"

"تلاش کر چکے ہیں — یہی تو حیرت کی بات ہے — وہ شہر میں کہیں بھی نظر نہیں آتے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تو شہر سے باہر تلاش کرتے انھیں۔"

"شہر سے باہر وہ گئے نہیں — شہر سے باہر جانے والی ہر سڑک پر ہمارا پوری طرح کنٹرول ہے۔"

"ان حالات میں آپ بتائیں — ہم کیا کر سکتے ہیں۔"

"کچھ کرنے کرانے کی ضرورت نہیں — ہم خود سب کچھ کر لیں گے۔"

اور پھر بٹن دبا دیا گیا — انھوں نے فرحت اور فرزانہ کے جسم تڑپتے دیکھے — ان کے دو نگٹے بالکل سیدھے کھڑے انھیں صاف نظر آئے — گویا وہ دونوں تکلیف برداشت کرنے کا ریکارڈ توڑ رہی تھیں — منہ ان کے بند تھے — دشمن ان کی چیخیں نہ سن سکے —

"بہت خوب! مان گئے بھئی — اگلا بٹن۔"

اب دوسرا بٹن دبایا گیا — فرزانہ اور فرحت کے چہرے اس حد تک سرخ نظر آنے لگے، جیسے سارے جسم کا خون ان کے چہروں میں آ گیا ہو — اس بار بھی پندرہ سیکنڈ گزر گئے —

"کمال ہو گیا — اچھا خیر — تیسرا بٹن۔" باس بولا۔

اب تیسرا بٹن دبایا گیا — انھیں فرزانہ اور فرحت کے چہرے بالکل سیاہ ہوتے نظر آئے — ان کی باچھوں سے خون نکلتا نظر آیا — وہ تڑپ گئے — انسپکٹر کامران مرزا چلا اٹھے:

"بس کر دو ظالم — کہیں میں اپنی برداشت کے تمام بندھن نہ توڑ ڈالوں۔"

"پندرہ سیکنڈ بعد ہی بٹن آف ہو گا۔" باس ہنسا۔

اور پھر پندرہ سیکنڈ بھی گزر گئے — فرزانہ اور فرحت کی گردنیں ڈھلک چکی تھیں — ہال میں موت کا سناٹا طاری ہو گیا —

"یہ — یہ کیا ہوا؟" باس بوکھلا اٹھا۔

"انھوں نے برداشت کی انتہا کر دی باس — یہ اب بے ہوش ہو گئی ہیں — جب تک انھیں علاج نہیں دیا جائے گا — یہ ہوش میں نہیں آ سکیں گی، لہٰذا انھیں اب جانے دیا جائے۔ جب ہم ان سے نہیں اگلوا سکے — تو پھر ان کے باقی ساتھیوں سے کیا اگلوا سکیں گے۔"

"ہوں! آپ ٹھیک کہتے ہیں۔"

"انھیں رہا کر دیا جائے۔"

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں — ہو سکتا ہے — انسپکٹر جمشید ان کی تلاش میں یہاں تک آ جائیں۔"

"میں نے یہ نہیں کہا کہ یہاں سے ہی نکال باہر کرو — میرا مطلب ہے — ان لوگوں کو مشینوں سے اتار دو۔"

"او کے باس۔"

انھیں پھر ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا — فرزانہ اور

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

فرحت کی حالت بہت خستہ تھی۔ انھوں نے ان دونوں کو ہوش میں لانے کی تدابیر شروع کر دیں، لیکن ان کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ وہ برابر بے ہوش رہیں۔

"میرا خیال ہے۔ انھیں خود ہی ہوش آ جائے گا۔ ویسے ان کے منہ میں پانی ضرور ٹپکانا چاہیے۔"

پانی بھی ٹپکا دیا گیا۔ دو گھنٹے بعد کہیں جا کر انھوں نے آنکھیں کھولیں:

"کہیں ہم نے کچھ بتا تو نہیں دیا؟"

"ہمیں معلوم ہی کچھ نہیں تو بتائیں گے کیا۔"

"اوہ ہاں، ابا جان بھی خوب نکلے۔ اور یہ اچھا ہی ہوا۔ ہمیں معلوم ہوتا تو شاید ہم بتا دیتے۔" فرزانہ نے غمگین انداز میں کہا۔

"نہیں فرزانہ، میرا خیال ہے۔ تم ہرگز نہ بتاتیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"خیر چھوڑیں۔ کیا آپ مجرم کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کر سکے؟"

"نہیں۔ دراصل ہم اس کیس میں بعد میں شریک ہوئے ہیں نا۔" انھوں نے کہا۔

"میں نے ایک اندازہ ضرور لگایا ہے، لیکن وہ اندازہ غلط بھی ہو سکتا ہے۔" محمود نے کہا۔

"خیر! تم ابھی اپنا اندازہ نہ بتاؤ۔ دیکھنا یہ ہے کہ انسپکٹر جمشید کیا کرتے ہیں۔"

"وہ اب تک سامنے نہیں آئے۔ یہ لوگ ضرور انھیں بہت شدت سے تلاش کر رہے ہوں گے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔ ہمیں بلاوجہ تو یہ لوگ یہاں نہیں لے آئے۔"

"گویا اب باقاعدہ مقابلہ شروع ہو چکا ہے۔"

"ارے! اس کمرے میں ریڈیو موجود ہے۔ کم از کم ہم خبریں تو سن ہی سکتے ہیں۔" خان رحمان نے چونک کر کہا۔

انھوں نے ریڈیو لگا لیا۔ اچانک ایک اشتہار نشر ہونے لگا:

"شہر میں ایک حیرت انگیز بات سامنے آئی ہے۔ الہ دین کے چراغ کے جن نے سیٹھ ماجد کے مکان کو غائب کر دینے کا دعویٰ کیا تھا۔ دیکھا پوری رات گزر جانے کے بعد بھی مکان جوں کا توں موجود ہے۔ اور اب یہ جھوٹا جن کسی کا مکان غائب نہیں کر سکے گا۔ اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اب بھی عمارات کو غائب کر سکتا ہے تو باقاعدہ اعلان کر کے کوئی عمارت غائب کر کے دکھا دے۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکے گا۔ واضح رہے کہ یہ اشتہار نشر کیا گیا ہے، کوئی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

خبر نہیں نشر کی گئی — اشتہار نشر کرنے والے کا نام انسپکٹر جمشید ہے — اشتہار ختم ہوا۔"

اشتہار سن کر انھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا:

"وہ میدان میں آ گئے ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"لیکن اس طرح تو انھیں سامنے آنا پڑے گا۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"وہ کیسے؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"فرض کیا — جن تنسی عمارت کو غائب کرنے کا اعلان کرتا ہے — تو انھیں پروفیسر انکل کو ساتھ لے کر وہاں آنا پڑے گا یا نہیں — اور یہ حد درجے خطرناک ہوگا۔"

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں — اس لیے کہ انسپکٹر جمشید اتنے سیدھے نہیں ہیں۔" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا مطلب — آپ کے خیال میں وہ کیا ترکیب کریں گے۔" محسن نے چونک کر کہا۔

عین اس وقت ریڈیو پر پھر اعلان کیا گیا:

"ایک ضروری اعلان سنیے! الہ دین کے جن نے بھی چیلنج کیا ہے — وہ کان کھول کر سن لے کہ آج رات سر امجد گھوڑی والا کا محل غائب ہو جائے گا — اور وہ اس لیے کہ اس نے ہمارا مطالبہ ماننے سے انکار

کر دیا ہے — لہٰذا آج انسپکٹر جمشید بھی اپنا زور لگا لیں۔"

اعلان ختم ہوتے ہی ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا:

"سر امجد گھوڑی والا؟"

"کاش! یہ مقابلہ ہم بھی دیکھتے۔"

"تم لوگ ضرور یہ مقابلہ دیکھو گے۔"

انھوں نے باس کی آواز سنی —

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

دھماکا

رات کے وقت ان کے کمرے میں ٹی وی لگا دیا گیا۔ ساتھ ہی کمرے میں باس کی آواز گونجی:

"اس سکرین پر سر امجد گھوڑی والا کا محل نظر آئے گا۔ اب تم تمام رات اس پر نظریں جمائے رہنا اور دیکھنا کہ یہ کس طرح غائب ہوتا ہے۔"

"یا پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ تم کس طرح غائب ہوتے ہو۔" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون بھاگتا ہے۔"

اور پھر سکرین پر سر امجد گھوڑی والا کا محل نظر آنے لگا۔ اس کے اردگرد پولیس بھی نظر آنے لگی۔

"ارے! یہ پولیس کس لیے مقرر کی گئی ہے؟"

"تاکہ انسپکٹر جمشید اور پروفیسر داؤد وہاں پہنچ کر اپنا کام کر سکیں۔"

"اُف مالک! اب کیا ہوگا؟" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"اور اس کا مطلب ہے — ہمارے زبردست مجرم نے سر امجد گھوڑی والا کا اعلان کرنے سے پہلے ہی وہاں پولیس بھیج دی تھی اور انھیں ہدایات دے دی تھیں کہ انسپکٹر جمشید اور پروفیسر داؤد اس طرف کہیں بھی نظر آئیں تو انھیں فوراً گرفتار کر لیا جائے۔"

"ہوں خیر — دیکھنا یہ ہے کہ ہوتا کیا ہے۔"

عین اس وقت انھوں نے ایک پولیس جیپ وہاں رُکتے دیکھی — اس سے آئی جی صاحب اُترتے نظر آئے — ان کے ساتھ ان کے چند ماتحت بھی تھے — گویا وہ حالات کا جائزہ لینے آئے تھے اور پھر وہ اندر داخل ہوتے نظر آئے — اب انھیں محل کے اندر کا حصہ بھی نظر آنے لگا — آئی جی صاحب اور ان کے ماتحت اِدھر اُدھر کچھ تلاش کر رہے تھے — شاید وہ انسپکٹر جمشید اور پروفیسر داؤد کو تلاش کر رہے تھے کہ کہیں وہ کسی طرح اندر تو نہیں گھس گئے۔

یہاں تک کہ انھوں نے محل کی چھت کا بھی جائزہ لیا، چھت پر انھوں نے کافی دیر لگائی — اور پھر نیچے اُترتے نظر آئے — تھوڑی دیر بعد وہ محل سے باہر جا رہے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

تھے ۔ گویا ان کا اطمینان ہو گیا تھا کہ وہاں ان دونوں
نام و نشان نہیں تھا۔

پھر بارہ بج گئے ، لیکن محل غائب ہوتا نظر نہ آیا ۔

" مسٹر باس ! محل نے غائب ہونا شروع نہیں کیا ۔ اور
ہم دیکھ رہے ہیں ۔ رات کے بارہ بجنے کے باوجود شہر
کے ہزارہا لوگ محل پر نظریں جمائے کھڑے ہیں ۔ اب آپ
کیا کریں گے ؟" انسپکٹر کامران مرزا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

باس کی طرف سے انھیں کوئی جواب نہ ملا :

" آپ تو بالکل ہی خاموش ہو گئے باس ۔"

اب بھی اس کے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا ۔ اور
محل بالکل صحیح سلامت حالت میں کھڑا تھا ۔ لوگوں کے چہرے
پر اب مسرت ہی مسرت نظر آ رہی تھی ۔ ایسے میں آئی جی
صاحب ایک بار پھر نظر آئے ۔ ان کے ساتھ وہی ماتحت
انھیں دیکھ کر لوگ ایک طرف ہو گئے ۔

" کیا ہوا بھئی ۔ محل باقی ہے یا نہیں ؟" انھوں نے آئی جی
صاحب کی آواز سنی ۔

" محل باقی ہے سر ۔"

" تب پھر شہر کے لوگوں کو مبارک ہو ۔ اب الہ دین کا
کوئی عمارت غائب نہیں کر سکے گا ۔ صبح کے اخبارات !

ریڈیو اور ٹی وی کی خبروں میں پوری دنیا کو وہ طریقہ بتا دیا
جائے گا ، جس کے ذریعے ان کی عمارات محفوظ رہیں گی ۔ گویا
ہم نے انشارجہ کی سازش کو بالکل ناکام بنا دیا ہے ۔"

" آپ نے ۔ سر آپ نے ؟"

" ہاں ! ہم نے ۔ میں آئی جی نہیں ہوں ۔ اور یہ بھی پولیس
ملازمین نہیں ہوں ۔ بلکہ یہ میں ہوں انسپکٹر جمشید ۔ اور یہ ہیں
پروفیسر داؤد ۔ اور یہ ہیں چند خفیہ فورس والے ۔ اب یہ لوگ
پروفیسر داؤد کو یا مجھے ختم کر دیں تو بھی کچھ نہیں ہو سکتا ، کیونکہ
دنیا کے تمام نشریاتی اداروں کو وہ ترکیب بتا دی گئی ہے ۔
جس کے ذریعے عمارات محفوظ رہ سکتی ہیں ۔"

" آخر وہ ترکیب ہے کیا ؟"

" پیتل کے ننھے ننھے انٹینا ٹائپ سٹینڈ آپ اپنی چھتوں
پر نصب کر دیں ، ان میں بجلی کا تار لگا دیں اور اس تار کو
نیچے زمین تک لے آئیں ۔ زمین میں تھوڑا سا گڑھا کھود کر
نمک کا تیزاب اس گڑھے میں ڈال کر گڑھا پُر کر دیں ۔
بس آپ کا مکان محفوظ ہے ۔"

انسپکٹر جمشید ! لوگ چلائے ۔

" زندہ باد !"

لوگ نعرے لگانے لگے ۔ پھر تو یہ نعرہ پورے شہر میں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

گونجنے لگا۔ جو لوگ سوئے ہوئے تھے ۔۔ وہ بھی جاگ گئے۔
اسی حالت میں دن نکل آیا۔ سر امجد گھوڑی والا کا محل جوں کا توں کھڑا تھا۔

ادھر انسپکٹر کامران مرزا اور ان کے ساتھیوں نے مل کر دروازے پر زور لگایا ۔ دروازہ ٹوٹ کر دوسری طرف جا گرا، لیکن یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ عمارت میں اب ان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

باس اور اس کے تمام ساتھی اس طرح غائب تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

" لو بھئی ۔ یہ حضرت تو بھاگ بھی لیے "

" اب وہ یہاں رک کر کرتے بھی کیا۔ اب تو یہ لوگ شہر تک سے اسی طرح غائب ہو جائیں گے " انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

" تو یہ تھا انجام ۔ اس سارے کیس کا " آفتاب نے لمبا سانس کھینچ کر کہا۔

" سارے کیس کا تو خیر نہیں کہہ سکتے "

" کیوں ۔ اب کیا رہ گیا ہے " خان رحمان بولے۔

" بھئی ۔ ابھی تو اصلی مجرم رہ گیا ہے "

" اصلی مجرم انشاء جج ہے "

" وہ پوری دنیا کی سطح پر ہے ، لیکن ہمارے ملک کی سطح پر موجود ہے ۔ اسے پکڑنا تو ابھی باقی ہے نا "

" اوہ ہاں ۔ وہ ۔ یار محمود ۔ میرے کان میں بتا دو ۔ تم نے مجرم کے بارے میں کیا اندازہ لگایا ہے " آصف جلدی سے بولا۔

" نہیں بتاؤں گا "

" دیکھو ! ہم اس کیس میں شروع سے شریک نہیں تھے ۔ اس لیے ہم اندازہ لگانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں "

" تو میں نے کب کہا ہے ۔ کہ پوزیشن میں ہو " محمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" دھت تیرے کی ۔ تو بتاؤ نا "

" بتاؤں گا نہیں ۔ ذرا مزا رہے گا ۔ کیوں انکل " محمود نے انسپکٹر کامران مرزا سے کہا۔

" ہاں واقعی ۔ مزا تو اسی طرح رہے گا " انھوں نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

" لیجیے ۔ آپ نے بھی ان حضرت کی ہاں میں ہاں ملا دی "

" تو اور کیا کروں ۔ مزا تو اسی طرح رہے گا "

" لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ مزا رہے ۔ اگر مزا نہیں رہے گا تو کیا فرق پڑ جائے گا "

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"حد ہو گئی یعنی کہ — سب لوگ مزے کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے — بُرا مان جائے گا بے چارہ!" شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"کک — کون بُرا مان جائے گا؟"

"بھئی مزا!"

"بھئی مزا — یہ کون صاحب ہیں؟" خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ پروفیسر انکل کی کمی پوری کر رہے ہیں کیا؟"

"ارے باپ رے — میں اور ان کی کمی پوری کر دوں گا — وہ ٹھہرے سائنس دان — میں ریٹائرڈ فوجی — کمی پوری نہیں ہو گی — بلکہ اور بڑھ جائے گی!" خان رحمان جلدی جلدی بولے۔

وہ شہر کی طرف روانہ ہوئے — اس عمارت کو تالا لگا دیا تھا — تاکہ پروفیسر داؤد بعد میں ان آلات سے فائدہ اُٹھا سکیں — عمارت کے باہر یا آس پاس کوئی گاڑی نہیں تھی — لہٰذا انھیں پیدل چلنا پڑا — کئی گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ مین روڈ پر آ سکے — اب انھیں ایک ٹرک مل گیا — اس طرح وہ شہر پہنچے — شہر میں جشن کا سماں تھا — انھوں نے آئی جی صاحب سے رابطہ قائم کیا — معلوم ہوا — انسپکٹر جمشید وہیں ان کے پاس موجود ہیں

چنانچہ انھوں نے بھی اس طرف کا رُخ کیا — ملاقات ہونے پر وہ سب ایک ساتھ بولے:

"مبارک ہو!"

"شکریہ — آپ سب بھی مبارک باد کے لائق ہیں!"

"لیکن سہرا آپ کے سر رہے گا — اس لیے کہ پروفیسر داؤد صاحب کو اگر چھپا نہ دیا جاتا تو یہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی!"

"اب انشارجہ اس ایجاد کے ذریعے کسی کو پریشان نہیں کر سکے گا!"

"لیکن آپ اس ایجاد پر تحقیقات کر کے اس سے مفید کام لے سکتے ہیں!"

"ہاں! میں ایسا ضرور کروں گا!"

"لیکن وہ اصل مجرم تو رہ ہی گیا!" شوکی نے کہا۔

"ارے ہاں! اسے تو ہم بھول ہی گئے!"

"اب وہ یہاں کہاں رہا ہو گا — بھاگ گیا ہو گا انشارجہ!"

"نہیں — انشارجہ ایسے لوگوں کو واپس نہیں بلاتا — یہیں رکھ کر اپنا کام ان سے لیتا ہے — لہٰذا وہ یہیں رہے گا!"

"تب پھر آپ اسے گرفتار کیوں نہیں کر رہے — محمود

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کا خیال ہے کہ اس نے اسے پہچان لیا ہے۔"

"اوہو اچھا۔" وہ چونکے۔

"جج — جی — میرا مطلب ہے — میں نے ایک اندازہ قائم کیا ہے — لیکن اپنا اندازہ میں سب کے سامنے نہیں بتاؤں گا۔"

"یہ بات کس قدر عجیب، بلکہ غریب ہے۔" ایسے میں فاروق نے کہا۔

"کون سی بات کی طرف اشارہ ہے جناب کا؟" آفتاب نے بُرا سا منہ بنایا۔

"اس بات کی طرف کہ اس بار محمود صاحب کیوں اس معاملے میں نمایاں نظر آ رہے ہیں۔"

"ارے ہاں! یہ بات تو فرزانہ یا فرحت کو بتانا چاہیے تھی۔"

"بس! کبھی کے دن بڑے کبھی کی راتیں۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"اس بات پر ویسے حیرت مجھے بھی ہے۔" فرزانہ نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کس بات پر؟" کئی آوازیں اُبھریں۔

"اس بات پر کہ اس بار میری بجائے یا فرحت کی

بجائے — محمود کیوں یہ بات بتانے کے قابل ہے کہ مجرم کون ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

"ہاں واقعی!" فرحت نے بھی کہا۔

"ابا جان! کیا میں آپ کو بتا دوں — اس کی وجہ کیا ہے۔"

"نہیں! اس طرح مزا نہیں آئے گا۔"

"جی کیا مطلب؟" محمود چونکا۔

"بلکہ تم مجھے مجرم کا نام بھی نہ بتاؤ، البتہ میں اپنا اندازہ قائم کر کے ایک کاغذ پر لکھ لیتا ہوں۔"

"گویا اس بار مجرم کے نام کا اعلان مجرم کے سامنے محمود کرے گا۔" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"لیکن تم بُرے بُرے منہ کیوں بنا رہے ہو؟"

"ان حالات میں اچھے اچھے منہ بنائے ہی نہیں جا سکتے۔" وہ بولا۔

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا نے جیبوں سے قلم اور کاغذ نکالے اور ان پر مجرم کا نام لکھ کر کاغذ پھر جیبوں میں رکھ لیے —

"پروفیسر انکل! آخر آپ اس قدر آسانی سے کامیاب کس طرح

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہو گئے؟" ایسے میں شوکی نے پوچھا۔

"آسانی سے تو خیر نہیں — مجھے کافی دماغ لڑانا پڑا — وہ پیتل کی توپ اگر نہ ملتی تو شاید ہم اب بھی ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہوتے — یہ خیال تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی مرحلے پر دے دیا تھا کہ پیتل پر ان لہروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا — لیکن یہ سوچ بعد میں آئی کہ پوری عمارت پر پیتل کا خول چڑھانے کی بجائے — اگر پیتل کے ننھے ننھے انٹینا بنائے جائیں اور ان سے بجلی کے تار جوڑ کر تار کو زمین میں دبا دیا جائے تو شاید عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا — اس خیال کو جب تک عملی جامہ نہ پہنایا جاتا، کچھ معلوم نہیں ہو سکتا تھا۔"

"ہوں! خیر — اللہ کا شکر کریں — ورنہ اس ایجاد کی وجہ سے ہماری تو پوری قوم انشارجہ کی غلام بن جاتی۔"

"یہ لوگ بھی کیا کیا ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں — کمال ہے۔" خان رحمان بولے۔

"اس کی وجہ بس ایک ہے — ان کے ذہنوں پر مسلمانوں کا خوف حد درجے سوار ہے — اور خاص طور پر ان پر یہ خوف بری طرح سوار ہے کہ مسلمانوں میں کہیں چودہ سو سال پہلے جیسی روح بیدار نہ ہو جائے، کیونکہ اس دور میں اگر

ایسا ہو جائے تو وہ تو پوری دنیا کو فتح کر کے رکھ دیں گے۔"

"ہاں واقعی — آج شاید اسی لیے ہمارے اندر سے جذبۂ اسلام کو ختم کرنے کی کوششیں بہت زبردست طریقے سے کی جا رہی ہیں۔"

"یہ سب تو خیر ہے — اور اس بارے میں ہم بعد میں غور کر سکتے ہیں — اس وقت سوال یہ ہے کہ مجرم کو کب اور کس طریقے سے گرفتار کیا جائے؟" آصف نے جلدی جلدی کہا۔

"بھئی بڑا مجرم ہے — دھوم دھام سے پکڑیں گے نا؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"دھوم دھام سے کیا مطلب؟"

"شہر کے سب بڑے بڑے لوگ جمع کیے جائیں گے — ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا جائے گا۔"

"لیکن اس بڑی دعوت میں وہ کیوں آنے لگا۔" شوکی نے کہا۔

"آئے گا کیوں نہیں — یہی تو مزے کی بات ہے — وہ آئے گا، کیونکہ وہ بھی تو کوئی چھوٹا آدمی نہیں ہے۔"

"آج سے پورے ملک کا ان وارداتوں کا سلسلہ رک جائے گا — یہاں تو انشارجہ کی حکومت ختم ہو ہی چکی ہے، دوسرے ملکوں میں بھی ختم ہو جائے گی — اس وقت ہم دنیا کو بتائیں گے — یہ کام انشارجہ کا تھا — اس طرح ان کی ملک انشارجہ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سے نفرت کرنے لگیں گے، پھر ہم ان سب کو ملا کر ایک بلاک بنائیں گے ۔ اس بلاک کے ذریعے ہم انتشار جہ کے خلاف کام شروع کریں گے اور تم دیکھنا، ہم جلد اس کا ناطقہ بند کر دیں گے۔"

"تب پھر اس پارٹی میں بھی کیوں نہ دوسرے ملکوں کے لوگوں کو بلایا جائے۔" خان رحمان بولے۔

"بہت خوب! یہ اور اچھا رہے گا ۔ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور سن بھی لیں گے۔"

عین اس وقت بم کا ایک دھماکا ہوا۔

تھیلی

وہ اب ہسپتال میں تھے، سب کے سب شدید زخمی ہوئے تھے.... اتنا ضرور ہے کہ زندہ رہے تھے اور یہ اللہ کی خاص مہربانی ہوئی تھی.... دھماکے کے ساتھ ہی اگر وہ سب اچھل نہ پڑتے تو ایک بھی نہ بچتا.... انھیں ہوش آیا تو شہر کے بڑے بڑے لوگ ان کے گرد جمع تھے۔

"اللہ کا شکر ہے بہت.... تم لوگوں کو ہوش تو آیا۔"

"کیا ہم سب زخمی ہوئے ہیں؟"

"ہاں! زخمی ہونے سے کوئی نہیں بچا.... لیکن موت

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سے سب بچ گئے ہیں؟ وہ بولے

"یہ بات نہیں سر.... موت سے کوئی نہیں بچ سکتا.... ہمارا ابھی وقت ہی نہیں آیا تھا۔"

"ہاں! بات تو خیر یہی ہے....."

"اور یہ غلطی ہماری تھی.... ہم یہ بھول گئے کہ دشمن ابھی تک اتنا ہی طاقت ور ہے.... جتنا کہ پہلے تھا.... ہم نے تو صرف اس کی ایک ایجاد کو ناکام بنایا تھا۔ اس کے لیے کام کرنے والے تو ہمارے ملک میں بدستور موجود ہیں اور وہ کسی وقت انتقامی کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔"

"تم لوگ اب بھی زبردست خطرے میں ہو.... تمہارے زندہ بچ جانے کی خبر ان پر بجلی بن کر گری ہے.... لہٰذا وہ ایک کوشش کر چکے ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"ہاں! پہلے تو اس پورے ہسپتال کو آگ لگانے کی سازش کی گئی.... لیکن اکرام نے اس سازش کو پکڑ لیا۔"

"جی.... کیا کہا.... اکرام؟"

"ہاں! تم لوگوں کے یہاں پہنچتے ہی.... وہ بھی آ

گیا تھا اور اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ ہسپتال کی حفاظت کی ذمہ داری اسے سونپ دی جائے، چنانچہ میں نے فوراً اجازت دے دی تھی.... اور ہسپتال کو اس وقت فوج اور پولیس کے گھیرے میں دے دیا تھا....."

اکرام نے آگ لگانے کی سازش کو کس طرح ناکام بنایا؟ انسپکٹر جمشید بولے۔

"آگ لگانے کا کیمیائی سامان دواؤں کی گاڑی میں چھپا کر لایا جا رہا تھا.... اکرام اس کی تلاشی لینے پر اڑ گیا.... انھوں نے لاکھ کہا کہ اس میں تو صرف دوائیں ہیں.... لیکن اس نے ایک ایک چیز کو چیک کیے بغیر گاڑی کو گزرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔"

"بہت خوب! اس طرح وہ چیزیں پکڑی گئیں۔"

"اور دوسری کوشش انھوں نے کیا کی؟"

"ایک نقلی ڈاکٹر کو بھیجا گیا تھا.... تاکہ آپ لوگوں کو زہر کے انجکشن دے دیے جائیں.... لیکن اکرام نے اسے بھی پکڑ لیا۔"

"بہت خوب! تب تو اکرام آج کل بہت اونچا اڑ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

رہا ہے.... اُسے بھی انعام ملنا چاہیئے۔"

"ضرور ملے گا.... اور یہ لوگ بھی ابھی باز نہیں آئیں گے.... اپنی کوششیں جاری رکھیں گے.... لہذا اس کا علاج یہ ہے کہ ہم جلد از جلد ٹھیک ہو جائیں اور ایسے لوگوں کو گرفتار کرا دیں۔"

"لیکن آپ لوگ پندرہ دن سے پہلے ہسپتال سے فارغ نہیں ہو سکیں گے۔"

"ارے باپ رے پندرہ دن!" انھوں نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! پندرہ دن.... اور میں بھی تم لوگوں کو یہی مشورہ دوں گی کہ پندرہ دن سے پہلے یہاں سے نکلنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا.... ورنہ!" انھوں نے آنکھیں نکالیں۔

"ورنہ آپ کیا کریں گے انکل!" فاروق نے کمزور آواز میں پوچھا۔

"صبر کروں گا اور کیا کروں گا۔" وہ مسکرائے

"ایک بات اور سر.... آپ شہر کے اہم ترین لوگوں کی ایک شان دار دعوت کا اہتمام کریں۔ یہ دعوت عمارات غائب ہونے کا چکر ختم ہونے کی خوشی میں دی

جائے گی.... ہمارے بارے میں اخبارات میں یہ اعلانات جاری رکھیے کہ حالت نازک ہے.... ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ کب تک چلنے پھرنے کے قابل ہو سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"دعوت پندرہ دن بعد ہو گی...."

"یہی ہو گا۔"

"ہم اس میں خفیہ طور پر شریک ہوں گے.... یعنی بظاہر ہم ہسپتال میں ہوں گے، لیکن پہنچ جائیں گے اس دعوت میں۔"

"جمشید! تم کرنا کیا چاہتے ہو؟"

"جب تک اس کیس کے گرو کو نہیں پکڑا جائے گا... اس وقت تک شہر میں امن نہیں ہو گا اور نہ ہمارے خلاف کارروائیاں ختم ہوں گی اور نہ ہم سکون سے اپنا کام کر سکیں گے۔"

"تو تم اس پارٹی میں اصل مجرم کو گرفتار کرو گے۔"

"ہاں!" وہ بولے۔

"لیکن تمہیں یہ یقین کس طرح ہے.... کہ وہ بھی اس پارٹی میں شریک ہو گا.... جب کہ تم نے اس

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کا نام مجھے نہیں دیا.... کیا خبر اسے دعوت نامہ ہی نہ بھیجا جائے۔

"جی نہیں... دعوت نامہ اسے بھیجا جائے گا... آپ فکر نہ کریں۔"

"اچھا... فکر بھی میں ہی نہ کروں۔ یہ عجیب بات ہے۔" وہ مسکرائے۔

"بس آپ ہم پر چھوڑ دیں.... اور فکر نہ کریں۔"

"فی الحال تو میں تم لوگوں کے لیے ہی فکر مند ہوں.... وہ ہسپتال میں کسی اور رُخ سے وار کر سکتے ہیں۔" انھوں نے کہا۔

"کوئی بات نہیں.... اب ہم ہوش میں آ گئے ہیں... ان شاء اللہ ان سے نپٹ لیں گے۔"

عین اس وقت اکرام اندر داخل ہوا... اس کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

"سر! کوئی نواب طرم آپ لوگوں کی عیادت کے لیے آئے ہیں.... میں نے کہہ دیا کہ آپ کسی نواب طرم کو نہیں جانتے.... لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کے آپ کے ساتھ بہت پرانے خاندانی تعلقات ہیں۔"

"وہ جھوٹ بول رہا ہے.... اسے سختی سے چیک کرو... اور کوئی بات ایسی ویسی ہو تو حوالات میں بند

کر دو۔"

"لیکن سر.... وہ کہتا ہے کہ اس کے پاس ثبوت موجود ہیں۔"

"ثبوت.... کس بات کے ثبوت؟"

"اس بات کے کہ اس کے آپ سے پرانے خاندانی تعلقات ہیں۔"

"ہوں گے.... اسے بتا دو..... ان حالات میں ہم نہیں مل سکتے.... وہ پندرہ بیس دن بعد آئے۔"

"اس کا کہنا ہے کہ معاملہ بہت ضروری نوعیت کا ہے.... آپ کے رشتے کے کوئی ماموں ہیں.... انھیں قتل کر دیا گیا ہے اور خود وہ مفتوں کا بیٹا ہے۔"

"کیا کہا.... میرے رشتے کے ماموں.... اور انھیں قتل کر دیا ہے۔"

"جی ہاں! میں نے تو یہ بھی کہہ دیا ہے کہ آپ کے کوئی رشتے کے ماموں نہیں ہیں۔"

"اور تم نے اسے بالکل ٹھیک بتایا اکرام۔" وہ خوش ہو کر بولے۔

"لیکن اس کا کہنا ہے کہ اس کے پاس اس بات کا بھی ثبوت ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"کیا کہا.... اس بات کا بھی ثبوت ہے.... نیو ماموں ہونے کا؟"

"جی ہاں! یہ دیکھیے.... آپ کے والد صاحب کے ساتھ ان کی تصویر ہے۔"

اکرام نے یہ کہہ کر تصویر آگے کر دی.... انھوں نے حیرت بھری نظروں سے اس تصویر کو دیکھا.... پھر حیرت زدہ آواز میں بولے۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... یہ تصویر تو خیر میرے والد کی ہے.... لیکن ان حضرت کو میں زندگی میں پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔"

"تب پھر اسے حوالات میں بند کر دیتے ہیں۔"

"نہیں۔ اس کی اچھی طرح تلاشی لے کر اندر لے آؤ۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو جمشید.... میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔"

"ہم بھی خطرہ ہی محسوس کر رہے ہیں، اسی لیے تو بلا رہے ہیں اسے۔"

"یہ ہے خطرے سے بچنے کا صحیح طریقہ۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"تب پھر اسے اندر بلانے کا فائدہ؟"

"ذرا دیکھیں گے.... وہ کرنا کیا چاہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے سر! میں اسے اندر لے آتا ہوں۔" اکرام نے کہا اور جانے کے لیے مڑا۔

"لیکن انکل آپ اس کی اچھی طرح تلاشی لیں گے پہلے۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔" اکرام مسکرا دیا۔

جلد ہی وہ تصویر والے آدمی کو ساتھ لیے اندر داخل ہوا.... اس نے نوابوں جیسا لباس پہن رکھا تھا.... چہرے پر بے وقوفی کے آثار تھے....

"تو آپ نواب طرم خان ہیں۔"

"ہاں، بالکل.... اس میں کیا شک ہے۔" اس نے اکڑ کر کہا۔

"اور آپ میرے رشتے کے ماموں کے بیٹے ہیں۔"

"جی ہاں بالکل! اس میں کیا شک ہے۔" اس نے کہا۔

"اور میرے رشتے کے ماموں کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔"

"ہاں بالکل! اس میں کیا شک ہے؟"

"کوئی ایسی بات بھی ہے.... جس پر شک ہو

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آپ کو ؟ فاروق نے جل کر کہا۔

" ہاں بالکل ! مجھے شک ہے کہ انہیں زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے ؟

" آپ کو یہ تصویر کہاں سے ملی ؟

" ملی کیا ! آپ کے والد صاحب اکثر ہمارے پاس آیا کرتے تھے .... بس ایک روز ہم نے ان کے ساتھ تصویر کھنچوا ڈالی .... ؟

" اس وقت ہمارے رشتے کے ماموں کی لاش کہاں ہے ؟

" ہمارے گھر میں بے گور و کفن پڑی ہے اور کہاں ہوتی ۔ ۔

" بہت خوب ! آپ اپنے گھر کا پتا لکھوائیں ؟

" جی لکھیے .... بالکل لکھیے ؟

اکرام نے پتا نوٹ کر لیا ....

" اکرام ! ان کے ساتھ ان کے گھر جاؤ .... اور اپنی کارروائی مکمل کرو ۔ علاقہ چاہے کسی بھی پولیس اسٹیشن کا کیوں نہ ہو .... یہ کام تم کرو ؟

" او کے سر .... چلیے جناب ؟

" آئیے .... لیکن ہمیں یہ تھا کہ اس کیس کی تفتیش آپ کریں ؟

" سمجھ لیں ہم ہی کریں گے .... لیکن ہم زخمی ہیں نا ؟

" ارے ہاں ! میں نے یہ تو پوچھا ہی نہیں .... نصیب دشمن .... یہ آپ لوگ زخمی کس طرح ہو گئے ؟

" کسی نے بم پھینکا تھا .... آپ پریشان نہ ہوں .... پہلے لاش والا کام کروائیں ؟

" اچھا ۔ بہت .... بہت شکریہ ؟

اور وہ اکرام کے ساتھ اٹھ کر چلا گیا ....

" سر .... جلدی سے دیکھیں .... وہ یہاں کوئی چیز تو نہیں چھوڑ گیا .... ؟

آئی جی صاحب اور دوسروں نے فوراً اِدھر اُدھر دیکھا .... ایک تھیلی پڑی نظر آئی .... جیسی تمباکو رکھنے کی ہوتی ہے ۔

" جمشید .... یہ تھیلی ؟

اسے فوراً اٹھا کر کھڑکی کے باہر گراؤنڈ میں پھینک دیں ۔ وہ چلائے ۔

" ارے باپ رے ؟

آئی جی صاحب نے تھیلی اٹھا کر فوراً باہر اچھال دی .... وہ بہت نیچے گراؤنڈ میں گری .... اور پھر ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکا ہوا ۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اُف مالک..... یہ شخص تو یہیں لے ہی بیٹھا تھا۔" انسپکٹر جمشید نے لرز کر کہا۔

دو منٹ بعد ہی اکرام دوڑتا ہوا اندر آیا۔

"تو وہ فرار ہو گیا؟"

"ہاں سر..... برآمدے کا موڑ مڑتے ہی اس نے میرے سر پر کوئی چیز دے ماری..... میں چکرا کر گرا اور وہ نکل گیا..... ابھی میں سر کو جھٹکے ہی دے رہا تھا کہ دھماکے کی آواز سنی۔"

"اللہ نے بچا لیا اکرام۔"

"یہ لوگ تو آپ کے پیچھے ہاتھ دھو کر ہی پڑ گئے ہیں۔"

"فکر نہ کرو..... میں نے ان کا علاج سوچ لیا ہے۔"

"اور وہ کیا سر؟" اس نے فوراً پوچھا۔

"بھئی دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"او ہاں..... ٹھیک ہے۔"

اور اس روز رات کی تاریکی میں وہ نہایت خفیہ طور پر اس ہسپتال سے ایک اور نامعلوم جگہ منتقل ہو گئے..... اپنے ساتھ وہ ایک ڈاکٹر کو بھی مستقل طور

پر ساتھ لے گئے..... تاکہ آنے جانے کا پھر چکر نہ رہ جائے اور پندرہ دن تک وہ بالکل نظروں سے اوجھل رہے..... ان کے دشمن شہر بھر کے ہسپتالوں میں انھیں تلاش کرتے پھریں..... سرکاری میں بھی اور پرائیویٹ میں بھی..... لیکن وہ بے وقوف نہیں جانتے تھے کہ وہ اس وقت وہیں چھپے ہوئے تھے..... جہاں پروفیسر داؤد لے کر چھپے تھے..... اور یہ ٹھکانا ان کے خفیہ ٹھکانوں میں سے ایک تھا.....

"اب آپ کے زخم ٹھیک ہیں..... آپ چل پھر سکتے ہیں..... لیکن زیادہ محنت، مشقت اور جان جوکھوں کا کام ابھی آپ ایک ماہ تک نہیں کر سکتے۔" ڈاکٹر نے ان سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں..... ہم ایسا کوئی کام نہیں کریں گے۔"

PkPdf.Blogspot.Com

انھوں نے ہیڈ کوارٹر فون کیا..... وہاں سے جیپ کی گاڑیاں اس مقام سے کچھ فاصلے پر پہنچ گئیں..... وہاں تک وہ پیدل چل کر آئے اور گاڑیوں میں سوار ہو گئے..... اس وقت وہ سب کے سب مکمل طور پر میک اپ میں تھے۔ شہر میں بھی وہ ایک ایسے گھر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

میں جا کر ٹھہرے.... جس سے بظاہر ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔

اس جگہ سے انسپکٹر جمشید نے آئی جی صاحب کو فون کیا۔

"السلام علیکم.... خوچہ کیا حال ہے؟" انھوں نے پٹھانوں کے انداز میں کہا۔

"کون بدتمیز ہے؟"

"سر.... ام دکی بدتمیز ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"پندرہ دن والا۔"

"اچھا.... یہ تم ہو؟"

"سر.... خدا کے لیے.... فون کے بھی کان ہوتے ہیں....؟"

"ہاں ہاں.... ہماری تیاری مکمل ہے۔"

یہ کہتے ہی انھوں نے ریسیور رکھ دیا۔

دعوت کا آغاز

نیشنل ہال میں شہر کے بہت بڑے بڑے لوگوں کی شان دار دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا.... یہ دعوت اس خوشی میں دی جا رہی تھی کہ شہر کو بلکہ ملک کو.... اور آگے بڑھ کر کہنا چاہیے کہ پوری دنیا کو عمارت کے غائب ہونے سے نجات مل گئی تھی....

دعوت سے پہلے اس سلسلے میں کچھ تقاریر کا بھی پروگرام رکھا گیا تھا تاکہ لوگ جان سکیں کہ اس سلسلے میں کیا کچھ پاپڑ بیلے گئے تھے.... کس قدر کوششیں کی گئی تھیں.... کتنی تکالیف اٹھائی گئی تھیں.... اس

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

دعوت کے انچارج آئی جی شیخ نثار احمد تھے... تمام ذمے داری ان پر تھی.... انہوں نے خوب بھاگ دوڑ کر انتظامات کیے تھے.... ایک ہفتے سے وہ اس سلسلے میں مصروف رہے تھے.... اور اب تو ان کی مصروفیات کا عالم ہی اور تھا....

مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی.... وہ گیٹ پر کھڑے مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے۔ اس دعوت میں مہمان خصوصی ملک کے صدر تھے.... صدر صاحب بھی وقت پر تشریف لے آئے تھے اور باقی لوگ ابھی آ رہے تھے۔ آخر تمام مہمانوں کی آمد مکمل ہو گئی.... گیٹ بند کر دیا گیا.... اب اس عمارت کے گرد فوج اور پولیس کا زبردست پہرہ تھا.... دعوت کے اختتام تک کوئی شخص بھی عمارت سے باہر نہیں جا سکتا تھا.... یہ ہدایات فوج اور پولیس کو پہلے ہی دی جا چکی تھیں۔

"تقریب کے مہمان خصوصی کی اجازت سے میں پروگرام شروع کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:"

"ضرور!" صدر صاحب مسکرائے۔

آئی جی صاحب مائیک کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔

"مہمانانِ گرامی! السلام علیکم...."

ہال وعلیکم کی آواز سے گونج اٹھا....

"آپ اس ہال میں چند کرسیاں خالی دیکھ رہے ہیں۔ یہ تقریب کے ہیروز کے لیے ہیں.... خطرے کے پیش نظر ہمارے ہیروز ہال میں نہیں ہیں.... آپ جانتے ہی ہیں، میں کن کی بات کر رہا ہوں.... اگر نہیں تو وضاحت کیے دیتا ہوں.... میں پروفیسر داؤد صاحب، انسپکٹر جمشید پارٹی، انسپکٹر کامران مرزا پارٹی اور شوکی برادرز پارٹی کی بات کر رہا ہوں.... جن کی کوششوں سے عمارات غائب ہونے کا چکر ختم ہوا.... ورنہ انشارجہ تو پوری دنیا کو کھا جاتا.... خالی کر دیتا.... خاص طور پر اسلامی ملکوں کو۔ آپ اگر ہوائی جہاز پر پوری دنیا کی سیر کریں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس سازش میں بھی اصل نشانہ اسلامی ملک رہے ہیں.... غیر مسلم ممالک میں بھی جو عمارات غائب کی گئی ہیں.... وہ مسلمانوں کی تھیں.... گویا انشارجہ یہ چاہتا ہے کہ ہر قیمت پر اسلام کو نہ پھیلنے دے۔ لیکن انشارجہ اور بنگال جیسے لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں کہ اسلام رہتی دنیا تک رہے گا.... اس کو مٹانا انشارجہ کے بس کی بات ہے نہ بنگال کی اور نہ کسی اور غیر مسلم ملک.... یہ کوششیں کر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

لیں.... کچھ نہیں ہو گا.... اللہ تعالیٰ نے ابھی بھی ہمیں محمد بن قاسم اور ٹیپو سلطان جیسے لوگ عطا فرمائے ہیں۔ وہ زندہ رہیں.... سلامت رہیں.... ہر سازش کو ناکام بنا دیں گے.... اب اس واقعہ میں ہی انھیں لیجیے.... انھوں نے سر دھڑ کی بازی لگا کر دشمن کے عزائم کو ناکام بنایا ہے.... اور دشمن اب تک ان کا جان کا دشمن بنا ہوا ہے.... اس کی ہر ممکن کوشش ہے کہ بس ان تینوں پارٹیوں کو ختم کرنا ہے.... اسی وجہ سے وہ آپ کو ہال میں اپنی سیٹوں پر نظر نہیں آ رہے.... لیکن وہ آئیں گے ضرور۔

ان کے ان الفاظ کے ساتھ ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

"نہیں جناب! تالیاں نہیں.... تالیاں بجانا اسلامی طریقہ نہیں.... آپ سبحان اللہ کر کر داد دے سکتے ہیں.... ماشاء اللہ.... کر سکتے ہیں.... یہ بہت بہتر طریقہ ہے۔"

تالیوں کی آواز یک لخت رک گئی.... آئی جی صاحب پھر کہنے لگے۔

"وہ آئیں گے ضرور.... لیکن جب اس بات کا جائزہ لے لیا جائے گا کہ دور دور تک اب خطرے کا امکان

نہیں ہے.... ہم نے آخری لمحات تک اس بات کو پوشیدہ رکھا تھا کہ دعوت کہاں دی جائے۔ پہلے اس عمارت پر قبضہ کیا.... اس کی اچھی طرح تلاشی لی گئی.... وہ بھی آلات کے ذریعے.... جب پوری طرح اطمینان ہو گیا تو تب کہیں جا کر ہم نے یہاں انتظامات شروع کیے.... بڑے بڑے انتظامات کر لینے کے بعد دعوت نامے جاری کیے گئے.... وہ بھی اسی وقت بھیجے گئے.... جب اس سے زیادہ دیر کی ہی نہیں جا سکتی تھی.... مطلب یہ تھا کہ دشمن یہاں بھی کوئی چال نہ چل جائے.... میں نے اس امکان کو ختم کر دیا ہے.... لہٰذا اب اس محفل کے ہیروز اندر تشریف لا سکتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گئے.... ان کی نظریں ایک بغلی دروازے پر جم گئیں۔ اب کسی لمحے بھی آپ کے ہیروز ہال میں داخل ہونے والے ہیں۔ انھوں نے اعلان کرنے کے انداز میں کہا.... اندر سے وہ بری طرح جل رہے تھے.... کیونکہ اس اعلان کے فوراً بعد انھیں اندر آ جانا چاہیے تھا۔

"آپ اندر تشریف لے آئیں.... تمام مہمان آپ کی جھلک دیکھنے کے لیے بری طرح بے تاب ہیں۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اب بھی وہ نہ آئے تو آئی جی صاحب کر
اُٹھے:

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... تمام مہمان اپنی جگہوں پر تشریف رکھیں.... صرف میں جا کر دیکھتا ہوں" یہ کہہ کر آئی جی صاحب اس بغلی دروازے کی طرف بڑھ گئے .... جونہی وہ دوسری طرف داخل ہوئے.... سب لوگ انہیں صحیح سلامت کھڑے نظر آئے... ساتھ ہی انھوں نے انھیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"ہم خطرہ محسوس کر رہے ہیں" انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی....

"کیا کہا.... خطرہ...؟"

"ہاں! آپ تمام مہمانوں کی پہلے تلاشی لے لیں.... کرسیوں اور میزوں کے نیچے بھی اچھی طرح دیکھ لیں۔"

"اوہ اچھا۔"

یہ کہہ کر آئی جی صاحب پھر ہال میں داخل ہوئے سب لوگ حیرت اور خوف کے عالم میں تھے۔

"کیا بات ہے شیخ صاحب.... خیریت تو ہے؟"

"جی.... جی ہاں! ہمارے ہیروز بالکل خیریت سے ہیں"

"اوہ.... لیکن وہ آ کیوں نہیں رہے؟"

"وہ اس وقت جس جگہ موجود ہیں.... وہاں بہت محفوظ ہیں.... لیکن ان کا کہنا ہے کہ اس ہال میں ان کے لیے خطرہ موجود ہے۔"

"کیا کہا.... خطرہ؟" سب لوگ چلائے۔

"جی ہاں! حالانکہ ہم نے ہر ممکن احتیاط کی ہے.... لیکن ان کا کہنا ہے کہ ان کا دشمن کسی نہ کسی طرح کوئی خطرناک چیز اندر لانے میں کامیاب ہو گیا ہے.... جب کہ اندر آتے وقت ہر ایک کی تلاشی لی گئی ہے۔ صدر صاحب تک کو تلاشی کے بغیر اندر نہیں آنے دیا گیا۔"

"تب پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اندر کوئی خطرناک چیز آ گئی ہو۔"

"پہلے ہال کی تلاشی لی جائے گی.... پھر ہیروز آئیں گے۔"

"تلاشی.... لیکن اس طرح تو بہت وقت ضائع ہو گا۔" کسی نے گھبرا کر کہا۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے۔"

"کیا پھر تلاشی کا پروگرام شروع کریں۔" ایک اور نے کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہاں! اور کیا کیا جا سکتا ہے" صدر صاحب بولے۔

اور پھر سب کی تلاشی لی گئی.... میزوں اور کرسیوں کے نیچے دیکھا گیا.... اچھی طرح اطمینان ہو جانے کے بعد آئی جی صاحب پھر بغلی کمرے میں آئے۔

"میں نے اچھی طرح اطمینان کر لیا ہے۔ کہیں کوئی گڑبڑ نہیں ہے"

"جی نہیں.... گڑبڑ ہے" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"کیا فرمایا.... گڑبڑ ہے" وہ چونک کر بولے

"جی ہاں! گڑبڑ ہے.... آپ اکرام کو بلا لیں"

"اس کی ڈیوٹی باہر لگی ہوئی ہے۔ باہر سے اب کوئی اندر نہیں آ سکتا۔ نہ اندر سے باہر کوئی جا سکتا ہے.... یہ خود میری ہدایات ہیں، اب میں یہ ہدایات کس طرح واپس لے سکتا ہوں"

"یہ بات ہے.... خیر.... اب ہمیں ہی کچھ کرنا ہو گا.... آپ ہال میں سے میز نمبر ۹ والے کو اٹھا کر یہاں لے آئیں"

"میز نمبر نو؟" وہ بولے

"جی ہاں! میز نمبر نو"

"ابھی لے کر آتا ہوں" انھوں نے کہا اور ہال میں آئے۔ وہ میز نمبر نو پر جا کر رکے۔ اس پر بیٹھے مہمان کو وہ اچھی طرح جانتے تھے، یہ وزیر تعلیم کے سیکرٹری حاجی اکرام غنی تھے۔

"ہمارے ہیروز آپ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں"

"ہم.... مجھ سے.... خیر تو ہے"

"بس! وہ الگ کمرے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں آپ سے"

"چلیے...." وہ اٹھتے ہوئے بولے....

چند قدم چلے ہوں گے کہ لڑکھڑا کر گرے اور ساکت ہو گئے.....

"ارے ہائیں.... انھیں کیا ہوا؟" آئی جی صاحب گھبرا گئے۔

"بے چارے جان سے گئے اپنی" بغلی دروازوں سے آواز آئی....

وہاں انسپکٹر جمشید کھڑے مسکرا رہے تھے...

"یہ.... یہ سب کیا ہے جمی" صدر صاحب کی آواز گونجی۔

"ہال میں ہمارے لیے خطرہ تھا.... ان کی صورت میں...

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

لیکن یہ خود ہی دوسری دنیا کو سدھار گئے ہیں۔"

"کیا!!! تمام لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"سب لوگ تشریف رکھیں.... میں ابھی وضاحت کر دیتا ہوں۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

انھوں نے اکرام غنی کی نبض چھو کر دیکھی.... زندگی کے کوئی آثار نہیں تھے۔

"یہ مر چکے ہیں.... جب کہ یہ ہمیں ہلاک کرنے کے لیے آئے تھے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"میں ابھی ثبوت پیش کر دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انھوں نے اکرام غنی کی تلاشی لی.... اور زہریلی سوئیوں کا ایک پیکٹ برآمد کر کے ان سب کو دکھایا.... پھر پائپ دوسری جیب سے نکال کر دکھایا۔

"یہ.... یہ کیا ہے؟"

"بلو پائپ.... اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے یہ ہمیں ختم کر دیتا اور آپ لوگوں کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی۔"

"اُف مالک.... لیکن خود انھیں کیا ہوا؟"

"جب انھوں نے دیکھا کہ یہ پکڑے گئے.... تو انھوں

ایک سوئی اپنے جسم میں اتار دی۔

"ہاں.... لیکن ابا جان.... سوئی تو فرزانہ نے کچھ کہنا چاہا۔"

"ہاں ہاں! میں جانتا ہوں.... تم کیا کہنا چاہتی ہو! پہلے میری بات سن لو!" فرزانہ نے ان کی طرف دیکھا.... انھوں نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہو۔

"ہاں تو مہمانانِ گرامی.... میں کہہ رہا تھا کہ اکرام غنی ہمیں ہلاک کرنے کے لیے آئے.... جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھی انشارجہ کے لیے کام کرتے رہے ہیں.... ورنہ ان کے پاس سے یہ خوفناک چیزیں برآمد نہ ہوتیں.... اور جب انھوں نے دیکھا کہ یہ پھنس گئے ہیں تو انھوں نے ایک سوئی اپنے جسم میں جھونک ڈالی.... تاکہ جھگڑا ختم ہو جائے۔"

لیکن جمشید.... ہمیں اس پر شک کس طرح ہوا؟"

"بغلی دروازے میں جو آئینہ لگا ہوا ہے.... اس میں سے پورے ہال کا جائزہ لے رہے تھے ہم...."

"صاحب ہمیں سب سے زیادہ بے چین نظر آئے۔"

"چلو چھٹی ہوئی.... اب آپ سب بھی بیٹھ جائیں۔"

"ضرور کیوں نہیں.... اب نہیں بیٹھیں گے تو کیا کریں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

گئے۔ آؤ آپ نے خوش ہو کر کہا۔

وہ اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے.... آئی جی صاحب پھر مائیک کے سامنے جا کھڑے ہوئے.... اس وقت تک فوج کے جوان لاش کو اٹھا کر لے جا چکے تھے...

"اب ہمارے ہیروز بھی ہمارے درمیان ہیں.... ایک کانٹا.... ایک خطرہ جو یہاں موجود تھا.... اب نکل چکا ہے.... لہٰذا ہم بے فکر ہو کر بیٹھ سکتے ہیں.... کیا خیال ہے جمشید؟"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں سر۔" وہ بولے۔

"اب میں آپ لوگوں کو بتاؤں گا کہ کس طرح ان لوگوں نے اس بین الاقوامی چکر پر قابو پایا.... ورنہ اسلامی دنیا انشارجہ کی جیب میں چلی گئی تھی

اور پھر وہ تفصیلات سناتے رہے.... پوری دنیا کے مختلف شہروں کی تصاویر بھی ساتھ ساتھ ہال میں لگی سکرین پر انہیں نظر آتی رہیں... منہر کیا تھے.... کھنڈرات نظر آ رہے تھے.... ان کی ساری رونقیں اڑ گئی تھیں۔ ان تصاویر کو دیکھ کر سب لوگ لرز اٹھے.... شاید اس سے خوفناک منصوبہ انشارجہ کی ذہن میں اب تک نہیں آیا تھا...

"اور اب میں انسپکٹر جمشید کو دعوت دوں گا کہ وہ آ کر ان حالات کے بارے میں آپ کو مزید بتائیں.... اور یہ بھی بتائیں کہ اگر یہ کامیابی حاصل نہ ہوتی تو کیا بنتا۔"

یہ کہہ کر وہ ہٹ گئے۔ انسپکٹر جمشید اٹھ کر ڈائس پر آ گئے.... ان کے چہرے پر سکون تھا.... اطمینان تھا.... آخر انھوں نے کہنا شروع کیا۔

"یہ کامیابی صرف اور صرف اللہ کی مہربانی سے ہمیں نصیب ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ مدد نہ کرتے تو ہم کس طرح کامیاب ہو سکتے تھے.... لہٰذا اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ انشارجہ بیگال اور چند اور غیر مسلم ممالک کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ ہم پنپنے نہ پائیں.... ہم کہیں طاقت ور نہ ہو جائیں.... ہم بھی کہیں ترقی یافتہ ممالک میں شامل نہ ہو جائیں.... لہٰذا یہ ممالک ہمیشہ ہماری ٹانگ کھینچنے میں لگے رہتے ہیں تاکہ ہم جہاں تک پہنچ چکے ہیں.... کم از کم وہاں سے آگے تو نہ بڑھ سکیں.... پیچھے بے شک چلے جائیں.... ان کی ٹانگ کھینچنے کے طریقے عجیب و غریب ہیں.... کہیں ہم میں سے اسلامی روح ختم کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں...

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کہیں ہمیں بے غیرت بنانے کے لیے عریاں فلمیں ہمارے ملک میں بھیجی جاتی ہیں.... کہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور اس قسم کی کتابیں لکھوا کر ہماری غیرت کا جائزہ لیا جاتا ہے.... کہ ہم میں کوئی غیرت کی چنگاری باقی رہ تو نہیں گئی.... وہ تو خدا کا شکر ہے.... کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی چنگاری شعلہ بن ہی جاتی ہے.... اور ان کے منصوبہ کو جلا کر خاک کر دیتی ہے.... جیسے علم دین شہید، حاجی مانک وغیرہ۔

ہماری قوم کی غیرت کو سلانے کے لیے ان لوگوں نے ایک اور طریقہ یہ نکالا کہ ہم ہی سے کچھ غدار چنے.... ان سے اپنے منصوبوں پر کام کروایا.... جیسے میر صادق، میر جعفر.... اسی طرح ہمارے دین میں خرابیاں پیدا کر گئیں.... نئے نئے فرقے پیدا کیے گئے.... تاکہ آئے دن مسلمانوں میں گروہ بندی ہوتی رہے اور ان کی آپس کی محبت نفرت میں بدلتی رہے.... ایک وقت تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان تھے.... مدینے والوں نے انھیں اپنی ہر چیز دے دی تھی۔

یہاں تک کہ جس کے پاس دو بیویاں تھیں، وہ ایک بیوی تک کو اپنے آنے والے ساتھی کے لیے طلاق دینے پر تیار ہو گئے تھے.... تو اس لازوال محبت کو ختم کرنے کے لیے.... ان لوگوں نے ہم میں گروہ بندیاں پیدا کیں.... فرقے پیدا کیے۔ فرقوں کے بانی انھوں نے خود کھڑے کیے تھے.... مثلاً مرزا غلام قادیانی.... پرویز.... اور اس طرح کے کچھ اور لوگ.... ان لوگوں نے دین کو بالکل نئی شکل دی.... اور کہا کہ دین کو جس قدر وہ صحیح سمجھے ہیں.... اور کوئی نہیں سمجھ سکا اور جو ہم کہتے ہیں.... بس وہ دین ہے.... اور جس پر پوری قوم عمل کر رہی ہے.... وہ تو دین ہے ہی نہیں۔

ان کی تقریر جاری تھی.... لوگ سکتے کے عالم میں سن رہے تھے.... ایسے میں فرزانہ دبے پاؤں اپنی جگہ سے اٹھی....

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

وار

انھوں نے فرزانہ کو اٹھتے دیکھا .... لیکن اس کی طرف توجہ نہ دے سکے .... وہ سب تو تقریر میں گم تھے۔ انھیں تو پتا بھی نہ چلا وہ کب اٹھی .... کیوں اٹھی اور کہاں گئی .... بہرحال تھوڑی دیر بعد محمود نے جو سر گھمایا تو اسے فرزانہ اپنی کرسی پر نظر نہ آئی۔

• یار فاروق فرزانہ اپنی کرسی پر نہیں ہے۔ اس نے فاروق کے کان میں سرگوشی کی۔

• کک .... کہیں .... کرسی تو فرزانہ پر نہیں ہے۔

• تمھیں ایسے میں بھی مذاق کی سوجھ رہا ہے۔ محمود نے آنکھیں نکالیں۔

• میں نے تو ایک بات پوچھی ہے۔

• نہیں .... وہ کرسی کے نیچے بھی نہیں ہے۔

اب فاروق نے غیر محسوس طور پر سر ادھر اُدھر گھمایا .... فرزانہ واقعی انھیں کہیں بھی نظر نہ آئی۔

• شاید اسے سلیمانی ٹوپی کہیں سے ہاتھ لگ گئی ہے۔ فاروق بولا۔

• کمال ہے یار .... تم بھی عجیب ہو۔ محمود جل گیا۔

• یہ کیا کھسر پھسر ہو رہی ہے۔ آصف نے بھی سرگوشی کی۔

• یار وہ فرزانہ اپنی جگہ نہیں ہے۔

• نہیں تو کسی وجہ سے نہیں ہے .... خاموش بیٹھے رہو .... کیوں نہ خراب کرو اس کا۔ اس نے منہ بنایا۔

• ہاں ٹھیک تو ہے۔

• تم لوگ ان کی تقریر میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ آفتاب نے بُرا سا منہ بنایا۔

• ان کی تقریر ہم میں دلچسپی لے رہی ہے نا۔

• یہ کیا بات ہوئی۔ آفتاب نے حیران ہو کر کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"آج کل ہم اس چکر میں ہرگز نہیں پڑتے" آصف مسکرایا۔

"کک.... کس چکر کی بات کر رہے ہو تم" آفتاب نے اسے گھورا۔

"اس چکر کی کہ یہ کوئی بات ہوئی یا نہیں...." آصف نے اس کے کان میں کہا۔

"اب تم سے کون مغز مارے" آفتاب نے کہا۔

"بالکل ٹھیک.... ضرورت بھی نہیں ہے۔ مغز مارنے کی.... سنو.... انکل کیا کہہ رہے ہیں"

اور اس طرح بات ان سب تک پہنچ گئی....

لیکن سب دم سادھے بیٹھے رہے اور خاموشی سے تقریر سننے لگے.... انسپکٹر جمشید روانی کے عالم میں کہہ رہے تھے:

اس قسم کی اور ہزاروں مثالیں دی جا سکتی ہیں.... جن کے ذریعہ لوگوں کو اسلام سے ہٹا دیا گیا.... اب تو اصلی اسلام کی شکل بھی بہت مشکل سے نظر آ سکتی ہے.... اور جس اسلام پر لوگ عمل کر رہے ہیں.... یا جس کے بارے میں لوگ جب خیال کرتے ہیں کہ جن احکامات پر ہم عمل کر رہے ہیں.... وہ عین دینِ اسلام

ہے.... تو وہ عین اسلام ہرگز نہیں.... اس قسم کی باتوں کا تو دین سے تعلق نہیں.... اور ہم اسے اپنا دین بنا بیٹھے ہیں.... گویا اصل دین کو ہم نے چھوڑ دیا اور دین کی بگڑی شکل کو ہم اصل دین سمجھ بیٹھے اور اندھوں کی طرح اس پر عمل جاری ہے.... کوئی سوچ کا مادہ اپنے اندر پیدا نہیں کرتے.... دین کے بارے میں تحقیقات کرنے کے بارے میں سوچتا تک نہیں۔

میں شاید دور نکل گیا اور آپ لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ میں کس طرح نکل گیا.... میرا موضوع تو صرف اور صرف عمارات کو غائب کر دینے والا کیس ہونا چاہیے تھا.... لیجیے میں اب اسی پر بات شروع کرتا ہوں.... پوری دنیا میں یہ کیس شروع کرنے کے لیے انھیں ہمارا ہی ملک مناسب نظر آیا.... اس لیے کہ ایک تو یہاں ان کے ایجنٹ بہت موجود ہیں.... دوسرے یہاں کے لوگ کمزور اعتقادات کے مالک ہیں.... یہاں جن والی بات فوراً مان لی جاتی ہے....

اور ان کا یہ خیال واقعی بھرپور ہوتا.... اگر ہم درمیان میں نہ کودتے.... ہم نے تو شروع میں ہی بھانپ لیا تھا کہ یہ کام جنوں کا نہیں.... انسانی ہے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اس لیے جن صاحب ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ... وہ چاہتے تھے ... ان کا کھوج لگانے کے لیے کوئی نہ نکلے۔ کوئی کوشش نہ ہو اور پورا ملک ... پوری دنیا انھیں بلا چون چرا جن خیال کرے ... اور ان کے مطالبات مان لے ... ہوا بھی یہی اور یہی ہوتا چلا جائے ... لیکن ہمارے ملک میں پروفیسر داؤد جیسے لوگ موجود ہیں ... خیر سب سے پہلے مجرم نے خان رحمان کا گھر غائب کیا ... دوسرا نمبر میرا تھا ... مطلب یہ تھا کہ ہم لوگ سکون سے نہ رہیں گھبراہٹ اور پریشانی کا شکار ہو جائیں۔

اپنے مکان سے کچھ فاصلے پر ایک کار میں ایک شخص دوربین لیے بیٹھا نظر آیا ... ہمیں خیال گزرا کہ ہو نہ ہو اسے مجرم نے بھیجا ہے ... تاکہ ساتھ ساتھ وہ جائزہ لیتا رہے کہ مکان غائب ہوتا ہے یا نہیں ... جب مکان غائب ہونے لگ گیا تو وہ وہاں سے چل پڑا۔ اس سے پہلے محمود اور فاروق اس کا تعاقب شروع کر چکے تھے ... دوربین والا آپ جانتے ہیں۔ کس کی کوٹھی میں داخل ہوا ... رانا ظاہر صاحب کی کوٹھی میں ... آپ جانتے ہیں رانا ظاہر صاحب کتنے بڑے آدمی ہیں ... محمود اور فاروق کو بہت حیرت ہوئی

لہٰذا انھوں نے رانا صاحب سے ملاقات کی ... ان سے انھیں معلوم ہوا کہ تیسرا مکان جن نے ان کا غائب کرنے کی خبر سنائی ہے ... لہٰذا وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ ان کا مکان غائب ہوتا ہے یا نہیں ... اور اس سے اگلی دفعہ واقعی ان کا محل بھی غائب ہو گیا ... اس طرح یہ سلسلہ شروع ہوا ... ادھر ہماری ملاقات پروفیسر جھاڑ صاحب سے ہوئی ... انھوں نے خود کو سائنس دان بتایا ... اور پروفیسر داؤد سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ... انھیں وہاں پر پہنچا کر آئے ... کہ پروفیسر داؤد ہی غائب ہو گئے ... پتہ چلا جن صاحب نے انھیں پروفیسر جھاڑ کے ذریعے اغوا کرایا تھا ... اور پروفیسر جھاڑ جن کا اپنا کارندہ تھا ... اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ ہم بھی خود کو جن کی قید میں دے دیں ... اس صورت میں ہم پروفیسر صاحب کے پاس پہنچ سکتے تھے اور ان کے لیے کچھ کر سکتے تھے ... چنانچہ ہم ایک رات ان کی تلاش میں نکلے ... اور شہر سے باہر نکل گئے ... بس جن کے آدمیوں نے ہمیں گھیر لیا اور اس طرح ہم اس کی قید میں پہنچ گیا ... ہماری ملاقات پروفیسر صاحب سے بھی ہوئی ... تاہم قید میں جانے سے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پہلے میں نے ایک خفیہ خط انسپکٹر کامران مرزا کے نام
لکھا تھا.... تاکہ وہ ہمارے بعد اس طرف پہنچ جائیں
اور اس کیس پر کام جاری رکھیں.... اس لیے کہ اس
بات کا امکان تھا کہ شاید ہم خود کو نہ چھڑا سکیں...
انسپکٹر کامران مرزا بھی کیس پر کام کرتے رہے... او
ایک دن وہ بھی مجرم کی قید میں آ گئے.... ان کے
ساتھ شوکی برادرز بھی تھے....

ادھر عمارات دھڑا دھڑ غائب ہو رہی تھیں...
شہر ویران ہو رہا تھا.... پھر یہ سلسلہ دوسرے شہروں تک
پہنچ گیا.... اور پھر دوسرے ملکوں تک بھی.... جن نے
خیال کیا کہ اب وہ اس قدر طاقت ور ہو چکا ہے کہ
ہم اس کا کچھ بھی بگاڑنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں

ادھر سردار گلفور جیسوں کی عمارات غائب ہو چکی تھیں
ہمارے لیے جن نے اس کیس میں مشکلات اس طرح
پیدا کیں کہ سیکرٹری وزیر خارجہ جہاں خان جیسوں کے
محل غائب کرنے کا اعلان کرایا۔ جہاں خان نے ہمیں
بلایا اور دھمکی دی کہ اگر ان کا محل غائب ہوا تو وہ
ہمیں ملازمت میں نہیں رہنے دیں گے.... ملازمت کی

تو خیر ہمیں کوئی پروا نہیں تھی.... لیکن ان حالات
میں یہ ہمارے لیے نہیں پورے ملک کے حق میں برا تھا....
لیکن اب جہاں خان کو کون سمجھاتا.... محل غائب ہوا
اور انھوں نے صدر صاحب سے کہہ کر ہمیں معطل
کرا دیا....

ادھر ہم پوری کوشش جن کا سراغ لگانے کے
لیے کر رہے تھے.... جن کے ذریعہ ہمیں ایک بات کا
پتا چلا اور وہ کہ بچپن میں اس کے ماں باپ کو
ایک شخص نے قتل کرایا تھا اور یہ کہ اب وہ شخص
بہت بڑا آدمی بن چکا ہے.... ہم نے تحقیقات
کیں تو وہ صاحب رانا ظاہر نکلے.... قتل کا ثبوت
ہمارے پاس ہوتا تو ہم ان کو ضرور گرفتار کرتے....
لیکن اس سے بھی تو جن صاحب باز نہ آتے.... اور
اپنا کام تو پھر بھی کرتے رہتے.... اور کام تھا اصل
انھیں قابو میں کرنا.... جب تک ہم جن کو قابو میں
نہ کر لیتے.... یا عمارات غائب کرنے والی ایجاد کو
ناکام نہ بنا دیتے.... ہمیں اس کے مقابلے میں شکست
ہی ہوتی.... ایسے میں ہماری ملاقات ایک گڑیا سے
ہوئی۔ وہ گڑیا عجیب و غریب ایجاد ہے.... الفارجہ کے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سائنس دانوں کی ایجاد جو جن کو شاید بطور تحفہ دی تھی اور اس نے اس گڑیا کے ذریعے ہمیں تنگ کرنے کا خوب کام لیا.... وہ گڑیا کیا ہے.... ایک چھلاوا ہے.... ہم اب تک اس کی سمجھ نہیں سکے.... پروفیسر داؤد صاحب شاید اسے سمجھ سکیں.... بہرحال پتا نہیں کن مشکلات کے بعد ہم اسے گڑیا سے پیچھا چھڑانے میں کامیاب ہوئے۔"

ہمارے سامنے اصل سوال یہ تھا کہ جن کون ہے؟ عمارات کس طرح غائب ہو رہی ہیں۔ اس سلسلے میں خان رحمان کی کوٹھی غائب ہونے کے بعد ہمیں ایک سراغ اس روز ملا تھا.... اور سچ بات تو یہ ہے کہ وہ سراغ ہی ہمارے کام آیا.... ہمارے سے مراد ہے پروفیسر داؤد کے۔" یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے۔

"کیا مطلب.... کیسا سراغ۔" کئی آوازیں ابھریں۔

"ہمیں پیتل کی ایک نلکی سے توپ ملی تھی.... جیسی آج کل کی رنگ میں لگی ہوئی ہیں.... کوٹھی کی اور تمام چیزیں غائب تھیں.... صرف وہ چیزیں باقی رہیں جو خان رحمان وغیرہ کے جسموں سے لگی ہوئی تھیں.... لیکن وہ پیتل کی توپ الگ پڑی تھی.... پھر ہم غائب نہیں ہوئے....

حالانکہ لوہے تک کی چیزیں غائب تھیں.... ہر چیز پر پروفیسر داؤد نے نوٹ کر لی اور ان کا دماغ بدستور کام کرتا رہا۔ آخر انھوں نے ایک تجربہ کرنے کا فیصلہ کر لیا.... انھوں نے پیتل کا ایک ننھا سا انٹینا بنایا.... اس سے بجلی کے تار جوڑے اور اس تار کو زمین تک لے گئے.... زمین میں اسے دفن کر دیا.... اور ہاں نلکی کا تیزاب بھی گڑھے میں ڈالا.... یہ تجربہ اس عمارت پر کیا جس کو جن صاحب غائب کرنے والے تھے.... وہ عمارت غائب نہ ہوئی.... ادھر جن نے فوری طور پر پروفیسر داؤد کو گمراہ کرنے کا فیصلہ کر لیا.... کیونکہ وہ جان گیا تھا.... پروفیسر صاحب نے اس کا علاج تلاش کر لیا.... یہ بات ہم نے بھی بھانپ لی کہ اب جن فوراً پروفیسر صاحب کی طرف اندر آیا.... لہٰذا اس سے پہلے ہی میں انھیں لے کر غائب ہو گیا۔ اور پھر ہم نے اعلان کر دیا کہ اب جن کوئی عمارت غائب نہیں کر سکے گا۔ اگر اس میں طاقت ہے تو اعلان کرے یا عمارت غائب کر کے دکھا دے.... چنانچہ اس نے سر امجد کھوڑی والا کا محل غائب کرنے کا اعلان کیا.... اور ہم نے خفیہ طور پر وہاں انٹینے نصب کر دیے.... کہ اس نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کوشش کی تھی کہ ہمیں ادھر نہ جانے دیا جائے....
لیکن ہم بھی پہلے ہی انتظام کر چکے تھے.... اس
طرح جن ایک بڑی ناکامی سے دوچار ہوا اور ہم نے
اعلان کر دیا کہ عمارات کو کس طرح محفوظ رکھا جا سکتا
ہے.... پوری دنیا میں یہ اعلان ہونے کی دیر تھی کہ
انشارجہ کا جال تار تار ہو گیا....
یہاں تک کہ پھر وہ خاموش ہو گئے۔

" لیکن .... جمشید تم نے ملکی سطح تک کے مجرم
کو ابھی تک نہیں پکڑا ہے،

" وہ میری مٹھی میں ہے.... جب چاہوں پکڑ
سکتا ہوں.... آپ فرمائیں تو انہیں پکڑ لیں:

" ہاں بالکل.... ابھی پکڑو اسے....

" اس کے لیے ہمیں کہیں جانے کی بھی ضرورت نہیں۔
وہ صاحب یہاں ہال میں موجود ہیں: انسپکٹر جمشید
بولے۔

" ہائیں.... کیا کہا.... وہ یہاں ہال میں ہی موجود
ہے:

" ہاں! لیکن اب اس کے پاس الہ دین کے جن والا
چراغ نہیں رہا....:

" ارے تو پھر دیر کیا ہے

" بس صرف آپ کی اجازت درکار تھی....:

" اجازت ہے:

" مجرم چاہے کوئی ہے.... ہم چھوڑیں گے نہیں سر:

" بالکل! تم فکر نہ کرو.... اس مجرم کو چھوڑنا بھلا کون
پسند کرے گا:

" تب پھر میں مجرم کا نام زبان پر لاتا ہوں.... جونہی
میں نام لوں.... ملٹری پولیس اسے قابو میں کر لے.... آپ
لوگ تیار ہیں: انسپکٹر جمشید نے ہال کی دیواروں کے
ساتھ کھڑے مسلح فوجیوں کی طرف دیکھا۔

" یس سر:

" اگر میں ملک کے صدر کا نام لوں تو کیا آپ بغیر
کوئی سوال کیے.... انہیں گرفتار کریں گے:

" یس سر.... اس لیے کہ ہمیں یہی ہدایات ملی ہیں:

" بہت خوب! یہ خیال رہے.... ادھر میں نام لوں،
ادھر آپ اسے قابو کر لیں.... اگر آپ نے اس کام
میں ذرا بھی ڈھیل دکھائی تو ہو سکتا ہے.... ہم نقصان
اٹھائیں:

" نقصان.... کیسا سر.... یہاں تو کسی قسم کے نقصان

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کا کوئی امکان نہیں ہے۔" فوجی آفیسر نے کہا۔

"بھئی نقصان کا امکان پیدا ہونے کیا دیر لگتی ہے۔"

"ہاں! یہ تو خیر ہے۔" اس نے کہا

"حاضرین.... آپ لوگ مجرم کا نام سننے کے لیے بڑی طرح بے چین ہوں گے.... محمود اور فاروق اور ہمارے دوسرے ساتھیوں نے بہت پہلے مجرم کے شخصیت کے بارے میں اندازہ لگا لیا تھا.... اور یہ اندازہ انھوں نے اس طرح لگایا کہ مجرم جب ان کے سامنے نقاب پوش کی صورت میں آیا تو اس نے ایک خاص حرکت کی.... وہ حرکت دوسروں کے سامنے عام روپ میں بھی کر چکا تھا.... اس طرح انھیں چونکنا پڑ گیا.... اور وہ جان گئے کہ ضرور فلاں شخص ہو سکتا ہو، لیکن ابھی اس بات کا امکان ہے کہ شاید ہمارا اندازہ غلط ہو.... لہٰذا اصل فیصلہ ثبوت کی بنیاد پر ہو گا۔"

"بالکل ٹھیک.... یہی بات ہے جمشید۔"

"ہم عدالت پر مکمل ثبوت بھی پیش کریں گے۔ اس ثبوت کو ہمارے مجرم صاحب جھٹلا نہیں سکیں گے.... اس لیے کہ ہم نے بھی آخر اپنے بال دھوپ میں تو

سفید نہیں کیے۔" انسپکٹر جمشید نے یہ الفاظ مسکرا کر کہے۔

"لیکن ابا جان.... آپ کے بال تو ابھی سفید ہوئے ہی نہیں۔" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"اور.... سوری! تب تو میں غلط جملہ صحیح وقت پر بول گیا۔" وہ مسکرائے۔

"خیر! انکل کیا بات تو صحیح بھی ہے۔" آصف بولا۔

"اب آپ مجرم کا نام بتائیں.... مارے بے چینی کے سب کا برا حال ہے۔"

"جی ہاں بالکل.... خبردار.... فوج کے جوان ہوشیار.... میں نام بتاتے چلا ہوں۔" حاضرین.... ہمارے مجرم کا نام ہے۔"

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے.... اس وقت کوئی چیز ان کے چہرے سے ٹکرائی تھی....

انسپکٹر جمشید تڑ سے گرے اور ساکت ہو گئے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

سناٹا

ہال میں ایک لمحے کے لیے تو سناٹا چھا گیا.... پھر بے شمار آوازیں ابھریں:

"یہ کیا ہوا.... یہ کیا ہوا؟"

"گڑیا.... وہ رہی!" فرحت چلائی.... ساتھ ہی اس نے انگلی سے اشارہ بھی کیا۔

سب کی نظریں گڑیا پر جم گئیں..... بظاہر وہ ایک معمولی سی گڑیا تھی.... لیکن کس قدر خطرناک تھی.... یہ صرف وہ جانتے تھے.... ایسے میں کسی نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

"ارے! تو کیا یہ وہ گڑیا ہے.... جس کا ذکر ابھی

انسپکٹر جمشید کر رہے تھے؟"

"ہاں! بالکل...." محمود نے فوراً کہا۔

عین اسی وقت گڑیا حرکت میں آئی.... یوں لگا جیسے کسی پرندے نے اڑان لگائی ہو.... پہلے وہ اوپر ہال کی چھت تک گئی.... پھر تیر کی محمود کے سر کی طرف آئی.... اس سے پہلے کہ محمود اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کر سکتا.... وہ اس کے سر سے ٹکرا گئے.... محمود کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی اور وہ بھی ڈھیر ہو گیا.... اور پھر تو ہال میں جیسے قیامت مچ گئی.... گڑیا رکے بغیر بجلی کی تیزی سے اچھلنے اور ان سے ٹکرانے لگی.... جس سے وہ ٹکرا جاتی..... وہ ڈھیر ہو جاتا.... لوگ اس سے بچنے کے لیے ادھر ادھر گرنے لگے.... دیواروں سے چپکنے لگے۔ انسپکٹر جمشید کی ہدایت کے مطابق ہال کے تمام دروازے چونکہ اندر سے بند تھے، اس لیے کوئی ہال سے باہر نہ جا سکا.... تاہم وہ چلانے لگے۔

"دروازے کھول دو.... ورنہ ہم سب مارے جائیں گے!"

اب لوگ دروازوں پر پل پڑے.... لیکن گڑیا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

جلدی جلدی دروازوں پر موجود لوگوں پر تڑا تڑ برسنے لگے .... لوگ دروازوں کو بھول کر پھر فرش پر گرنے لگے اور آخر انھیں یہ بات سوجھی کہ کرسیوں کے نیچے گھسنے لگے .. جلد ہی انھوں نے محسوس کر لیا کہ وہ کرسیوں کے نیچے گھسنے سے محفوظ ہیں .... گڑیا ان پر وار نہیں کر سکی .... نیچے گھسنے والوں میں سب سے پہلے پروفیسر داؤد تھے .... اور ان کے ساتھی ان کے بعد نیچے گھسے تھے .... لیکن اس وقت تک ان کے کئی ساتھی بے ہوش ہو چکے تھے ...

" ابا جان ... " ایسے میں فاروق بلند آواز میں بولا۔

" م .... میں ہوش میں ہوں .... لیکن میرا سارا جسم جیسے ناکارہ ہو گیا ہے .... یوں محسوس ہوا تھا جیسے جسم کو کرنٹ لگا ہے ...

" خدا کا شکر ہے کہ آپ ٹھیک ہیں۔

" اب ہم اس گڑیا کا کیا کریں۔

" گڑیا ریموٹ کنٹرول ہے .... اور ہال میں سے کوئی اسے کنٹرول کر رہا ہے۔

" ظاہر ہے .... وہ ہی ہمارا مجرم ہے .... جونہی ابا جان نے اس کا نام لینا چاہا .... اس نے گڑیا کا ریموٹ

بٹھا دیا۔

" بھئی سر باہر کو کر کے دیکھ لو .... جو اس وقت کرسی پر بیٹھا ہے .... بس وہی مجرم ہے " انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سنائی دی۔

" بات تو معقول ہے " اشفاق نے کہا اور سر باہر نکالا .... ساتھ ہی اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ گڑیا اس کے سر سے ٹکرائی تھی .... اور وہ مکمل طور پر بے ہوش ہو گیا۔

" یہ تو معقول بات کا نتیجہ ہے .... غیر معقول بات کا نتیجہ نہ جانے کیا ہو گا "

" اس کا مطلب ہے .... جو بھی سر باہر نکالے گا۔ وہی گڑیا کا شکار ہو جائے گا "

" شش .... شکاری گڑیا .... بھئی واہ .... عجیب نام ہے .... میرا مطلب ہے یہ کسی ناول کا نام " فاروق کی آواز سنائی دی .... نہ جانے وہ کس کرسی کے نیچے تھا۔

" اور سنیے .... ان حضرت کو ایسے میں بھی ناولوں کے ناموں کی سوجھ رہی ہے .... حد ہو گئی یعنی کہ " آفتاب نے جھلا کر کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"یہ حد ہو گئی کے ساتھ یعنی کہ کی دم لگانے کی کیا ضرورت تھی" مکھن بول اُٹھا۔

"تم سے خدا سمجھے.... ان حالات میں بھی تم بول سکتے ہو" منور علی خاں بولے۔

"کک.... کیا کریں انکل.... ارے ہائیں.... دنیا کے عظیم شکاری اور ایک گڑیا سے بچنے کے لیے یہ کرسی کے نیچے چھپے ہوئے ہیں.... شیروں، گینڈوں اور ہاتھیوں سے نہ ڈرنے والے.... ایک گڑیا سے ڈر رہے ہیں" خان رحمان کی آواز سنائی دی۔

"اور آپ اپنی بھی تو کہیے نا.... بڑے بڑے فوجی معرکے مارنے والے مشہور معروف فوجی خان رحمان ایک گڑیا سے بچنے کے لیے کرسی کے نیچے دبکے ہوتے ہیں۔"

"یوں تو انسپکٹر کامران مرزا بھی دبکے ہوئے ہیں"

"لل.... لیکن.... میں نہیں" ایسے میں پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"لل.... لیکن میں نہیں.... اس بات کا کیا مطلب ہے انکل پروفیسر" فرحت بولی۔

"میرا مطلب ہے.... میں کرسی کے نیچے نہیں رہوں گا اب.... میں.... مقابلہ کروں گا" پروفیسر داؤد

بولے۔

"آپ مقابلہ کریں گے.... لیکن کس کا.... مجرم کا یا گڑیا کا"

"گڑیا کا.... گڑیا ختم ہو گئی.... تو مجرم سے خود نپٹتے رہنا"

"بات معقول ہے"

"تو پھر میں کرسی کے نیچے سے نکل رہا ہے"

"ارے باپ رے.... اگر گڑیا آپ کے سر سے ٹکرا گئی تھی۔"

"وہ میرے سر سے نہیں ٹکرائے گی.... میں اس کا انتظام کر کے یہاں آیا تھا.... میرے سر پر پتیل کا خول ہے.... اس پر ٹوپی ہے.... میں ٹوپی اٹھا رہا ہوں.... اور میدان میں جا رہا ہوں"

"ارے تو کیا یہاں بھی پتیل ہماری مدد کرے گا۔"

"یہ گڑیا بھی تو انہی لہروں کے تحت کام کر رہی ہے۔"

"اوہ.... اچھا"

"اور نہیں تو کیا یہ حضرت نت نئی لہریں لے آئیں گے.... ارے بھئی یہ بے چارہ تو فقیر کا فقیر ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پرانی لکیر کو ہی پیٹے جا رہا ہے .... گڑیا بھی انشارجہ کی طرف سے اسے بطور تحفہ ملی تھی .... تو میں چلا۔ اب یہ اپنی اس گڑیا سے میرا بال بیکا کر کے دکھائے۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن بال یہ کیوں بیکا کر کے دکھائے .... آپ کا منہ بھی تو بیکا کر کے دکھا سکتی ہے یہ گڑیا۔" شوکی ہنسا۔

"چلو .... جو بھی کر سکتی ہے .... کر کے دکھائے بھی گڑیا۔"

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ کرسی کے نیچے سے نکل آئے۔

"لیکن اتنی دیر کے لیے آپ کرسی کے نیچے کیوں دبکے .... جب کہ آپ کو معلوم تھا .... کہ گڑیا آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔"

"بھئی بس دوسروں کے ساتھ میں بھی گھبراہٹ کا شکار ہو گیا تھا .... بعد میں یاد آیا .... میں تو اس کا پہلے ہی انتظام کر کے چلا تھا۔"

"تب پھر آپ کو یہ انتظام ہمارے لیے بھی کرنا چاہیے تھا۔"

"دراصل میرے خیال میں اس بات کا امکان نہیں تھا۔

لہٰذا میں نے سوچا .... بس پیتل کا ایک خول لے چلتے ہیں ...."

"تب پھر آپ یہ خول مجھے دے دیں .... انسپکٹر کامران مرزا بولے .... لیکن یہ الفاظ انھوں نے سرگوشی میں کہے .... دونوں نزدیک ہی تھے۔

"کیا کیوں؟"

"اس لیے کہ آپ گڑیا سے تو محفوظ ہو جائیں گے۔ مجرم تو آپ پر وار کر سکتا ہے۔ وہ بھی بلو پائپ کا۔"

"ارے باپ رے .... مم .... مجھے اس بلو پائپ سے بہت ڈر لگتا ہے .... یوں محسوس ہونے لگتا ہے، جیسے میں افریقہ کے کسی جنگل میں پھنس گیا ہوں اور ہزاروں کالے افریقی میرے گرد گھیرا ڈال کر اچھل کود رہے ہیں .... ڈھول بجا رہے ہیں اور گا رہے ہیں اور جونہی ان کا گیت ختم ہو گا .... وہ ہزاروں نیزے میرے جسم میں اتار دیں گے۔"

"ارے باپ رے .... اتنی خوفناک باتیں تو نہ کریں۔ کہیں ہم سب خود کو افریقہ کے جنگل میں نہ محسوس کرنے لگ جائیں۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"بھئی محسوس کرنے سے تم سچ مچ افریقہ کے جنگل میں تو پہنچ نہیں جاؤ گے" آفتاب نے بڑا سا منہ بنایا۔

"اب تم سے کون مغز مارے" فاروق نے جھلا کر کہا

دوسری طرف پروفیسر داؤد نے خول انسپکٹر کامران مرزا کے سر پر منڈلا دیا.... چنانچہ وہ باہر نکلے، لیکن ساتھ ہی تڑ سے گرے اور لڑھکتے چلے گئے۔

"کیا.... ہوا ابا جانا" آفتاب گھبرا گیا

"خاموش رہو.... وہ بلو پائپ کے ذریعے سوئی پر سوئی پھینک رہا ہے...."

"اوہ" ان کے منہ سے نکلا۔

"گویا گڑیا والا ہتھیار بے کار ہو چکا ہے۔"

"صرف میرے لیے.... اور وہ بھی خول کی وجہ سے۔ گڑیا جن لہروں کے تحت حرکت کرتی تھی.... پیتل ان لہروں کو نزدیک نہیں آنے دیتا.... پائپ اور پیتل میں آ کر جذب ہو جاتی ہیں۔"

"ہاں کامران مرزا یہی بات ہے۔"

اور پھر انسپکٹر کامران مرزا بجلی کی طرح اچھلنے، کودنے، گرنے پڑنے اور لڑھکنے لگے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے جسم میں کسی نے بجلی بھر دی ہو.... ایسے

میں فرزانہ کی آواز سنائی دی۔

"آپ سب لوگ اب باہر آ سکتے ہیں۔"

"کیا مطلب" لوگ چلائے

"اب آپ کو گڑیا سے کوئی خطرہ نہیں رہا۔"

"لیکن.... ہمارے سروں پر پیتل کے خول کب ہیں" آصف بولا۔

"گڑیا کا ریموٹ کنٹرول آلہ اب میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے یہ مجرم کی جیب سے حاصل کیا ہے...."

"کیا.... وہ مارا"

"میں اس سے بہت دیر پہلے اپنی جگہ سے رینگ کر اس کی میز کے نیچے آ گئی تھی.... تاکہ یہ کوئی حرکت کرے تو میں اسے ناکام بنا دوں.... لیکن یہ مجھے بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ حضرت گڑیا سے وار کریں گے.... لہٰذا سب کے ساتھ میں بھی بوکھلا گئی تھی.... اور میز کے نیچے جا چھپی پہلے تو یہ حضرت ریموٹ کنٹرول کے ذریعے گڑیا سے کام لیتا رہا.... لیکن جب انکل کامران مرزا میدان میں نکلے تو انھوں نے فوراً ریموٹ کنٹرول آلہ جیب میں رکھ لیا اور دوسری جیب سے بلو پائپ نکال لیا.... بس یہی وہ وقت تھا جب میں نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آلہ جیب سے نکال لیا اور اب یہ حضرت گڑیا سے کام نہیں لے سکیں گے.... بلو پاپ کی سوئیاں پچھلی ہی یہ کام نہیں کر پاتے ہیں.... گویا اب یہ بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں.... اب وہ کیسے ہمارے اگر ان کا دیدار کر سکتے ہیں؟

لوگ جلدی جلدی نیچے سے نکلنے لگے.... ان کے چہروں پر مسکراہٹیں ضرور تھیں.... لیکن مارے شرم کے ان کا حال پتلا سا تھا.... ان میں فوجی افسر بھی تھے.... گڑیا سے بچنے کے لیے انھیں بھی نیچے کے نیچے جانا پڑا تھا.... اس لیے اب ان کے چہروں پر ایک رنگ آ رہا تھا تو دوسرا جا رہا تھا۔ سیدھے ہو کر انھوں نے مجرم کی طرف دیکھا.... مجرم اب دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کھڑا تھا.... اس لیے کہ فرزانہ نے اسے دھمکی دی کہ اب اگر اس نے کوئی حرکت کی تو اس کی گڑیا اس کے سر پر ہلہلہ بجانا شروع کر دے گی۔ اس دھمکی نے اس کی ساری اکڑ فوں نکال دی تھی.... دوسری طرف ہال میں موجود تمام لوگ مارے حیرت کے آنکھیں پھاڑ کے اس کی طرف دیکھ رہے تھے....

"اُف مالک.... یہ حضرت تو رانا ظاہر ہیں نہ صدر صاحب بولے۔

"جی ہاں بالکل! ہم اس کے بارے میں پہلے ہی اندازہ لگا چکے تھے.... ویسے یہ اگر پوشیدہ ہوتے تو بھی ہم ان تک پہنچ جاتے۔"

"مطلب یہ کہ انتخابات کے اس کیس کے انچارج رانا ظاہر تھے.... اور وہ قتل والا معاملہ....؟"

"وہ انھوں نے اس لیے نئے سرے سے چھیڑا تھا کہ ہم لوگ ان پر شک نہ کریں اور یہ خیال کریں کہ یہ سارا چکر تو ان کا دشمن چلا رہا ہے.... جب ہم نے رانا ظاہر سے ملاقات کی تھی.... انھوں نے باتوں کے دوران اپنی ران پر ہاتھ مارا تھا اور اس ملاقات کے دوران انھوں نے یہ حرکت دو تین بار کی.... پھر جب ہم ان کی قید میں ہو گئے اور وہاں پر نقاب پوش کی صورت میں ہمارے سامنے آئے تو ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انھوں نے ہمارے سامنے پھر اپنی ران پر ہاتھ مارا تھا.... پھر بھلا میں یہ بات کیسے نہ نوٹ کرتا....

"مطلب یہ کہ اگرچہ اس کیس کے دوران اسلامی ملکوں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کا بے اندازہ نقصان ہوا.... اور دوبارہ یہ عمارت کھڑی کرنے میں ایک مدت لگ جائے گی.... لیکن بہرحال ہم نے ان پر فتح پا لی ہے۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ابھی ہم اپنا نقصان بھی پورا کریں گے.... آپ فکر نہ کریں۔"

"نقصان.... وہ کیسے؟"

"یہاں انشارجہ کے جتنے بھی بنک موجود ہیں.... ہم ان سب پر قبضہ کر رہے ہیں.... ان بنکوں سے ملک کے ان تمام لوگوں کو رقوم ادا کر دی جائیں گی جنہیں اب تک ٹھکانے لگایا گیا.... یا جن کے مکانات تباہ ہوئے ہیں۔"

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات.... اسے کہتے ہیں جیسے کو تیسا۔"

"بلکہ ہم بذریعہ ریڈیو اور ٹی وی دنیا کے تمام مسلمان ملکوں کو بھی یہی مشورہ دیں گے...."

"نیک مشورہ ہے.... اور پروفیسر انکل ہماری ایک درخواست ہے۔" ایسے میں آفتاب بولا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ آپ اس گڑیا پر بھی کام کریں اور ہمیں بھی ایسی گڑیا بنا کر دیں.... تاکہ ہم ان کے ذریعے اپنے دشمنوں کو تگنی کا ناچ نچا سکیں۔"

"میں کوشش کروں گا کہ ایسی کوئی گڑیا ایجاد کروں۔"

"کوئی گڑیا ہی نہیں.... کئی گڑیاں.... کم از کم ہم میں سے ہر ایک کے لیے ایک۔"

"ارے ارے باپ رے اتنی گڑیاں....!" پروفیسر بوکھلا اٹھے۔

"اس میں بوکھلانے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں انکل!" فاروق بولا۔

"تو پھر اور کس بات کی ضرورت ہے۔" انھوں نے فوراً پوچھا۔

"اس پر ہم غور کر لیتے ہیں۔" شوکی نے مسکرا کر کہا۔

"کک کس پر غور کر لیتے ہیں۔" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"اس بات پر کہ کس بات کی ضرورت ہے۔ اگر بوکھلانے یا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے تو۔"

"تمھاری تم ہی جانو۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ارے ہائیں.... یہ سب لوگ ہماری باتیں اس قدر دلچسپی سے کیوں سن رہے ہیں؟" آصف چونکا۔

ان سب نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا۔ ہال میں موجود سب لوگ ان کی باتیں سن رہے تھے اور وہ اس طرح باتوں میں گم تھے جیسے ان کے علاوہ وہاں کوئی موجود نہ ہو۔

سب لوگ مسکرانے لگے.... آخر انھوں نے گھر جانے کی ٹھانی.... ادھر مجرم کو پولیس ہال سے باہر لے جا رہی تھی۔ وہ گھر پہنچے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔ انسپکٹر جمشید نے ریسیور اٹھایا.... اور پھر فون پر بات سنتے ہی وہ زور سے اچھلے....

ان کی آنکھیں پھیل گئیں....

"خیر تو ہے ابا جان؟"

"کام خراب ہو گیا"

"ان کاموں میں یہ بہت بڑی بات ہے کہ جب دیکھو بس خراب ہو جاتے ہیں.... ہے کوئی شک؟"

"اوہو! سچ بات تو سن لو" آصف نے جھلا کر کہا۔

"مجرم فرار ہو گیا ہے"

"کیا!!!"

وہ ایک ساتھ چلائے۔

بٹن کی تلاش

چند سیکنڈ سکتے کے عالم میں گزر گئے پھر خان رحمان کی آواز ابھری:

"لیکن یہ کیسے ہوا؟"

"پولیس بند گاڑی میں رانا ظاہر کو لے کر جا رہی تھی کہ راستے میں اس گاڑی پر مسلح حملہ ہوا.... گاڑی فوری طور پر بے کار ہو گئی۔ اندھا دھند فائرنگ سے تمام پولیس مین فوراً ہلاک ہو گئے.... حملہ آوروں نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور رانا ظاہر کو نکال لے گئے۔ ہر طرف ناکہ بندی کر دی گئی ہے.... مجرم کا ہوائی راستے سے فرار ہونا قریب قریب ناممکن بنا دیا گیا ہے.... سڑک

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

اور سمندر کے راستوں پر بھی زبردست نگرانی شروع کی جائے گی.... لیکن ہم سب جائے واردات پر جائیں گے۔

وہ اسی وقت جائے واردات پر پہنچے... تباہ شدہ گاڑی جوں کی توں کھڑی تھی۔ لاشیں البتہ اٹھوا لی گئی تھیں۔

انھوں نے نہایت باریک بینی سے اس جگہ کا جائزہ لیا.... سڑک پر ادھر ادھر خون پھیلا ہوا تھا... ظاہر ہے، یہ خون بے چارے پولیس مینوں کا تھا... بند گاڑی جس کا دروازہ توڑ کر رانا ظاہر کو نکالا گیا تھا.... ایک بڑی گاڑی تھی.... وہ اس میں داخل ہوئے اور ایک ایک انچ کا جائزہ لینے لگے.....

ایک بٹن کا نصف حصہ فرزانہ کو پڑا دکھائی دیا...وہ فوراً جھکی اور اس کو اٹھا لیا۔

"کیا یہ بٹن رانا ظاہر کا ہو؟" اس نے بٹن سب کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں.... اس لیے کہ اس کی قمیض سفید تھی.... اس میں بٹن بھی سفید تھے.... جب کہ یہ بٹن نیلے رنگ کا ہے.... حملہ آوروں میں سے کسی کی قمیض

کا ہی ہو سکتا ہے۔"

"اور مرنے والے کسی کانسٹیبل کا بھی ہو سکتا ہے.... گاڑی کے اندر بھی تو کانسٹیبل رہے ہوں گے۔"

"تب پھر پہلے ہم مرنے والوں کے لباس اور بٹن چیک کریں گے، تاکہ اس بات کا فیصلہ ہو جائے.... بٹن ان میں سے تو کسی کا نہیں ہے۔"

"اسی وقت وہ مردہ خانے پہنچے.... مرنے والوں کے لباس اور بٹن چیک کریں گے۔ تاکہ اس بات کا بٹن اس رنگ کا یا اس جیسا نہیں تھا....

"اب ہم یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ بٹن حملہ آوروں میں سے کسی کا ہی ہے....؟" انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن.... ہم اس بٹن سے مجرموں کا سراغ کس طرح لگائیں گے....؟ ہو سکتا ہے اس حملہ آور نے جاتے ہی لباس تبدیل کر لیا ہو۔"

"دیکھا جائے گا....؟" انسپکٹر کامران مرزا نے کندھے اچکائے۔

اس بٹن کو شہر کے درزیوں کو دکھاتے ہیں.... ہو سکتا ہے.... کسی درزی نے تو اس قسم کے بٹن حال

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہی میں لگائے ہوں۔

"ارے باپ رے.... اب شہر کے سارے درزیوں کے پاس جانا ہوگا۔"

"لیکن اس طرح تو درزی چوڑے ہو جائیں گے۔" آفتاب نے گھبرا کر کہا۔

"ہوتے ہیں تو ہو جائیں... ہمارا کیا بگاڑیں گے۔"

"تو ہم شہر بھر کے درزیوں کو اپنے دفتر میں کیوں نہ بلا لیں۔" آصف نے تجویز پیش کی۔

"ایسا کرنا ان کے ساتھ زیادتی ہو گی.... آخر ان کا کیا قصور۔"

"ہوں خیر ایسا ہی کر لیتے ہیں۔"

"لیکن یہ کام صرف چھوٹی پارٹی کرے گی.... چھوٹی پارٹی ایک بڑی گاڑی میں بیٹھ جائے اور شہر کے درزیوں کی دکانوں کو چیک کرنے چلی جائے۔"

"اور آپ لوگ آرام کریں گے۔" آفتاب بولا۔

"جتنی کبھی تو ہمیں بھی آرام کرنے دیا کرو۔"

"چلیے کر لیں.... آپ بھی کیا یاد کریں گے.... کس رئیس سے پالا پڑا تھا۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

اور پھر وہ اس مہم پر روانہ ہو گئے.... درزی

کی ہر دکان پر رک کر اپنا کارڈ دکھا کر وہ اس بٹن کو دکھاتے اور آگے بڑھ جاتے.... اور پولیس مجرموں کی تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی۔

"اچھا بھلا کیس ختم ہو گیا تھا کہ پھر شروع ہو گیا.... ہے کوئی تک۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"پتا نہیں۔" آفتاب نے فوراً کہا

"کیا پتا نہیں۔" محسن نے پوچھا۔

"یہ کہ کوئی تک ہے یا نہیں.... تک کے بارے میں کوئی تک کی بات کہی بھی تو نہیں جا سکتی۔" آفتاب نے جلدی جلدی کہا۔

"خاموش تو رہ سکتے ہو نا۔" آصف نے جل کر کہا۔

"لیکن خاموش رہ کر بھی تو کام نہیں چل رہا.... یہ درزیوں کی دکانیں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔ ایک کے بعد ایک اس طرح نکلی چلی آ رہی ہیں جیسے سارا شہر درزیوں کی دکانوں سے ہی تو بھرا پڑا ہے۔" آفتاب مسکرا دیا۔

"اب تم سے کون منہ مارے۔"

"تم لوگوں سے مارو گے.... بڑی پارٹی تو عیش کر

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کر رہی ہے۔

" اور ہمیں لگا دیا ایسے گھٹیا کام پر.... جیسا کہ اس کام پر انکل اکرام کے سادہ لباس والے بھی مقرر کیے جا سکتے تھے۔"

" ضرور کیے جا سکتے تھے.... لیکن انکل وغیرہ کو اس کام کے لیے ہم زیادہ مناسب معلوم ہوئے ہوں گے۔"

" آہا.... شوکی بہت پرجوش انداز میں اس دوکان سے لوٹ رہا ہے.... ضرور کوئی خاص بات ہے۔" محمود نے چہک کر کہا۔

سب شوکی کی طرف دیکھنے لگے.... آخر وہ گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔

" کوئی خبر؟"

" ہاں ہے تو سہی.... اس درزی نے یہ بٹن کئی آدمیوں کی قمیضوں پر لگائے ہیں۔"

" بہت خوب! اس سے ان کے نام پتے نوٹ کر لاؤ۔" محمود نے کہا۔

" وہ میں پہلے ہی کر چکا ہوں...."

" گویا اب ہمیں پہلے ان لوگوں کو چیک کرنا ہوگا.... پھر درزیوں والی مہم اس جگہ سے شروع کرنا ہوگی۔"

" وہ اس صورت میں کہ ان لوگوں کا اس معاملے سے کوئی تعلق ثابت نہ ہو سکا.... اور اگر تعلق نکل آیا تو پھر کیا پڑی درزیوں کی دکانوں کی خاک چھاننے کی۔"

" اللہ کرے ان میں سے وہ مل جائے.... جس کی قمیض کا یہ بٹن ہے۔"

" ہاں اور کیا.... ہم تو تھک گئے ہیں.... یہ کام کرتے کرتے.... اس سے زیادہ بور کام شاید ہی ہم نے کبھی کیا ہوگا۔"

اور پھر وہ ان لوگوں کو چیک کرنے نکل کھڑے ہوئے.... یہ کل تین نام تھے.... پہلا نام افسر خان کا تھا.... اس کا پتا بھی ان کے پاس لکھا تھا اس لیے مکان تلاش کرنے میں کوئی دقت نہ ہوئی....

افسر خان نے انھیں حیران ہو کر دیکھا۔

" کسی سکول یا کالج کی طرف سے آئے ہیں۔"

" آپ غلط سمجھے۔"

" تو صحیح بات کیا ہے۔"

" ہم آپ سے کچھ پوچھنے کے لیے آئے ہیں.... پہلے ہمارا یہ کارڈ دیکھ لیں۔" محمود نے کہا اور کارڈ

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

آگے کر دیا۔

" اتنے بہت سے لوگوں کا صرف ایک کارڈ ؟

" ہاں ! یہ ایک ہی کافی ہے " آصف مسکرایا

کارڈ دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا.... لہجہ بدل گیا :

" فرمائیے.... میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

" آپ رستم بیگ درزی سے کپڑے سلواتے ہیں ؟

" جی ہاں ! کیا ایسا کرنا غلط ہے ؟

" نہیں .... اس بٹن کو پہچانتے ہیں ؟

" بٹن .... کیا مطلب .... میں کیوں پہچاننے لگا اس کو ؟

" آپ نے رستم بیگ سے اس بٹن کے رنگ کے کپڑے ابھی حال ہی میں سلوائے ہیں ؟

" ہاں تو پھر....؟

" ہمیں وہ کپڑے دکھا دیں ؟

" جی اچھا .... آپ بیٹھیے .... میں لاتا ہوں ؟

انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر وہ چلا گیا....

جلد ہی وہ اسی رنگ کا ایک سوٹ لیے اندر داخل ہوا.... اس کے بٹن بالکل ویسے ہی تھے.... لیکن سب

کے سب درست تھے۔ ان میں سے کوئی ٹوٹا ہوا نہیں تھا۔

" یہ بٹن تو پورے ہیں....؟

" اس کا مطلب ہے .... رستم بیگ، وہ آدمی اور ہے ؟

" خیر کوئی بات نہیں....؟

اب وہ دوسرے آدمی کے گھر پہنچے.... اس کا نام جاوید منیر تھا .... جاوید منیر کے بھی کپڑے چیک کیے گئے.... بٹن پورے تھے....

تیسرے نمبر پر ارشد جہاں تھا.... اس کے بٹن بھی پورے نظر آئے....

" گویا ہمیں مہم پھر وہیں سے شروع کرنا پڑے گی ؟

" اس طرح تو ہم کبھی بھی مجرم تک نہیں پہنچ سکو گے " رفعت کی آواز ابھری۔

" کیا مطلب .... اور کس طرح اس تک پہنچ سکیں گے۔

" ایک پہلو پر غور کر لینا چاہیے .... اور وہ یہ کہ آدھا بٹن ٹوٹ جانے اور جانے واردات پر گر جانے کی خبر دشمن کو بھی لگ گئی ہو گی۔ خاص طور

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پر جس کا بٹن ٹوٹا ہوگا.... سوال یہ ہے کہ اس نے کیا کیا ہوگا؟" فرزانہ بولی۔

"اوہ ہاں! واقعی یہ بات قابلِ غور ہے۔" فرحت نے پُر زور انداز میں کہا۔

"ہم لوگوں کی بات اور پُر زور نہ ہو....." رفعت مسکرائی۔

"اپنے منہ میاں مٹھو بننا تو کوئی تم سے سیکھے۔" آصف نے منہ بنایا۔

"تو سیکھ لو، روکا کس نے ہے۔" رفعت نے فوراً کہا۔

"کک.... کیا سیکھ لو بھئی....." محمود نے بے خیالی کے عالم میں کہا۔

"اپنے منہ میاں مٹھو بننا۔" آصف بولا۔

"ہوں! ضرور سیکھنا چاہیے.... کوئی وجہ نہیں۔" محمود نے کہا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا...."

"پتا نہیں.... میں دراصل فرزانہ کی بات میں کھو گیا تھا۔"

"اگر یہ بات ہے تو ہم سب بھی اس میں کھو

جاتے ہیں.... ہمارا کیا جاتا ہے، کھو جاتے ہیں۔" فاروق نے اعلان کیا۔

"ہاں اور کیا؟" کئی آوازیں ابھریں۔

اور وہ سب سوچ میں گم ہو گئے.... فرزانہ نے نقطہ اٹھایا تھا کہ جس کا بٹن ٹوٹا ہے.... اس نے کیا کیا ہوگا۔ کیونکہ یہ بات وہ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ رانا ظاہر بڑے مجرم کا اغوا کر لیا جانا.... ان کی حکومت کے لیے کتنا بڑا واقعہ ہے.... اور وہ دوبارہ رانا ظاہر کو پکڑنے کے لیے کیا کچھ نہیں کر گزریں گے.... اس لیے وہ بھی اپنے بچاؤ کے لیے بہت کچھ کریں گے اور کرنے کے بارے میں سوچیں گے.... لہٰذا اگر یہ لوگ جان لیں کہ اس نے کیا سوچا یا کیا ہوگا تو ان کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

وہ کتنی ہی دیر سوچ میں ڈوبے رہے.... یوں لگتا تھا جیسے سب کے سب سوچ کے گہرے سمندر میں اتر گئے ہوں اور ابھرنے پا رہے ہوں.... آخر ایک میں فرزانہ زور سے اچھلی۔

"میں جانتا تھا، تم ہی اچھلو گے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"تو تمہیں اچھلنے سے کس نے روک رکھا تھا۔" فرزانہ نے منہ بنایا۔

"اچھا بتاؤ.... کیا بات ذہن میں آئی ہے؟"

"ایسے مزا نہیں آئے گا.... اس لیے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے.... کان میں بتا دو.... کانوں کے تو کان نہیں ہوتے ہوں گے۔" آفتاب نے جھلا کر کہا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا.... بہرحال میں بتا دیتی ہوں کان میں۔"

اس نے باری باری اپنے ذہن میں آنے والی بات ان سب کو بتا دی.... وہ اچھلتے چلے گئے۔ پھر فرزانہ نے کہا:

"اخلاق اور اشفاق! تم دونوں ایک اہم کام کے لیے اب ہم سے الگ ہو جاؤ۔"

"کک.... کیا مطلب؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"اور مجبوری میں تھوڑی بہت تبدیلی بھی کر لینا.... تم وائرلیس پر ہم سے رابطہ رکھو گے۔"

"اچھی بات ہے.... لیکن بات کیا ہے۔"

فرزانہ نے اپنی تجویز انہیں سنا دی اور وہ سر ہلاتے ہوئے اس وقت رخصت ہو گئے۔

"یہ تو گئے.... اب ہم کیا کریں؟"

"ہم اپنی کوشش جاری رکھیں گے.... کیونکہ یہ بات جو ذہن میں آئی ہے.... بالکل غلط بھی تو ہو سکتی ہے.... لہٰذا ہم درزیوں کی دکانوں پر اپنا کام کرتے رہیں گے۔" فرزانہ بولی۔

اور پھر وہ آگے بڑھے.... ایک ایک کر کے وہ ہر درزی کو چیک کرتے چلے گئے.... یہ بٹن دیکھ کر ایک درزی سوچ میں ڈوب گیا.... پھر اس نے اپنی بٹنوں والی دراز کھولی.... اس میں اس قسم کے بٹن تھے.... یہ دیکھ کر وہ جوش میں بیٹھ گئے.... ادھر درزی برابر غور کر رہا تھا.... پھر اس نے اچانک اپنا رجسٹر کھولا اور اس کو دیکھنے لگا.... آخر اس نے کہا۔

"میں نے یہ بٹن پچھلے ماہ ایک قمیض میں لگائے تھے۔ وہ قمیض شلوار ایک بالکل نئے گاہک نے بنوائی تھی.... مطلب یہ کہ اس سے پہلے اس نے کبھی مجھ سے کوئی کپڑا نہیں سلوایا تھا۔"

"بہت خوب! کیا آپ ہمیں اس کا نام پتا بھی بتا سکتے ہیں؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"جی ہاں کیوں نہیں..... میں اس خیال سے پتا بھی لکھ لیا کرتا ہوں کہ کوئی اپنے کپڑے لینے کے لیے نہ آئے تو اس سے پوچھ تو لیا جائے۔"

"واہ! آپ بہت اچھا کرتے ہیں۔" مسعود نے کہا۔

اب ابن نے رجسٹر میں لکھا ہوا نام اور پتا انھیں نوٹ کرا دیا.... یہ نام شمشیر خان تھا اور پتا تھا ۹۲ نور سٹریٹ، ریاض روڈ...

وہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے بعد گاڑی کی طرف لوٹ آئے۔

"کیا خیال ہے.... آج اتنا ہی کام کافی نہیں ہے کیا..... تھک کر چور ہو گئے ہیں۔" آفتاب بولا۔

"ہاں واقعی! اس سے تو یہ کہیں بہتر تھا کہ ہم چور ہو کر تھک جاتے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"کم از کم شمشیر خان کو تو چیک کر لیں.... پھر گھر چلیں گے اور کل اس درزی سے آگے کام شروع کریں گے۔"

"بہت خوب! بالکل ٹھیک!" شوکی نے فوراً کہا۔

آخر وہ اس طرف روانہ ہوئے.... نور سٹریٹ کے موڑ پر پہنچتے ہی انھیں ایک جھٹکا سا لگا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

چالاک نزلہ

اخلاق اور اشفاق ایک جگہ پہنچ کر رک گئے...

"میرا خیال ہے..... ان لوگوں نے ہمیں ایک نہایت بور کام بتا کر اپنے آپ سے الگ کر دیا ہے۔" اخلاق نے دل آواز میں کہا۔

"میرا خیال ہے تو ایسی بات نہیں ہے.... فرزانہ کے ذہن میں آنے والی بات سبھی نے سنی ہے.... اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے.... اور ہمیں سب کا فیصلہ دل و جان سے قبول کرنا چاہیے.... اس لیے کہ آخر ہمیں تو اپنا کام کرنا ہے۔"

"ہوں.... تم ٹھیک کہتے ہو.... لیکن سوال یہ ہے

کہ ہم آخر یہاں کب تک کھڑے رہیں گے۔"

"جب تک کہ ہم کھڑے رہنے کی ضرورت محسوس کرتے رہیں۔"

وہ کھڑے رہے.... بور ہوتے رہے.... آخر انھیں ہوشیار ہو جانا پڑا....

"آؤ بھئی.... پہلے ہی کوئی ٹیکسی لے لیتے ہیں.... پتا نہیں ضرورت پیش آنے پر ہاتھ نہ آئے۔"

"ہوں ٹھیک ہے....!"

انھوں نے گزرنے والی ٹیکسی روک لی.... اور اس میں بیٹھ گئے۔

"جی جناب! کہاں چلنا ہے؟"

"دو تین منٹ ٹھہریں۔"

"جی اچھا۔" اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

دو منٹ بعد اشفاق نے کہا.... اس کار کے پیچھے چلنا ہے۔"

"کیوں.... خیر تو ہے.... کوئی پھڈا تو نہیں ہے۔"

"نہیں سرکاری کام ہے، تمھیں اپنا بل پورا ملے گا... بس تم چلو۔"

"سرکاری کام" وہ الجھن میں پڑ گیا۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

" یہ کارڈ دیکھ لو.... اور فوراً چلو..... کہیں وہ نکل نہ جائے "

آخر اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی.... تعاقب شروع ہو گیا....

" کیا ہم کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں " اخلاق بولا۔

" کچھ نہیں کہا جا سکتا.... یہ اللہ کو پتا ہے.... ہم کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں یا ناکامی کی طرف.... ویسے مجھے خوف محسوس ہو رہا ہے " اشفاق نے جلدی جلدی کہا۔

" تو تم خوف کو محسوس ہونے لگ جاؤ.... خوف بھی کیا یاد کرے گا "

" فاروق اور آفتاب کے انداز میں بات کر رہے ہو " اشفاق نے اسے گھورا۔

" نہیں تو... یہ تو میرا اپنا انداز ہے۔ وہ فوراً بولا۔

" بس رہنے دو.... آئے بڑے اپنے انداز والے۔

" چلو آ تو گئے.... چلے تو نہیں گئے " اخلاق مسکرایا۔

" کہیں ہم میں ان کی روحیں تو نہیں گھس گئیں "

" ہاں واقعی آج کل روحیں بہت آوارہ ہو گئی ہیں "

" روحیں نہیں.... بدروحیں آوارہ ہو گئی ہوں گی "

" اب روحوں اور بدروحوں کے چکر میں کون پڑے... کیا ہم وائرلیس پر باقی لوگوں سے بات کریں "

" ابھی ضرورت نہیں، پہلے کچھ کر تو گزریں.... ورنہ یار لوگ ہماری خوب خبر لیں گے.... مذاق اڑائیں گے "

" اچھی بات ہے...."

تعاقب جاری رہا....

" حیرت ہے.... یہ حضرت کہاں جا رہے ہیں "

" وہ.... وہ اس عمارت میں داخل ہو رہا ہے "

" اوہ! بہت خوب.... آپ بھی بس ہمیں یہیں اتار دیں، آپ کا بہت بہت شکریہ "

انھوں نے بل ادا کرنے کے بعد کہا:

اگر آپ ہمارے یہاں چند منٹ انتظار کر سکتے ہیں تو بہت اچھا ہو گا.... ہمیں یہاں سے کہیں اور لے جانا پڑے شاید۔

" اچھی بات ہے، میں ٹھہر جاتا ہوں " اس نے کہا۔

اب وہ پیدل اس عمارت کی طرف بڑھے، عین اس وقت ان کے پاس ایک کار آ کر رکی.... انھوں نے

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

چونک کر دیکھا... اور یہ دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گئے کہ ان کی اپنی کار تھی اور اس میں اپنے ہی لوگ تھے...

"یہ کیا.... تم بھی یہاں پہنچ گئے؟"

"اور آپ لوگ بھی؟" اخلاق نے گھبرا کر کہا۔

"ہمارے یہاں آنا تو سمجھ میں آتا ہے.... لیکن تم دونوں کا یہاں آنا ہم سب کی سمجھ میں نہیں آیا.... ہم نے تو تمہیں اس درزی کی نگرانی کے لیے کہا تھا جس نے تین نام بتائے تھے۔"

PkPdf.Blogspot.Com

اور ہم اس کی نگرانی ہی کر رہے تھے.... جب وہ اچانک اپنی دکان سے نکل آیا اور ایک طرف روانہ ہوا تو ہم نے بھی ایک ٹیکسی پکڑ لی اور اس کا تعاقب شروع کر دیا.... اب اگر ہم اس کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں پہنچیں ہیں تو اس میں ہمارا قصور؟"

"ہاں.... لیکن سوال یہ ہے کہ آپ یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

"ہم نے درزیوں کی چیکنگ بند نہیں کی تھی.... جاری رکھی تھی.... ایک درزی نے اس قسم کے بٹن ایک صاحب کی قمیض پر لگانے کی بات کی.... ہم اس کا پتا لے کر یہاں آ گئے۔" محمود نے جلدی جلدی بتایا۔

"تب تو دونوں پارٹیاں بالکل ٹھیک جگہ پہنچ گئیں۔"

"تو پھر آؤ.... اب ذرا اس عمارت کو دیکھ لیں۔"

وہ آگے بڑھے، ایسے میں آفتاب کو ایک زوردار چھینک آئی.... اس کا ہاتھ فوراً جیب میں رینگ گیا۔ رومال کو جھٹک کر اس نے ناک سے لگایا اور پھر جیب میں رکھ لیا.... پہلے انہوں نے عمارت کا ایک چکر لگایا، پھر پچھلے حصے میں ایک پائپ دیکھ کر خوش ہو گئے.... وقت بھی رات کا ہو چلا تھا اور آج آسمان پر نہ چاند تھا نہ ستارے.... اس لیے ان کا کام آسان تھا۔

"فاروق کی تو ہو گئی عیش۔" آفتاب مسکرایا۔

"تو پھر میری بجائے آج عیش تم کر لو.... اجازت ہے۔"

"مجھے ڈر ہے.... چھینک آ گئی تو کام خراب ہو سکتا ہے۔" آفتاب جلدی سے بولا

"تب تو تم ڈرو.... کھلنے پر مدد بھی نہ کرنا۔" فاروق نے جل بھن کر کہا۔

"وہ اس وقت دیکھیں گے ابھی کیا کہہ سکتا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

ہے۔

آخر فاروق نے پائپ پر چڑھنا شروع کیا... یہاں تک کہ وہ چھت پر پہنچ گیا.... پھر جلدی اس نے دروازہ کھول دیا.... آفتاب فوراً آگے بڑھا تو فاروق نے اس کا راستا روک لیا اور بولا۔

"تمہیں نزلہ ہے.... چھینک نہ آجائے۔"

"ابھی ابھی نزلہ رک گیا ہے.... لہٰذا کوئی خطرہ نہیں۔"

"بڑا چالاک نزلہ ہے۔" فاروق نے جل کر کہا اور اسے راستا دے دیا۔

سب اندر داخل ہوئے اور دبے پاؤں آگے بڑھتے رہے، یہاں تک کہ ایک کمرے سے انھیں باتیں کرنے کی آواز سنائی دی۔

"وہ بٹن کے ذریعے سراغ لگانے پھر رہے ہیں.....

آپ کی تجویز کے مطابق جب وہ میرے پاس پہنچے تو میں نے انھیں اپنے تین گاہکوں کے نام اپنے لکھ کر دے دیے.... تاکہ وہ غلط سمت میں چلے جائیں۔"

"بہت خوب! یہ کام کیا ہے تم نے۔"

"لیکن سر.... اصل کام تو آپ نے کیا ہے۔ مجھے

اگر آپ پہلے سے نہ سمجھا دیتے تو میں تین نام انھیں کس طرح بتاتا۔"

"خیر خیر.... تم انعام کے مستحق ہو.... یہ لو اپنا انعام اور جاؤ۔"

جلد ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ دزدی نکلتا نظر آیا جس نے انھیں تین نام لکھوائے تھے.... وہ دبکے رہے اور اسے جاتے ہوئے دیکھتے رہے... اسی وقت ایک اور آدمی کمرے سے نکلا اور دروازے کی طرف چلا گیا.... دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی اور پھر وہ واپس آتا نظر آیا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"اب میرے ملک سے باہر جانے کا انتظام جلد از جلد کرو۔"

"ابھی نہیں سر.... ابھی تو معاملہ بہت گرم ہے۔ کچھ دن آپ کو یہیں رہنا پڑے گا۔"

"تم لوگ انسپکٹر جمشید کو نہیں جانتے...."

"آپ فکر نہ کریں.... اول تو وہ یہاں تک آ نہیں سکتے.... اگر آ گئے تو ہمیں یہاں کا انتظام ہے۔"

"کیا مطلب.... انتظام ہے...."

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"ہاں سر.... چپکے چپکے انتظام.... سر آپ دیکھتے جائیں۔"

"آؤ فرزانہ ان کا انتظام دیکھ ہی لیں۔"

"پاگل نہ بنو.... پہلے ہمیں بڑی پارٹی کو اطلاع دے دینی چاہیے.... کہیں ہاتھ آیا شکار نکل نہ جائے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

"میں فون کر کے آتا ہوں۔ میرے آنے تک یہیں ٹھہرنا۔"

یہ کہہ کر محمود باہر نکل آیا.... فون کرنے کے بعد جب وہ واپس لوٹا تو باقی سب لوگ غائب تھے۔ اسے بہت غصہ آیا....

"کہہ کر گیا تھا کہ یہیں ٹھہرنا۔" اس نے اپنے آپ سے کہا اور پھر دانت پیستے ہوئے اس کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا.... اندر سے بدستور باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں.... اور یوں لگتا ہے جیسے اس کے ساتھی اندر تو گئے ہی نہیں تھے.... پھر آخر وہ کہاں گئے، سوال یہ تھا....

اچانک اسے اپنے پیروں کے نیچے سے زمین سرکتی نظر آئی.... اور پھر وہ نیچے گرتا چلا گیا....

چاروں شانے چت گرا۔ ادھر ادھر دیکھا تو باقی سب لوگ دائیں بائیں آرام کرتے نظر آئے۔

"یہ کیا؟ میں نے تم سے وہیں ٹھہرنے کے لیے کہا تھا۔"

"افسوس! ہمارے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی تھی.... ہم کیا کرتے۔"

"ہوں! خیر.... کوئی بات نہیں۔" وہ اداس سے انداز میں مسکرایا۔

"لیکن تم نیچے کیوں اتر گئے۔"

"اب مجھ کیا معلوم تھا کہ جس جگہ ہم کھڑے تھے... وہاں کی زمین سرک جائے گی.... میں پھر وہیں جا کھڑا ہوا تھا۔"

"دھت تیرے کی.... پہلے جیتی ہوئی بازی ہار گئے تھے.... اب محمود بھی پھنس گیا۔"

"لیکن تم ابا جان کو فون تو کر چکے ہو نا۔"

"ہاں! وہ تو میں کر چکا ہوں۔"

"لیکن اس کا فائدہ کوئی نہیں ہوگا۔" انھوں نے ناظر کی آواز سنی.... پھر وہ ان کے سامنے آ

PkPdf.Blogspot.Com
PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"اس کے دائیں بائیں چار آدمی کلاشنکوف لیے موجود تھا۔۔۔"

"کس بات کا کوئی فائدہ نہیں مسٹر رانا۔"

اس بات کا کہ اندر داخل ہونے سے پہلے تم نے اپنے والد کو فون کر دیا ہے۔۔۔ اور اب وہ اس طرف آتے ہوں گے۔"

"ہاں! بالکل۔۔۔ وہ یہاں ضرور آئیں گے۔"

"لیکن وہ تمہیں یہاں سے برآمد نہیں کر سکیں گے۔"

اس نے ہنس کر کہا۔

"اچھا۔۔۔ کیا واقعی۔۔۔؟"

"دیکھ بھی لو گے۔"

"مسٹر رانا ایک بات تم بھی نوٹ کر لو۔۔۔"

"اچھا۔۔۔ چلو کراؤ نوٹ۔ کیا کرانا چاہتے ہو۔"

"لکھ لو۔۔۔ تم اس ملک سے فرار ہو کر انشارجہ نہیں جا سکتے۔۔۔ اس سے پہلے پھر تم ہمارے قبضے میں ہو گے۔"

"فی الحال تو تم ہمارے قبضے میں ہو۔۔۔ اپنی خیر مناؤ۔"

"ہمارا اللہ مالک ہے۔"

"ویسے درزیوں والی چال کیسی رہی۔"

"ہم سب چال کو پہلے ہی بھانپ گئے تھے۔۔۔ ورنہ یہاں کیسے پہنچ پاتے۔"

"ہاں، اس بات پر جو حیرت ہے۔۔۔ ویسے تم یہاں پہنچے کس طرح۔"

"درزی کا تعاقب کر کے۔۔۔ اور اصل درزی سے یہاں کا پتا پا کر۔"

"ہوں۔۔۔ تم دونوں بہت چالاک ہو۔ یہ بات ماننا پڑتی ہے۔"

"تو مان لو۔۔۔ روکا کس نے ہے۔"

عین اس وقت دوڑنے کی آواز سنائی دی۔۔۔ اور ایک ملازم اندر داخل ہوا۔۔۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ ہی گھبراہٹ تھی۔

"پولیس آ گئی ہے اور عمارت کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے رہی ہے۔"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

مستقل وارنٹ

PkPdf.Blogspot.Com

پورا دن گزر گیا.... وہ چھوٹی پارٹی کی طرف سے کسی اطلاع کا انتظار کرتے رہے.... یہاں تک کہ انھیں مایوسی سی ہونے لگی۔

"میرا خیال ہے.... اب اس مہم پر ہمیں ہی نکلنا پڑے گا" خان رحمان بولے۔

"ناکامی ہونے کی صورت میں بھی ان کی طرف سے اطلاع ملنا ضروری تھا...." انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"ابھی شاید انھیں موقع نہیں ملا ہوگا.... ورنہ وہ اطلاع ضرور دیں گے" انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"گویا ہمیں ابھی اور انتظار کرنا پڑے گا"

"ہاں بالکل" کئی آوازیں ابھریں۔

آخر ایک گھنٹا اور گزرنے کے بعد فون کی گھنٹی بجی.... انسپکٹر جمشید نے ریسیور اٹھایا تو محمود کی آواز سنائی دی۔

"رانا ظاہر کا سراغ لگ چکا ہے.... پتا نوٹ کریں، ہم اس وقت ۹۲ نور سٹریٹ ریاض روڈ پر موجود ہیں...."

"اچھا.... کوئی خطرہ مول نہ لینا.... ہم آ رہے ہیں"

"اگر مفت مل جائے" محمود نے کہا۔

"مفت بھی نہ لینا" وہ ہنسے اور ریسیور رکھ دیا۔

"چلو صاحبان.... مبارک ہو.... رانا ظاہر کا سراغ لگ گیا ہے"

"وہ مارا.... چھوٹی پارٹی نے میدان جیت لیا"

"چھوٹی پارٹی بھی کچھ کم سلامیتوں کی مالک نہیں ہے" پروفیسر داود بولے۔

"ماشاء اللہ"

اور پھر وہ انتظامات کرنے کے بعد اس عمارت

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کی طرف روانہ ہوئے .... وہاں پہنچ کر پہلے عمارت کو گھیرے میں لیا گیا .... اس کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھے۔ دروازے پر انسپکٹر کامران رک گئے۔ ان کی نظریں زمین پر چپک گئیں۔

"کیا ہوا کامران؟"

"میں یہاں پاؤڈر کے ذرات دیکھ رہا ہوں .... آفتاب نے جھٹک ماری ہو گی اور پھر ناک صاف کرنے صاف کرنے کے واسطے جیب سے رومال نکالا ہو گا .... اس کے رومال میں کچھ پاؤڈر موجود ہوتا ہے .... وہ اس نے یہاں جھٹک دیا ہو گا، تاکہ ہم جان لیں .... کہ وہ اندر ہی ہیں .... اور کہیں نہیں ہیں۔"

لیکن مرزا .... پاؤڈر چھڑکنے کے بعد اگر انھیں یہاں سے کہیں اور جانا پڑا ہو؟ پروفیسر بولے۔

"اس صورت میں وہ اس پاؤڈر کو پاؤں سے ضرور رگڑ کر کے جاتا۔"

"کہنے کا مطلب ہے کہ وہ اسی عمارت میں ہیں ... ہاں! انھوں نے جلدی کی اور ہمارا انتظار نہ کیا حالانکہ میں نے کہا تھا کہ کچھ نہ کریں، صرف ہمارا

انتظار کریں .... خیر آؤ۔"

یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور دروازے پر دستک دی .... ایک بوڑھے نے دروازہ کھولا اور اتنے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر حیران ہو کر بولا:

"جی فرمایئے۔"

"فرمانا کیا ہے جی .... ہم ذرا اس عمارت کی تلاشی لیں گے۔" انھوں نے منہ بنایا۔

"تلاشی؟" وہ بولا۔

"جی ہاں! تلاشی۔"

"لیکن کس سلسلے میں؟" اس نے منہ بنایا۔

"کچھ بچوں کو پکڑ کر یہاں قید کیا گیا ہے۔"

"ارے، ارے! یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں ایک شریف آدمی ہوں .... آپ مجھ پر بہت بڑا اور بہت خوفناک الزام لگا رہے ہیں۔"

"جی نہیں .... سچ عرض کر رہے ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"وارنٹ تو ہوں گے آپ کے پاس۔"

"تلاشی کے وارنٹ ہمارے پاس ہر وقت رہتے ہیں۔" وہ مسکرائے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"یہ کیسے ہو سکتا ہے.... میں بھی آخر پڑھا لکھا ہوں.... تلاشی کے وارنٹ تو لینے پڑتے ہیں....

"ہمارے پاس مستقل وارنٹ موجود ہیں۔"

"اس قسم کے وارنٹ کا نام میں پہلی بار سن رہا ہوں۔"

"شکر کریں۔ سن تو رہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"اس میں شکر کرنے کی کیا بات ہے۔"

"اور ہم سمجھ گئے.... آپ بہت چالاک ہیں.... ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں.... یہ دیکھیے وارنٹ۔" یہ کہہ کر انھوں نے اپنا خصوصی اجازت نامہ نکال کر دکھا دیا...

"ارے ارے.... آپ انسپکٹر جمشید ہیں۔" وہ اچھل کر بولا۔

"اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"اس سے یہ ہوتا ہے کہ آپ کے وارنٹ کے بغیر بھی تلاشی لے سکتے ہیں.... آپ تو ہماری قوم کے ہیرو ہیں.... آپ پہلے ہی اپنا نام بتا دیتے... لیکن سوال یہ ہے کہ آپ اس گھر کی تلاشی کیوں

لینا چاہتے ہیں۔"

"اندر مصیبت میں گرفتار ہونے سے پہلے محمود نے فون کر چکا تھا.... کہ رانا ظاہر یہاں موجود ہے۔"

"رانا ظاہر.... ارے باپ رے.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" بوڑھے نے کہا۔

"آپ کا نام کیا ہے بڑے میاں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے جل کر کہا۔

"مجھے شمشیر خان کہتے ہیں۔"

"ہاں تو مسٹر شمشیر خان.... آپ اب ایک طرف ہو جائیں.... آپ ہمارا بہت وقت ضائع کر چکے ہیں۔"

"تشریف لے آئیے.... آپ ضرور کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہیں.... فون پر محمود صاحب سے عمارت کا نمبر بتانے میں غلطی ضرور ہوئی ہے۔"

"دیکھا جائے گا.... ویسے میں سو فیصد یقین سے تو کہہ سکتا ہوں کہ محمود سے نمبر بتانے میں غلطی نہیں ہوئی۔"

"یہ ابھی معلوم ہو جائے گا۔"

آخر وہ اندر داخل ہوئے.... یہ ایک بڑی سی رہائش گاہ تھی.... لیکن وہاں اس بوڑھے کے سوا کوئی

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کوئی بھی نہیں تھا۔

شمشیر خان صاحب.... آپ یہاں اتنے بڑے گھر میں اکیلے رہتے ہیں؟

"جی نہیں.... میرا پورا گھرانا یہاں رہتا ہے.... ان دنوں وہ سیر و سیاحت کے لمبے چوڑے پروگرام بنا کر گئے ہیں.... تین ماہ سے پہلے نہیں آئیں گے۔" اس نے بتایا۔

"اوہ اچھا.... آپ کیوں نہیں گئے ان کے ساتھ؟"

"میں.... میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں.... میرے اب سیر کرنے کے دن کہاں رہے؟"

اس گھر کے پندرہ کے قریب بڑے کمرے تھے... دو برآمدے تھے.... دو باورچی خانے اور کئی غسل خانے تھے.... ایک سٹور تھا.... جس میں بے کار چیزیں بھری پڑی تھیں.... انھوں نے ایک ایک کمرے کی تلاشی انہیں طرح لی.... لیکن چھوٹی پارٹی کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آیا.... اب وہ پھر بوڑھے کے پاس آ جمع ہوئے....

"بڑے میاں! کیا اس مکان کے نیچے کوئی تہ خانہ بھی ہے؟"

"میرے خیال میں تو نہیں ہے.... کیوں کہ یہ مکان میں نے خریدا تھا.... اور سابقہ مالک نے یہ نہیں بتایا کہ اس کے نیچے کوئی تہ خانہ ہے۔"

"اس کا مطلب ہے.... اب ہمیں اس میں تہ خانہ بھی تلاش کرنا ہوگا۔"

"ضرور کریں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں.... لیکن آپ وقت ضائع کر رہے ہیں.... کوئی چالاک مجرم اس دوران آپ کے بچوں کو یہاں سے دور بہت دور نہ لے جائے۔"

"آپ فکر نہ کریں.... ہم آخر کار ان تک پہنچ جائیں گے۔"

اب انھوں نے تہ خانے کی تلاش شروع کر دی.... جلد ہی انھیں ایک آتش دان کے نیچے وہی کی ایک کھڑکی نظر آ گئی.... انھوں نے ہک کو جو کھینچا.... آتش دان کی دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہو گیا اور سیڑھیاں نیچے جاتی نظر آئیں۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں بڑے میاں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے....

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے نہیں معلوم...."

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

یہ مکان میں نے خریدا تھا۔ سابقہ مالک نے بتایا نہیں کہ اس میں کوئی تہ خانہ بھی ہے۔" اس نے جلدی جلدی کہا۔

"خیر.... اب تو معلوم ہو گیا.... اور اگر اس میں سے ہمارے بچے مل جاتے ہیں تو مزا ہی آ جائے گا۔"

"جی نہیں.... ایسا نہیں ہو گا۔" اس نے کہا۔

"کیوں نہیں ہو گا۔"

"اس لیے کہ آپ کے بچے اس طرف نہیں آئے۔"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔"

اور پھر وہ تہ خانے میں اتر گئے.... انھیں پورا یقین تھا کہ جھولٹ پارٹی تہ خانے میں ہے، لیکن ان کا خیال بالکل غلط ثابت ہو گیا.... تہ خانہ بالکل خالی تھا.... اور اس کے فرش پر بہت گرد بھی تھی.... جیسے کئی دنوں سے اس کو کسی نے استعمال نہ کیا ہے۔

"کیوں جناب! اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"اس وقت تک تو آپ کی بات ہی درست ہوئی ہے.... خیر.... یہی بات ہو گی.... آؤ بھئی چلیں۔"

اور وہ اس عمارت سے نکل آئے.... نکلتے وقت انھوں نے دیکھا.... بوڑھا بڑے بڑے منہ بنا رہا تھا۔

"یہ کیا ہوا جمشید.... تمھارا اندازہ کس طرح غلط ہو گیا؟"

"میرا ہی نہیں.... ہم سب کا.... ویسے وہ اس عمارت میں داخل ضرور ہوئے ہیں.... ہو سکتا ہے... انھیں عمارت سے کہیں اور لے جایا گیا ہے، لیکن اس راستے سے نہ لے جایا گیا ہو گا.... میرا خیال ہے۔ اس عمارت میں ایک دروازہ پچھلی طرف بھی ہے۔"

وہ عمارت کے پچھلی طرف آئے.... دروازہ اندر سے بند تھا.... دروازے کے آس پاس انھوں نے قدموں کے نشانات تلاش کیے.... لیکن اس طرف کوئی نشان نہیں تھا۔ جب کہ صدر دروازہ پر قدموں کے نشانات کے علاوہ پاؤڈر بھی جھلکا گیا تھا۔

"انھیں کم از کم اس طرف سے تو کہیں لے جایا نہیں گیا..." خان جہان بڑبڑائے۔

"اور صدر دروازے پر بھی پاؤڈر کے نشانات جوں کے توں موجود ہیں۔"

"تب پھر اس کا کیا مطلب ہے؟"

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

"مطلب صاف ہے.... چھوٹی پارٹی اسی عمارت میں ہی کہیں ہے" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا بات کرتے ہو بھئی.... ہم سب نے اس عمارت کی اچھی طرح تلاشی لی ہے" خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"تب پھر چھوٹی پارٹی کہاں گئی.... ان کے یہاں تک آنے کی اطلاع تو ہمیں ملی تھی" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اگر وہ اندر ہوتے تو ہم انھیں تلاش نہ کر لیتے، وہ تو تہ خانے میں بھی نہ ملے"

"الجھن ضرور ہے لیکن ہم بھی یہاں سے ٹلنے والے نہیں ہیں" انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کیا مطلب.... اب کریں گے کیا"

"آؤ.... فی الحال تو یہاں سے چلے جانے کا ڈراما کرنا ہوگا.... تاکہ انھیں اطمینان ہو جائے کہ ہم جا چکے ہیں اور یہ لوگ بے فکر ہو جائیں"

وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے.... کافی فاصلے پر جانے کے بعد انھوں نے گاڑی چھوڑ دی اور پیدل اس عمارت کی طرف روانہ ہوئے۔

اس وقت تک تاریکی اور زیادہ ہو چکی تھی.... اور انھیں دیکھ لیے جانے کا کوئی خطرہ نہیں رہا تھا....

وہ عمارت کے عقب میں آئے.... آج پائپ پر چڑھنے کے لیے ان کے ساتھ چھوٹی پارٹی میں سے کوئی نہیں تھا.... لہٰذا انسپکٹر جمشید نے اپنے جوتے اتارے اور پائپ پر چڑھنے چلے گئے.... چھت پر پہنچ کر انھوں نے زینے کا دروازہ کھولنا چاہا.... لیکن دروازہ دوسری طرف سے بند کیا جا چکا تھا.... اب انھوں نے جیب سے رسی نکالی اور نیچے لٹکائی.... اس کو دیوار پر موجود جنگلے سے باندھ کر وہ اس کے ذریعے نیچے اتر گئے۔ اب انھوں نے ایک دروازہ کھول کر اپنے ساتھیوں کو اندر بلا لیا.... ان کے اندر آنے کے بعد دروازہ پھر بند کر دیا گیا....

وہ اندر کی طرف بڑھے.... ایک کمرے سے خوب چہکنے کی آوازیں سنائی دیں.... وہ اس کے نزدیک آ گئے اور کان دروازے سے لگا دیے۔ اندر کوئی کہہ رہا تھا:

"لیکن میں سمجھتا ہوں.... خطرہ ابھی سر سے نہیں ٹلا.... یہ لوگ بھی اتنے سیدھے نہیں ہیں.... میرا

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

خیال ہے .... وہ ایک بار پھر چیک کرنے کے لیے آئیں گے۔"

"تو آ جائیں .... پہلی بار بھی انھوں نے کیا کر لیا ہے .... جو اب کچھ کر گزریں گے۔"

"پھر بھی نہ جانے کیوں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"لیکن مجھے تو ڈرنے کی دور دور تک کوئی وجہ نظر نہیں آ رہی۔"

انھوں نے یہ آوازیں سنیں۔ ان میں ایک آواز رانا ظاہر کی تھی .... ان پر جوش طاری ہو گیا۔ انسپکٹر جمشید نے دروازے پر ہاتھ سے دباؤ ڈالا تو وہ اندر سے بند تھا۔

انھوں نے آہستہ سے دستک دی .... اندر یک دم خاموشی چھا گئی .... انھوں نے فوراً دوبارہ دستک دی۔ لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔

"اگر تم لوگوں نے دروازہ نہ کھولا تو ہمیں توڑنا پڑے گا۔" انسپکٹر جمشید غرائے۔

اندر سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔ آخر انسپکٹر جمشید نے پیچھے ہٹ کر دروازے پر کندھے کی ٹکر ماری .... دروازہ بھڑ قبضے اکھڑ گیا اور اندر کی طرف

جا کر گرا .... وہ پستول ہاتھ میں لیے اندر داخل ہو گئے۔ اور یہ دیکھ کر دھک سے رہ گئے کہ اس کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا۔

"ارے! یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

"لیکن ہم نے خود ان کی باتیں سنیں ہیں۔"

"ہاں! یہ بات تو ہے .... اس کا مطلب ہے .... اس کمرے سے بھی تہ خانے میں راستا کھلتا ہے۔"

"تہ خانے کے راستے کا ہمیں پہلے ہی پتا ہے .... ہم اس طرف سے جا سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے .... انسپکٹر کامران مرزا آپ فوراً اس طرف سے تہ خانے میں جائیں .... ہم یہیں ٹھہرتے ہیں .... یہ گھر مجھے بھول بھلیاں سا لگتا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

انسپکٹر کامران مرزا نے اپنے ساتھ منور علی خان کو لیا اور تہ خانے کے راستے پر پہنچے۔

"پتا نہیں کیا بات ہے .... مجھے عجیب سا احساس ہو رہا ہے۔"

"احساس کو بعد میں دیکھیں گے .... پہلے تہ خانے کو دیکھ لیں۔" منور علی خان مسکرائے۔

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

انھوں نے جھک کر کھینچ کر راستا بنایا اور بے دھڑک نیچے اترتے چلے گئے۔

" تہ خانے کو ٹارچ کی روشنی میں دیکھا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا...:

" ارے یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے :

" واپس چلیں .... ضرور کوئی چکر ہے :

وہ واپس اس کمرے میں آئے.... وہاں حالات بدل گئے تھے :

" تم تو خالی ہاتھ آ گئے ہو .... ہماری چھوٹی پارٹی کہاں ہے :

" اس تہ خانے میں نہیں ہے :

" حیرت ہے .... اس کمرے میں موجود رانا ظاہر اور اس کے ساتھی کمرے کے اندر ہی غائب ہو گئے .... ہم نے خیال کیا تھا کہ وہ ضرور اسی تہ خانے میں ہوں گے اور اس کمرے میں بھی تہ خانے کا کوئی راستا نکلتا ہو گا... لیکن وہ تہ خانہ اب پہلے کی طرح خالی پڑا ہے۔ اب ہمیں ۲۱ کمرے پر محنت کرنا پڑے گی :

انھوں نے کمرے کو غور سے دیکھا... کوئی ایسی بات نظر نہ آئی... آتش دان تو اس کمرے میں تھا ہی

نہیں .... بہت سوچنے کے بعد فرش کی ٹائلوں پر دباؤ ڈالنے لگے .... کونے کی ایک ٹائل کو دبایا تھا ہی کہ راستا نمودار ہوا :

وہ مارا :

" خبردار .... نیچے نہ آنا .... ورنہ ان لوگوں کو ختم کر دیا جائے گا :" نیچے سے رانا ظاہر کی بلند آواز سنائی دی۔

" تم لوگ خیریت سے تو ہے :

" ہم بالکل خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت نیک چاہتے ہیں .... آپ کا آنا مبارک .... لیکن یہ لوگ ہم پر کلاشنکوف تانے ہوئے ہیں :

" اچھی بات ہے .... ہم جا رہے ہیں :

" ہا ہا ہا ...: رانا ظاہر نے قہقہہ لگایا۔

" لگا لو بھئی لگا لو .... جتنے قہقہے لگانے ہیں۔ لگا لو..: محمود نے جل کر کہا۔

اس کا قہقہہ لمبا ہوتا چلا گیا.... یہاں تک کہ وہ سب پیچھے ہٹ آئے ...

" اب کیا کیا جائے :

" آخر کو وہ باہر نکلیں گے.... ہم مکان کے چاروں طرف

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

پوزیشن میں گئے .... اور خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھائیں گے .... ان لوگوں کو بھی رات کے اندھیرے میں ہی نکلنا پڑے گا۔ دن کی روشنی میں نکلنا ان کے لیے بھی بہت مشکل ہو گا۔

"اچھی بات ہے۔"

وہ باہر آ گئے اور مناسب جگہوں پر پوزیشن لینے لگے ... آخر ایک گھنٹے کے بعد عمارت کا دروازہ کھلا اور چھوٹی پارٹی باہر نکلتی نظر آئی ...

"خبردار .... ان لوگوں کے پیچھے ہم ہیں اور اگر کوئی شرارت کی گئی تو ہم ان پر فائر کھول دیں گے۔"

رات تاریک تھی .... وہ صرف سائے دیکھ سکتے تھے .... ادھر رانا ظاہر اور اس کے ساتھیوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں .... انھوں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا .... وہ آگے بڑھتے رہے .... یہاں تک تو ایک بڑی گاڑی کے نزدیک پہنچ گئے۔ گویا اس میں بیٹھ کر فرار ہونے کا پروگرام تھا ان کا۔ لیکن ہیں اس وقت دو فائر ہوئے .... اور کلاشن کوفوں والے دونوں آدمی اچھل کر گرے اور ساکت ہو گئے۔

کیس ختم ہو گیا .... اب آپ لوگ آ سکتے ہیں۔

انھوں نے محمود کی آواز سنی .... لیکن نزدیک جانے سے پہلے انھوں نے اپنا مزید اطمینان کرنا مناسب خیال کیا .... ٹارچوں کی روشنی ان دونوں پر پڑی .... ان کے سروں سے خون بہہ رہا تھا .... انھیں سروں کے ہی نشانے لینا پڑے تھے .... ورنہ چھوٹی پارٹی کو خطرہ تھا ....

"تو یہ تھا رانا ظاہر کا انجام۔"

"بے چارہ جیل جانے سے بچ گیا ...."

"کیسے بے چارہ کہہ رہے ہو بھئی۔" پروفیسر داؤد نے حیران ہو کر کہا۔

"جی رانا ظاہر کو۔"

"اوہ .... کک .... کیا کہا .... بے چارہ ....." انھوں نے حیران ہو کر کہا۔

"رانا کی بات چھوڑو .... گھر جانے کی بات کرو .... یہ کیس بلاوجہ ہی لمبا ہو گیا ...."

"ہاں واقعی .... ضرورت بھی اس بات کی ہے۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

انھوں نے رانا ظاہر اور اس کے ساتھی کی لاشوں

PakDigestNovels.Com

Downloaded From - www.PakDigestNovels.Com

کے لیے اکرام کو فون کیا اور پھر تمام انتظامات مکمل کرنے کے بعد گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

"صد ہو گئی .... وہ حضرت تو رہ ہی گئے"

"کون کی بات کر رہے ہو" پروفیسر داؤد بولے۔

"جی .... وہ .... سہرے کی"

"کم از کم اس بار ہم میں سے ایک کے نصیب میں تو سہرا ہے نہیں .... کیونکہ سبھی نے کام کیا ہے ...."

"خیر کوئی بات نہیں .... آپس میں تقسیم کر لیں گے" خان رحمان بولے۔

"کک .... کیا تقسیم کر لیں گے" پروفیسر بولے۔

"سہرا اور کیا"

"کیا .... کہا .... سہرا تقسیم کر لیں گے" پروفیسر داؤد کی آنکھیں ابل پڑیں اور باقی سب لوگ بے ساختہ انداز میں مسکرا پڑے۔

PakDigestNovels.Com